www.imroz.com.pk

بلوچستان کے عوام کا نمائندہ اخبار

Daily IMROZ Quetta A.B.C Certified

روزنامہ امروز کوئٹہ

چیف ایڈیٹر حکیم اکمل

جلد نمبر 13 | بروز ہفتہ 05 مارچ 2022ء 02 شعبان 1443ھ | شمارہ 238 | قیمت 10

مسلح جدوجہد کو دہشتگردی کا نشانہ بنانیوالے انسان کہلانے کے لائق نہیں، قدوس بزنجو

غم کی اس گھڑی میں ہم غمزدہ خاندانوں اور کے پی کے کے عوام کے ساتھ کھڑے ہیں، وزیراعلیٰ بلوچستان کی پشاور قصہ خوانی بازار کی مسجد میں بم دھماکے میں ہونیوالے جانی نقصان پر افسوس کا اظہار

ہم نے بحثیت قوم دہشت گردی کی عفریت کا متحد ہو کر مقابلہ کرنا اور اسے شکست دینا ہے، جو قوتیں پاکستان میں دہشت گردی کے ذریعہ عدم استحکام چاہتی ہیں انہیں اپنے ناپاک عزائم میں کبھی کامیابی نہیں ہوگی

کوئٹہ (خ ن) وزیراعلیٰ بلوچستان میر عبدالقدوس بزنجو نے پشاور قصہ خوانی بازار خودکش بم دھماکے کی شدید الفاظ میں مزمت کرتے ہوئے اسے انتہائی سفاکانہ کاروائی قرار دیا ہے وزیراعلیٰ نے اپنے ایک بیان کہا ہے کہ انہیں دھماکے میں قیمتی انسانی جانوں کے ضیاع پر دلی دکھ اور افسوس ہوا ہے غم کی اس گھڑی میں ہم غمزدہ

بقیہ 2 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

فری ٹکٹ دیتے ہیں اپوزیشن آئے میچ دیکھے

چائے بھی پلائیں گے، فواد چوہدری کی اپوزیشن کو میچ دیکھنے کی دعوت

اسلام آباد (این این آئی) وفاقی وزیراطلاعات ونشریات فواد چوہدری نے اپوزیشن کو میچ دیکھنے کی دعوت دیتے ہوئے کہا ہے کہ فری ٹکٹ دیتے ہیں اپوزیشن آئے میچ دیکھے، چائے بھی پلائیں گے، ہم پاکستان اور بھارت میں کھیل کو فروغ دینا چاہتے ہیں، بھارت سازشوں کے

بقیہ 1 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

شہباز شریف کی کوچہ رسالدار، پشاور میں مسجد میں خودکش دھماکے کی شدید مذمت

ملک میں امن و امان کی سنگین ہوتی صورتحال لمحہ فکریہ ہے، اپوزیشن لیڈر کا بیان

اسلام آباد (این این آئی) پاکستان مسلم لیگ (ن) کے صدر اور قائد حزب اختلاف شہباز شریف نے کوچہ رسالدار، پشاور میں مسجد میں خودکش دھماکے کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں امن و امان کی سنگین ہوتی صورتحال لمحہ فکریہ ہے، سر اٹھاتی دہشت گردی پر سنجیدگی سے

بقیہ 3 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

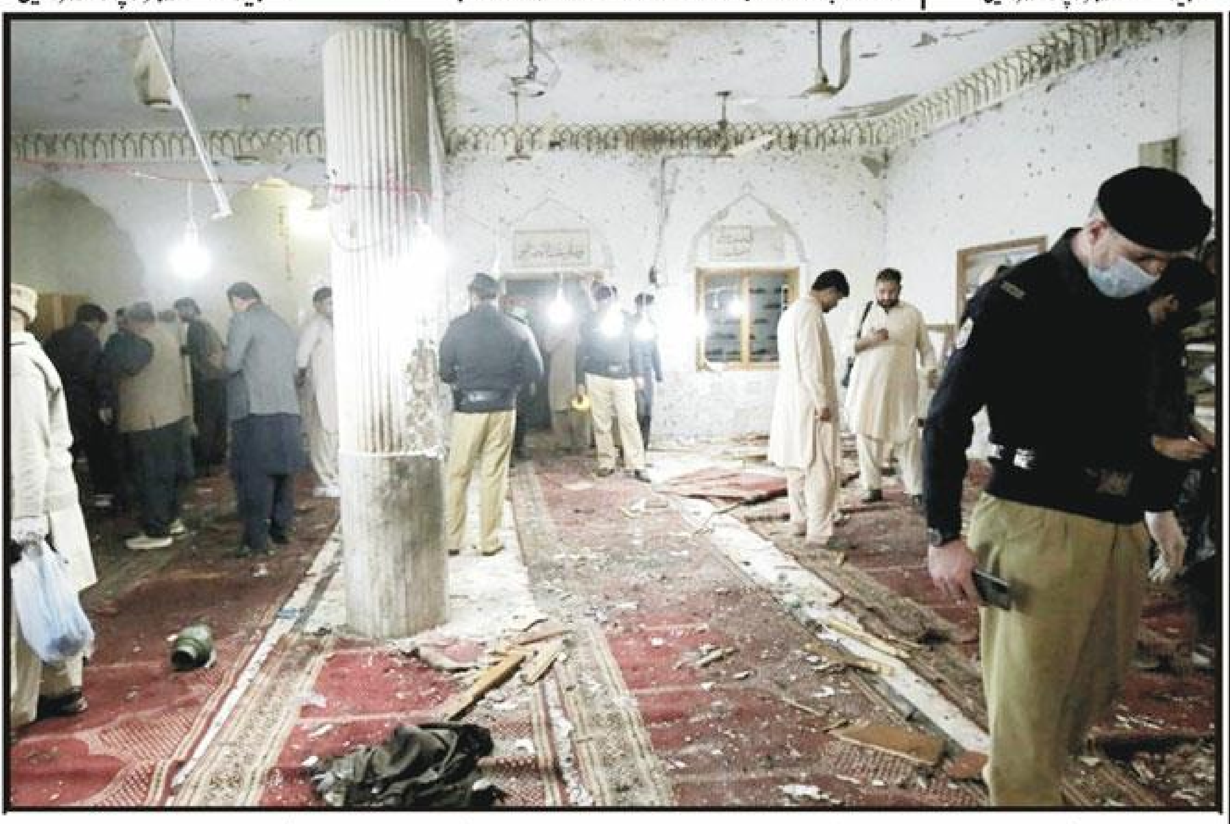

پشاور، قصہ خوانی بازار کے علاقے کوچہ رسالدار کی جامع مسجد میں نماز جمعہ کے دوران ہونیوالے خودکش دھماکے کے بعد پولیس اہلکار شواہد اکٹھے کررہے ہیں

پشاور کی مسجد میں خودکش دھماکہ، 57 افراد شہید

حملہ آور نے پہلے مسجد کے باہر کھڑے سکیورٹی فورسز پر فائرنگ کی پھر مسجد کے اندر جا کر خود کو دھماکے سے اڑا دیا، زخمیوں میں بعض کی حالت تشویشناک، ہلاکتوں میں اضافہ کا خدشہ

شہر میں ریسکیو کی بہترین سروس ہے تاہم گلی تنگ ہونیکی وجہ سے ریسکیو رضاکاروں کو آپریشن میں شدید مشکلات کا سامنا رہا، صدر، وزیراعظم، وزرائے اعلیٰ، گورنرز وفاقی وزراء کی مذمت

پشاور (مانیٹرنگ ڈیسک+نیوز ایجنسیاں) پشاور کے علاقے قصہ خوانی کی جامع مسجد میں نماز جمعہ کے دوران خودکش دھماکا، 57 افراد شہید 194 زخمی صوبائی دارالحکومت پشاور کے قصہ خوانی بازار کے علاقے کوچہ رسالدار کی جامع مسجد میں نماز جمعہ کے

بقیہ 4 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

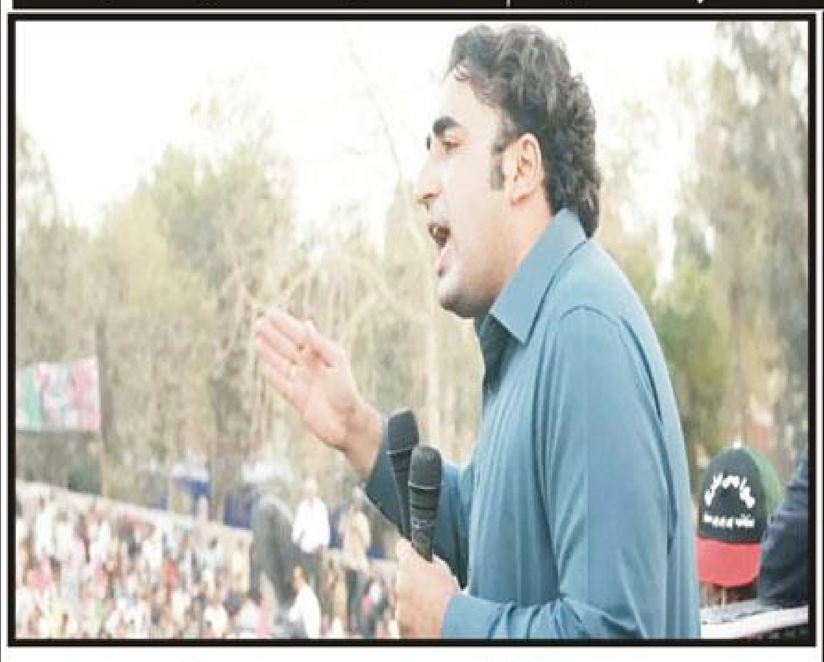

خانیوال، چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری عوامی مارچ کے شرکاء سے خطاب کررہے ہیں

بلاول بھٹو زرداری کا پشاور میں دہشت گردی پر اظہار مذمت

دہشتگردوں نے معصوم نمازیوں کو نشانہ بنا کر انسانیت پر حملہ کیا، چیئرمین پیپلز پارٹی

اسلام آباد (این این آئی) پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری نے پشاور میں دہشت گردی پر اظہار مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ دہشت گردوں نے معصوم نمازیوں کو نشانہ بنا کر انسانیت پر حملہ کیا۔ اپنے بیان میں انہوں نے

بقیہ 5 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

سی پیک اور بلوچستان وفاقی حکومت کی ترجیحات میں شامل ہی نہیں، سلیم مانڈی والا

اسلام آباد (این این آئی) سابق ڈپٹی چیئرمین سینیٹ سینیٹر سلیم مانڈوی والا نے کہا ہے کہ اکبر ایس بابر کے بعد پی ٹی آئی کے ایک اور رہنما سردار یار

بقیہ 6 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

یورپ کے سب سے بڑے جوہری پلانٹ میں روسی بمباری سے آگ لگ گئی

پلانٹ کو شدید خطرہ لاحق ہے، انربودار میں دھماکہ چرنوبل سے 10 گنا زیادہ تباہ کن ہوگا، یوکرین

تباہ شدہ پاور سٹیشن سے تابکاری کا اخراج ہوسکتا ہے، روس کے علاوہ کسی بھی ملک نے کبھی جوہری توانائی کے یونٹوں پر گولہ باری نہیں کی ہے

کیف (این این آئی) یورپ کے سب سے بڑے جوہری پلانٹ میں روسی بمباری سے آگ لگ گئی۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق روس کی مبینہ شیلنگ سے یوکرین کے شہر انیرہوڈر میں واقع ملک کے سب سے بڑے جوہری پلانٹ کی عمارت میں آگ لگ گئی جس سے پلانٹ کو شدید خطرہ لاحق ہے۔ یورپ کے سب سے بڑے نیوکلیئر پاور پلانٹ پر حملے نے اس خدشات کو جنم دیا ہے کہ تباہ شدہ پاور سٹیشن سے تابکاری کا اخراج ہو سکتا ہے۔ یوکرینی وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ انربودار کے جوہری پلانٹ میں دھماکہ ہوا تو چرنوبل سے 10

بقیہ 18 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

ملک میں ایک بار پھر مذہبی دہشتگردی شروع ہوگئی ہے، سینیٹر سعید ہاشمی

ملک میں دہشتگردی کے بڑھتے ہوئے واقعات امن کو سبوتاژ کرنے کی ایک ناکام کوشش ہے، بانی بی اے پی

دہشتگردی کیخلاف جنگ میں سیکورٹی فورسز کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی بہت جلد دہشت گردوں کا قلع قمع کرینگے

کوئٹہ (این این آئی) بلوچستان عوامی پارٹی کے بانی سینیٹر سعید احمد ہاشمی نے کوئٹہ میں فاطمہ جناح روڈ اور پشاور میں ... کہا ہے یہ واقعات انتہائی افسوسناک اور قابل مذمت عمل ہیں، انکا کہنا تھا کہ ملک میں ایک بار پھر ... سرکاری اداروں کو زیادہ محنت کرنے کی ضرورت ہے وہیں سول سوسائٹی کو بھی اپنا کردار ادا کرنے کی

بقیہ 7 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات بشریٰ رند کا پشاور بم دھماکے کی مذمت

کوئٹہ (خ ن) پارلیمانی سیکرٹری اطلاعات وسماجی بہبود محترمہ بشریٰ رند نے پشاور بم دھماکے کی شدید

بقیہ 8 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

سبی میلہ محبت، امن اور بھائی چارے کو فروغ دیتا ہے، صوبائی وزراء

سبی میلہ واحد میلہ ہے جو پاکستان بھر میں بسنے والی قوموں کو اکٹھا کرتا ہے، صالح محمد بھوتانی، ضیاء لانگو، نصیب اللہ مری، ملک نعیم بازئی

سبی کا قدیمی اور ثقافتی میلہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے اس میں ہمیں ملک بھر سے آئے ہوئے مہمانوں سے ملنے کا موقع ملتا ہے، تقریب سے خطاب

سبی (اللہ داد رند) سبی میلہ محبت امن اور بھائی چارے کو فروغ دیتا ہے سبی میلہ واحد میلہ ہے جو پاکستان بھر میں بسنے والی قوموں کو اکٹھا کرتا ہے ...

بقیہ 17 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

صوبائی وزیر نور محمد دمڑ کا پشاور بم دھماکے کی شدید الفاظ میں مذمت

کوئٹہ (خ ن) سینئر صوبائی وزیر خزانہ نور محمد دمڑ نے پشاور میں ... پاکستان بھر میں بسنے والی قوموں کو اکٹھا کرتا ہے

بقیہ 9 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

ضروری مرمت کے سلسلے میں گیس کی ترسیل بند رہے گی، سوئی سدرن گیس

کوئٹہ (این این آئی) سوئی سدرن گیس کمپنی لمیٹڈ کوئٹہ کے ایک اعلامیہ کے مطابق ضروری مرمت

بقیہ 10 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

پاکستان اور آئی ایم ایف کے درمیان مذاکرات 7 مارچ سے شروع ہوں گے

وزیر خزانہ شوکت ترین 8 مارچ کو آئی ایم ایف ٹیم سے بات چیت کریں گے

اسلام آباد (این این آئی) پاکستان اور آئی ایم ایف کے درمیان مذاکرات سات مارچ سے شروع ہوں گے۔ ذرائع وزارت خزانہ کے مطابق

بقیہ 11 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

دہشتگرد فرقہ واریت اور مذہبی اختلافات بڑھانے کیلئے مساجد میں حملے کر رہے ہیں، جان جمالی

کوئٹہ (این این آئی) اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی میر جان محمد خان جمالی نے پشاور کے مسجد میں ہونے

بقیہ 12 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

چیئرمین سینیٹ کی پشاور قصہ خوانی کی جامع مسجد میں دھماکے کی شدید مذمت

ملک دشمن عناصر اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہیں ہوسکتے، صادق سنجرانی

اسلام آباد (این این آئی) چیئرمین سینیٹ محمد صادق سنجرانی نے پشاور قصہ خوانی کی جامع مسجد میں دھماکے کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے۔ چیئرمین

بقیہ 13 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

بلوچستان اپنے محل وقوع کے اعتبار سے اہمیت کا حامل صوبہ ہے، گورنر بلوچستان

چائنا پاکستان اقتصادی راہداری (سی پیک) جیسے شاندار عظیم منصوبہ کا ایک اہم لنک بلوچستان ہے، سید ظہور آغا

ماضی میں ہم نے صنعت وتجارت وابستہ اپنے سرمایہ داروں اور صنعت کاروں کو وہ ضروری سہولیات اور مواقع فراہم نہیں کیے جو ہمیں فراہم کرنے چاہئیں تھے

کوئٹہ (خ ن) گورنر بلوچستان سید ظہور احمد آغا نے کہا کہ دنیا میں رونما ہونے والی سیاسی اور معاشی تبدیلیوں کے پیش نظر ہمیں اپنی ترجیحات کا تعین کرنے، ہمسایہ ممالک کی تجارتی منڈیوں تک رسائی حاصل کرنے اور اپنے قومی اہداف حاصل کرنے کیلئے اپنے معاشی نظام کو ہر حوالے سے مضبوط اور مستحکم بنانا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ماضی میں ہم نے صنعت وتجارت وابستہ اپنے سرمایہ داروں اور صنعت کاروں کو وہ ضروری سہولیات اور مواقع فراہم نہیں کیے جو ہمیں فراہم کرنے چاہئیں تھے۔ اس سلسلے پاکستان کے پایہ تخت اسلام آباد

بقیہ 19 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

دہشتگرد ایک بار پھر پاکستان کا امن خراب کرنے کے درپے ہیں، سردار صالح بھوتانی

عبادت گاہوں کو دہشتگردی کا نشانہ بنانے والے عناصر انسانیت اور ملک کے دشمن ہیں

کوئٹہ (این این آئی) سینئر صوبائی وزیر بلدیات سردار محمد صالح بھوتانی نے پشاور میں مسجد کے اندر خودکش دھماکے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے

بقیہ 14 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

دہشتگردوں نے نمازیوں کو نشانہ بنا کر انسانیت پر حملہ کیا، بلاول بھٹو

حکومت دہشتگردی میں ملوث عناصر اور ان کے سہولت کاروں کو فوری گرفتار کرے

کراچی (این این آئی) پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری نے پشاور میں دہشتگردی کی مذمت کی ہے۔ بلاول ہاؤس میڈیا سیل سے جاری بیان میں بلاول بھٹو زرداری نے کہا کہ دہشتگردوں نے معصوم نمازیوں کو نشانہ بنا کر

بقیہ 15 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

کٹھ پتلی نے قائد عوام اور بی بی شہید کے کسان کا قتل کیا ہے، بلاول

کٹھ پتلی خوفزدہ ہے عوام کی طاقت دیکھ کر اس کی ٹانگیں کانپ رہی ہیں، اس منافق اور جھوٹے کو بھگائیں گے

میرے ہوتے ہوئے کسان بھوکا پیٹ نہیں سوئے گا، میں حساب لینے اسلام آباد جا رہا ہوں، چیئرمین پیپلز پارٹی کا مارچ کے شرکاء سے خطاب

خانیوال (این این آئی) پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری نے کہا ہے کہ کٹھ پتلی خوفزدہ ہے ڈرپوک ہے، عوام کی طاقت دیکھ کر اس کی ٹانگیں کانپ رہی ہیں، اس منافق اور جھوٹے کو بھگائیں گے۔ جلسے سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہم عوام کیلئے میدان میں آئے ہیں، مہنگائی کے خلاف، غربت اور بیروزگاری کے خلاف، سلیکٹڈ اور ناجائز وزیراعظم کے خلاف جدوجہد کر رہے ہیں، لودھراں اور ملتان کی طرح شاندار استقبال کرنے پر خانیوال کے عوام کا شکرگزار ہوں۔ ہم اب اپنی منزل کی طرف بڑھ

بقیہ 16 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

گورنر بلوچستان کا پشاور دھماکے کے نتیجے میں انسانی جانوں کے ضیاع پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار

کوئٹہ (این این آئی) گورنر بلوچستان سید ظہور احمد آغا نے خیبر پختونخوا کے صوبائی دارالحکومت پشاور

بقیہ 20 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

چمن سکاؤٹس کی جانب سے پاک افغان سرحدی علاقے دوبندی میں فری میڈیکل کیمپ کا قیام

کوئٹہ (این این آئی) پاک افغان سرحد سے ملحقہ دور دراز پہاڑی علاقے دوبندی میں فرنٹیئر کور بلوچستان نارتھ چمن سکاؤٹس نے میڈیکل کیمپ

بقیہ 21 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

نوجوانوں کو روزگار، عوامی فلاح وبہبود کے کام حکومت کی ذمہ داریاں ہیں، سراج الحق

جماعت اسلامی بغیر اقتدار کے عوامی فلاح و بہبود کے کئی منصوبے چلانے کے ساتھ ہزاروں غریب خاندانوں کی کفالت بھی کر رہی ہے

حکومت ریٹائرڈ جج جنرل اور اسمبلی ممبران میں پلاٹس تقسیم کرتی ہے کروڑوں نوجوان بیروزگار اور لاکھوں افراد بے گھر ہیں، امیر جماعت اسلامی

ڈیرہ اللہ یار (این این آئی) امیر جماعت اسلامی سراج الحق نے کہا ہے کہ ملک میں بے گھر افراد کو گھر نوجوانوں کو روزگار اور عوامی فلاح و بہبود کے کام حکومت کی ذمہ داریاں ہیں لیکن حکومت ریٹائرڈ جج جنرل اور اسمبلی ممبران میں پلاٹس تقسیم کرتی ہے کروڑوں نوجوان بیروزگار اور لاکھوں افراد بے گھر ہیں جماعت اسلامی بغیر اقتدار کے عوامی فلاح و بہبود کے کئی منصوبے چلانے کے ساتھ ہزاروں غریب خاندانوں کی کفالت بھی کر رہی ہے بلوچستان سے 2 ہزار سے زائد طلبہ و طالبات کو جماعت اسلامی اسکالرشپ پر تعلیم دلوا رہی ہے

بقیہ 22 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

سینئر صوبائی وزیر بلدیات سردار صالح محمد بھوتانی سبی میلہ میں صنعتی نمائش کا افتتاح کررہے ہیں

ڈیرہ اللہ یار، امیر جماعت اسلامی سراج الحق پلاٹ تقسیم کرنے کے موقع پر منعقدہ تقریب سے خطاب کررہے ہیں

بہت جلد دہشت گردوں کا قلع قمع کرینگے، قاسم سوری

پشاور میں بم دھماکہ انتہائی افسوسناک اور قابل مذمت عمل ہے، ڈپٹی سپیکر قومی اسمبلی

ملک میں دہشتگردی کے بڑھتے ہوئے واقعات امن کو سبوتاژ کرنے کی ایک ناکام کوشش ہے

کوئٹہ (این این آئی) پاکستان تحریک انصاف بلوچستان کے صوبائی صدر و ڈپٹی سپیکر قومی اسمبلی قاسم خان سوری، جنرل سیکرٹری ڈاکٹر منیر بلوچ نے

بقیہ 23 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

گوادر میں موسم بہار کی آمد پر رنگ برنگے پھولوں کی نمائش

شہر بھر سے لوگ، اسکول و یونیورسٹی کے طلباء و طالبات ان دلکش مناظر سے لطف اندوز ہونے پہنچ گئے

کوئٹہ (پ ر) گوادر میں موسم بہار کی آمد پر رنگ برنگے پھولوں کی نمائش۔ موسم بہار کو خوش آمدید کہنے کے لیے بلوچستان کے شہر گوادر میں خوبصورت پھولوں کی نمائش کا انعقاد کیا گیا جہاں شہر بھر سے لوگ، اسکول و یونیورسٹی کے طلباء و طالبات ان

بقیہ 24 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

صنعتی اور آئی ٹی شعبے کی ترقی کیلئے حکومت نے تاریخی پیکیج دیا، وزیراعظم

باصلاحیت نوجوان فری لانسرز کو سہولیات کی فراہمی سے زرمبادلہ میں اضافہ ممکن ہوگا، عمران خان

اسلام آباد (این این آئی) وزیراعظم عمران خان نے

بقیہ 28 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

کوئٹہ کے علاقے میں کنویں سے ایک شخص کی لاش برآمد، ایک بچے کو زندہ بچا لیا گیا

کوئٹہ (این این آئی) کوئٹہ کے علاقے میں کنویں

بقیہ 26 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

سندھ کا پڑھا لکھا طبقہ پیپلز پارٹی سے بدول اور زرداری لیگ سے مایوس ہو چکا ہے، شاہ محمود قریشی

سندھ کے عوام کسی مسیحا کی تلاش میں ہے کہ وہ آ کر انہیں اس عذاب سے نکالے، وفاقی وزیر خارجہ

بدین (این این آئی) وفاقی وزیر شاہ محمود قریشی کا کہنا ہے کہ سندھ کا نوجوان اور پڑھا لکھا طبقہ پیپلز پارٹی سے بددل اور زرداری لیگ سے مایوس ہو چکا

بقیہ 25 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

آج نیب کے اپنے گواہ شہباز شریف کی بے گناہی کی گواہی دے رہے، مریم اورنگزیب

عمران صاحب کے ثبوتوں کے صندوق اور ٹرک شہباز شریف کے حق میں گواہی دے رہے ہیں

اسلام آباد (این این آئی) پاکستان مسلم لیگ (ن)

بقیہ 29 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

دعا گو ہوں آصفہ بھٹو اور لانگ مارچ کے تمام شرکا محفوظ رہیں، مریم نواز

لاہور (این این آئی) پاکستان مسلم لیگ (ن) کی

بقیہ 27 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

پشاور دھماکہ ایک بڑی سازش کی کڑی ہے، فواد چوہدری کی پشاور دھماکے کی مذمت

اسلام آباد (این این آئی) وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات فواد چوہدری نے پشاور دھماکے کی مذمت

بقیہ 35 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

بدترین سیاسی انتقام عمرانی پراپیگنڈے کے منہ پر ایک اور زوردار طمانچہ ہے، مریم اورنگزیب

آج قانون، عوام اور ضمیر کی عدالت میں شہباز شریف سرخرو اور عمران صاحب مجرم بن کر کھڑے ہیں

لاہور (این این آئی) پاکستان مسلم لیگ (ن) کی ترجمان مریم اورنگزیب نے شہباز شریف کو منی لانڈرنگ کیس میں بری کرنے کا مطالبہ کرتے

بقیہ 34 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

عدم اعتماد کی تحریک ہر صورت کامیاب ہوگی، رانا تنویر حسین

حکومت جتنے مرضی ہاتھ پاؤں مارلے نمبر گیم پوری ہو چکی ہے، میڈیا سے گفتگو

مریدکے (این این آئی) مسلم لیگ (ن) کے مرکزی رہنما رانا تنویر حسین نے کہا ہے کہ عدم اعتماد کی تحریک ہر صورت کامیاب ہوگی، حکومت جتنے

بقیہ 32 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

مولانا فضل الرحمٰن کی پشاور دھماکے کی مذمت

اسلام آباد (این این آئی) جمعیت علمائے اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن نے پشاور دھماکے کی

بقیہ 33 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

آج ملک میں عدم اعتماد کی باتیں ہو رہی ہیں، خالد مقبول صدیقی

آج ہم جاگیردارانہ جمہوریت پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہیں، متحدہ قومی موومنٹ کے کنوینئر

ہماری سیاست کی عبادت میں ہمارے ساتھ شریک ہو جائیں، ہم آپ کو صرف شمولیت کی نہیں شراکت کی دعوت دیتے ہیں

کوئٹہ (این این آئی) متحدہ قومی موومنٹ کے کنوینئر ڈاکٹر خالد مقبول صدیقی نے کہا کہ آج ملک میں عدم اعتماد کی باتیں ہو رہی ہیں، آج ہم جاگیردارانہ جمہوریت پر عدم اعتماد کا اظہار کرتے ہیں، ایسے ایوان پر عدم اعتماد کرتے ہیں جس میں جاگیردار اور سرمایہ دار بیٹھا ہو، جب ملک میں چینی کا بحران آتا ہے تو اپوزیشن اور حکومت دونوں شیر و شکر ہو جاتے ہیں، ان خیالات ایم کیو ایم کے

بقیہ 30 صفحہ نمبر7 پرملاحظہ فرمائیں

پارلیمانی سیکرٹری ملک نعیم خان بازئی صنعتی نمائش میں زراعت کے اسٹال کا معائنہ کررہے ہیں

بزدل دشمن پاکستان کو غیر مستحکم کرنا چاہتا ہے، سینیٹر ثمینہ زہری

دشمن دہشتگردانہ کارروائیوں سے پاکستان کے امن وامان کے ماحول کو سبوتاژ کرنا چاہتا ہے، رہنما بی اے پی

الحمدللہ پوری قوم، پاک افواج اور دیگر سیکیورٹی فورسز نے ہمیشہ ملک دشمن عناصر کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا کر ان کی بیخ کنی کی ہے

کوئٹہ (این این آئی) سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری نے کہا ہے کہ پاکستان میں امن وامان کی صورتحال کو خراب کرنے کی مذموم کوشش کی جارہی ہے جس کی کسی صورت اجازت نہیں دی جائے گی سیکیورٹی انتظامات کو مزید موثر بنانے کے لئے اقدامات کیے جارہے ہیں انہوں نے کہا کہ دشمن ہمیں غیر مستحکم کرنا چاہتا ہے تاکہ اپنے مذموم مقاصد حاصل کر سکے لیکن وطن عزیز پاکستان میں امن وامان کی صورتحال پر سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا۔ حکومت پاک افواج اور دیگر سیکیورٹی اداروں کے ساتھ مل کر مضبوط لائحہ عمل طے کر رہی ہے۔ سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری نے پشاور میں

بقیہ 31 صفحہ نمبر2 پرملاحظہ فرمائیں

بقیہ 1

،خرم اختر، حاجی ودان علی کاکڑ، عطا محمد کاکڑ، ظہور آغا ،حاجی محمد یونس ،نقیب کاکڑ ،عزیز بازئی، قاہر ترین ،عنایت دورانی ،شکور خلجی ،عبدالعلی دمڑ، احسان کاکڑ ،نقیب اللہ کاکڑ ،نصیر خان ترین ،سید خان اسحاق زئی، خیال محمد اور نعمت ودیگر نے مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کے رکن صوبائی اسمبلی نصر اللہ زیرے نے تحریک التو پیش کی، انہوں نے کہا کہ حکومتی اور اپوزیشن پارٹیوں کے اراکین اور تمام سیاسی پارٹیوں کے مشکور ہیں جن کی وجہ سے بل منظور ہوا پراپرٹی ٹیکس ژوب ڈویژن میں پہلے سے معاف تھا لیکن پھر بھی ایکسائز ڈیپارٹمنٹ کے اہلکار دکانداروں کو ٹیکس کے حوالے سے تاجروں کو بلاوجہ تنگ کرتے تھے ژوب ڈویژن میں انگریز فورٹ سنڈیمن کے وقت سے تمام پراپرٹی ٹیکسز سے مستثنیٰ تھے جن میں ژوب ڈویژن کے مختلف اضلاع قلعہ سیف اللہ، مسلم باغ، لورالائی ،نسئی، ژوب، شیرانی، موسیٰ خیل اور بارکھان کوہلو ڈیرہ بگٹی چاغی قلات کے علاقے شامل تھے، تاجر برادری کو پراپرٹی ٹیکس کے حوالے سے دکانوں کو سیل کر کے اور بھاری جرمانے عائد کئے جاتے تھے، گزشتہ دنوں کوئٹہ میں آل پارٹیز کانفرنس بلا کر پراپرٹی ٹیکس کے اس ناروا اور ظالمانہ عمل سے تمام سیاسی پارٹیوں اور تاجر برادری کو آگاہ کیا تاکہ ہمارے تجاویز پر عمل دار آمد ہو، انہوں نے کہا کہ پراپرٹی ٹیکس جو کہ سابق وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کے دور میں ملک بھر کے تمام ایجنسیوں بشمول فاٹا کو ریلیف دیا گیا تھا جس کی بناء پر ژوب ڈویژن میں انکم ٹیکس نہ لیا جاتا رہا تمام ملازمان 40% ایجنسی الاؤنس آج تک دیا جا رہا ہے اور ود ہولڈنگ ٹیکس نہیں لیا جا رہا اور تمام ٹھیکیداروں سے انکم ٹیکس بی آر اے ٹیکس نہیں لیا جا رہا ہے سیمینار کے شرکا کا مطالبہ تھا کہ پراپرٹی ٹیکس سروے کو فوراً روکا جائے کیونکہ پہلے سے علاقے میں گیس، بجلی، پانی، ہسپتال موجود نہیں ہیں یہ قبائلی علاقہ ہے اس پر یہ ٹیکس لاگو نہیں کیا جاسکتا۔

بقیہ 2

الرحمان شاہوانی ایریا انچارج ڈبلیو ایچ او لورالائی ڈاکٹر ڈاکٹر زکیہ نعمت اللہ ڈویژنل ڈائریکٹر صحت ڈاکٹر فضل داد ڈی ایچ او لورالائی ڈاکٹر شبیر احمد مینگل اور دیگر متعلقہ آفسران ڈاکٹر صاحبان اور محکمہ صحت اور ڈبلیو ایچ او کے اہلکاروں نے کثیر تعداد میں شرکت کی تقریب میں محکمہ صحت میں ٹیچنگ ہسپتال لورالائی سمیت دور دراز کے ہیلتھ مراکز میں درپیش مسائل پر بحث ہوئی اور اس حوالے تجاویز پیش کی گئی جس میں سٹاف اور ادویات کی کمی نئی ایمبولینسز کی فراہمی۔ نرسز اور دیگر اسٹاف کی تربیت اور دیگر اہم مسائل زیر بحث لائے گئے ڈبلیو ایچ او کے نمائندے ڈاکٹر پلیتا ماہی پلا نے تقریب کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ڈبلیو ایچ او دور دراز اور پسماندہ علاقوں میں حکومت بلوچستان کے تعاون اور شراکت سے لوگوں کو علاج معالجے کی بہترین سہولیات کی فراہمی کیلئے کام کر رہے ہیں۔ پولیو اور کوویڈ 19 و دیگر مہلک امراض کے خاتمہ پر بھرپور توجہ دے رہی ہے انہوں نے ٹیچنگ ہسپتال لورالائی کو پانچ عدد ایمبولینس ۔محکمہ صحت کو 20 عدد موٹر سائیکل ہسپتالوں کی مرمت ورنگ روغن سٹاف کی تربیت اور خصوصی افراد کے سائیکل دینے کا اعلان کیا ڈپٹی کمشنر لورالائی ڈاکٹر عتیق الرحمان شاہوانی نے ڈبلیو ایچ او کے نمائندے کا لورالائی آمد پر خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ سماجی تنظیموں کے تعاون سے خطرناک بیماریوں پر قابو پایا جا سکتا ہے محکمہ صحت میں افرادی قوت کی کمی دور کیا جا رہا ہے اور خالی آسامیوں کو پر کیا جا رہا ہے اور مزید نئی فیمل سٹاف بھرتی کے لئے حکام بالا سے رابطہ کیا جائیگا نمائندہ ڈبلیو ایچ او ڈاکٹر پلیتا ماہی پلا نے ایڈیشنل کمشنر لورالائی ڈویژن محمد ایوب ڈی جی ہیلتھ ڈاکٹر شاکر بلوچ ڈپٹی کمشنر لورالائی ڈاکٹر عتیق الرحمان شاہوانی اور دیگر متعلقہ آفسران ڈاکٹر صاحبان کے ہمراہ غزگئی مہاجر کیمپ ۔دھوبی گھاٹ اور دیگر علاقوں میں پولیو ٹیموں کا معاینہ کیا اور بچوں کو قطرے اور مریضوں کو ادویات اور تحفے دئے انہوں نے ٹیچنگ ہسپتال لورالائی میں فیڈ جنرل وارڈ کا دورہ اور نئے سپلائزیشن سنٹر کا افتتاح بھی کیا انہوں نے یونیورسٹی آف لورالائی کے شعبے کلاس رومز لائبریری ۔ہاسٹل ۔مسجد کا معاینہ کر کے خوشی کا اظہار کیا

بقیہ 3

احسن طریقے سے پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے ضروری ہے کہ عوام اہل مدارس کی معاونت کریں، انہوں نے کہا نااہل حکمرانوں کی وجہ سے وطن عزیز پاکستان انتہائی نازک موڑ پر کھڑا ہے، نظریاتی اور معاشی لحاظ سے کھنگال ہو چکا ہے، وطن کی بہتری اور حفاظت کیلئے علماء نے بے شمار قربانیاں دی ہیں اور آئندہ بھی دیتے رہیں گے انہوں نے علماء پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اتحاد و اتفاق کی رسی کو مضبوطی سے تھام کر آگے بڑھنا ہوگا ورنہ انتشار و افتراق سے دینی سلسلوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوگا۔ نیز انہوں نے تاجر برادری کو معیشت کو اسلامی اصولوں کے مطابق فروغ دینے کی تلقین کی تاکہ معیشت مظبوط ہو، کامیاب اور مستحکم معیشت سلامی ریاست کا اہم ترین جز ہے، لیکن بدقسمتی سے موجودہ نااہل اور نالائق حکمرانوں نے ملک کی تباہی و بربادی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، اس لئے ضروری ہے کہ علماء کرام کے شانہ بشانہ ہو کر ان کی قیادت و رہنمائی میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں۔ انہوں نے جامعہ دار العلوم حقانیہ کے شیخ الحدیث اور مہتمم مولانا عبد الظاہر حقانی اور جامعہ کے اساتذہ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کامیابی کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔

بقیہ 4

موندرہ اسحاق پوٹہ برادری سے تعلق رکھنے والے لوگ بھوتانی برادران کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں اور کھڑے رہینگے بھوتانی برادران عوام دوست اور لسبیلہ کے حقیقی رہنما ہیں جب بھی لسبیلہ کے حقوق پر بات آئی تو بھوتانی برادران نیان کے حق کے لیے آواز اٹھائی جب لسبیلہ کے علاقے لیاری کے لوگوں کی زمینوں پر قبضہ و حق تلفی ہو رہی تھی تو اس وقت بھی بلوچستان اسمبلی میں اسپیکر کے عہدے پر فائض اسلم بھوتانی نے آواز اٹھائی اور لیاری کے لوگوں کی زمینوں پر انہیں حق دلایا، انہوں نے کہا کہ موندرہ جماعت اسحاق پوٹہ برادری کے لوگ سینئر صوبائی وزیر بلدیات سردار محمد صالح بھوتانی اور MNA لسبیلہ گوادر محمد اسلم بھوتانی اور سابق معاون خصوصی وزیر اعلیٰ بلوچستان شہزاد صالح بھوتانی کے ساتھ ہیں ہمیں بھوتانی برادران پر بھرپور اعتماد ہے کیونکہ یہ لسبیلہ کے حقیقی رہنما اور لسبیلہ کے مفاد پر بات کرنے والے سچے لیڈران ہیں انہوں نے لسبیلہ کی عوام کو کبھی مایوس نہیں کیا اور نہ ہی کرینگے ہم رحمت اللہ گوٹھ بریدہ اور موندرہ اسحاق پوٹہ برادری کے لوگ بھوتانی برادران کے حب کو ضلع کا درجہ دینے پر بھوتانی برادران کی بھرپور حمایت کرتے ہیں اور انشاء اللہ موندرہ جماعت اسحاق پوٹہ رجسٹرڈ کے عہدیداران رحمت اللہ گوٹھ، سیتا، حب اور کراچی سے موندرہ اسحاق پوٹہ برادری کے لوگ 13 مارچ کو وندر جلسے میں لسبیلہ کے عوام بھوتانی برادران کے اعتماد پر موندرہ اسحاق پوٹہ برادری بھرپور جوش وخروش کے ساتھ اپنے قائد سردار محمد صالح بھوتانی اور اسلم بھوتانی کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے رہینگے اور جلسے میں بھرپور شرکت کرینگے اور ہم بھوتانی برادران کے ہر فیصلے پر لبیک کہیں گے۔

بقیہ 5

تعینات کیا گیا اور 2013 کو 24 ملازمین سمیت مجھے ملازمت سے بر طرف کر دیا گیا، جبکہ 27 اساتذہ کرام کو سروس ٹربیونل نے بحال کر دیا۔ بعدازاں صوبائی محتسب کے حکم پر انوسٹی گیشن آفیسر نور اللہ خان نے محکمہ تعلیم کے حکام سے تحقیقات کر کے مکمل رپورٹ جناب صوبائی محتسب کو پیش کی جس پر صوبائی محتسب نے محکمہ تعلیم کے حکام کو مذکورہ ٹیچر کو بحال کرنے کی ہدایت کی، بعدازاں محکمہ تعلیم نے درخواست گزار کو جے وی ٹی کی پوسٹ پر بحال کر دیا، اور درخواست گزار نے بھی شکریہ کا خط دے کر بحالی کی تصدیق کر دی۔

بقیہ 6

ہوئے واپس گورنمنٹ بوائز ماڈل ہائی اسکول میں آکر اختتام پذیر ہوئی۔ ریلی میں ڈی ای او جعفر زرکون، ڈی او ای حفیظ مری، پرنسپل عبدالغنی بغلانی، وائس پرنسپل ضیاء الحق زرکون، فیلڈ سپروائزر بی ای ایف محمد یوسف مری، اسسٹنٹ ڈائریکٹر این سی ایچ ڈی میر ولی مری، میر قاسم مری، ڈسٹرکٹ مینجر آر ٹی ایس ایم بشیر مری، ایگزیکٹو ڈائریکٹر ڈریم ویلفیئر آرگنائزیشن، سرکاری سکولوں کے ہیڈ ماسٹرز، اساتذہ کرام، طلبہ، والدین اور سول سوسائٹی نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ آگاہی واک کے شرکاء نے بینرز اور پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے۔ ڈپٹی کمشنر کوہلو نے آگاہی واک کے شرکاء سے اپنے خطاب میں کہنا تھا کہ قومیں تعلیم ہی سے پروان چڑھتے ہیں آج دنیا کے ترقی یافتہ ممالک نے تعلیم ہی کی بدولت اپنا مقام اور نام بنایا ہے صوبائی حکومت نے رواں تعلیمی سال میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں بچوں کو سکولوں میں داخل کرنے کا عزم کر رکھا ہے اس سلسلے میں محکمہ تعلیم کے ساتھ ضلعی انتظامیہ، سیاسی و مذہبی جماعتیں، سماجی تنظیمیں، والدین اور سول سوسائٹی تعاون کریں اور اس پیغام کو گلی گلی اور گھر گھر پہنچا کر لوگوں میں تعلیم کی اہمیت وافادیت کو اجاگر کیا جائے تاکہ ضلع میں ناخواندگی کی شرح کو کم کر کے اپنے مستقبل کو روشن اور خوشحال بنا سکیں۔ داخلہ مہم ایک قومی ذمہ داری ہے، حکومت بلوچستان صوبے میں تعلیم عام کرنے کیلئے اقدامات اٹھا رہی ہے حکومت اور انتظامیہ کی کوششوں سے کوہلو میں شرح خواندگی بڑھ کر اب تعلیمی شعور بیدار ہوتی جا رہی ہے لوگ تعلیم کی اہمیت سے واقفیت حاصل کر چکے ہیں انہوں نے کہا کہ طلباء وطالبات کو بہترین نظام تعلیم فراہم کرنا ہماری ذمہ داری ہے ملک کو ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل کرنیکا واحد راستہ تعلیم ہے۔ رواں مہم کے دوران ضلع میں 3000 بچے اور بچیوں کو داخلک کرنے کا ہدف مقرر کیا ہے، مقررہ ہدف کو پورا کرنے کیلئے ایک منظم داخلہ مہم چلا رہے ہیں ہماری کوشش ہے کہ 5 سے 8 سال تک کے عمر کے بچوں کو سکول میں داخل کرائیں اور کوئی بھی سکول عمر کا بچہ سکول سے باہر نہ رہے انہوں نے کہا کہ تعلیم کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تعلیمی شعور و آگاہی کے ذریعے ہم نہ صرف معاشرتی مسائل سے نجات حاصل کر سکتے ہیں بلکہ معاشرے کو جدید خطوط پر بھی استوار کیا جاسکتا ہے ڈپٹی کمشنر نے کہا کہ کسی بھی علاقے میں پسماندگی کی بڑی وجہ تعلیم کی کمی ہوتی ہے داخلہ مہم کو کامیاب کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ سیاسی جماعتیں، میڈیا، علماء اور محکمہ تعلیم کے ذمہ داران اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔ اس موقع پر ڈپٹی کمشنر نے گورنمنٹ بوائز ماڈل ہائی اسکول میں شام کے اوقات میں کلاسز شروع کرنے کہ ہدایت کرتے ہوئے کہا کہ سیکنڈ شفٹ میں پڑھانے والے اساتذہ کو اپنی جیب سے اعزازیہ دیں گے تاکہ طلبہ کو معیاری تعلیم فراہم کیا جاسکے اس سلسلے میں سکول انتظامیہ کی جانب سے کمیٹی تشکیل دی جائے اور کمیٹی قواعد وضوابط پر پورا اترنے والے طلباء کو داخلہ دے کر تعلیمی ماحول کو پروان چڑھائیں، ڈپٹی کمشنر نے سکول میں قائم لائبریری کو فعال اور کتابیں فراہم کرنے کا اعلان بھی کیا ہے۔

بقیہ 7

ٹیچرز ایسوسی ایشن ضلعی جنرل سیکرٹری حاجی محمد الیاس کلواڑ قبائلی شخصیت ارباب نادر خان ایری پرائمری سکول ہیڈ ماسٹر پرائیوٹ سکول کے پرنسپلز و دیگر قبائلی شخصیات تھے، سیمینار میں کثیر تعداد میں طلباء نے شرکت کی، سیمینار میں مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ داخلہ مہم کا انعقاد قابل تحسین اقدام ہے اس سے بھاگ کی عوام میں شعور بیدار کرنے کی کوشش کی گئی کہ وہ اپنے تمام بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کریں اور جہالت کے اس دور میں علم کی شمع روشن کریں، انہوں نے کہا کہ اس سال کچھی کے سکولوں میں تقریباً سات ہزار بچوں کو داخلہ دیا جائے گا بھاگ کی غیور عوام کو مطلع کرتے ہیں کہ داخلہ مہم کا آغاز ہو چکا ہے لہٰذا اپنے بچے بچیوں کو اسکول داخل کرا کر تعلیم دوستی کا ثبوت دیں اس حوالے سے علاقے کے سماجی ورکرز قبائلی شخصیات علماء کرام سیاسی تنظیموں صحافی حضرات سے بھی اس مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی اپیل کرتے ہیں تاکہ ہماری نئی نسل تعلیم سے آراستہ ہو اور ہر بچہ سکول جائے اور تعلیم حاصل کرے سیمینار کے بعد گورنمنٹ ہائی سکول بھاگ سے ریلی بھی نکالی گئی جو مختلف سڑکوں گلیوں اور بازار سے ہوتی ہوئی گورنمنٹ ہائی سکول بھاگ میں اختتام پذیر ہوئی۔

بقیہ 8

ہوں بے گناہ افراد کا آخر کیا قصور تھا کہ انہیں قتل کر دیئے ریاست پاکستان کی رٹ کو چیلنج کرنے کی کسی کو اجازت نہیں ہے، انہوں نے کہا کہ دہشت گردی میں ملوث افراد کسی رعائت کے مستحق نہیں یہ لوگ انسان کہلانے کے بھی لائق نہیں ہیں بلکہ یہ وحشی اور درندے ہیں ہمارا اسلام ہر طرح کی دہشت گردی کی خلاف ہے پاکستان اور صوبے میں مٹھی بھر دہشت گردوں کے سامنے حکومت کو کسی صورت جھکنا نہیں چاہیئے ہماری پاک افواج اور 22 کروڑ عوام مل کر ان کا ہر جگہ مقابلہ کرینگے اور انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دینگے پاکستان ترقی کے شاہراہ پر گامزن ہے سی پیک بھارت کو ہظم نہیں ہو رہا وہی ہمارے ملک اور صوبے میں دہشت گردی کو فروغ دے رہا ہے جسمیں ہمارے بھی چند بھٹکے ہوئے لوگ ملوث ہیں جنکے عزائم کو ناکام بنانے کیلئے آپریشن ردالفساد جاری ہے انہوں نے کہا کہ بلوچستان کو اس لیئے زیادہ ٹارگٹ کیا جاتا ہے کیونکہ سی پی کا مرکز مستقبل میں گوادر بننے جا رہا ہے ترقی اور امن کے دشمنوں کو ایسا سبق سیکھا دینگے کہ وہ ہمیشہ یاد رکھیں گے مہمان کرکٹ ٹیموں کو سائبر حملوں کے زریعے ڈرانا دھمکا بھی بھارت کا چال ہے وہ کسی صورت پاکستان کو ترقی کرتا نہیں دیکھ سکتا اور نہ وہ ہمارے ملک میں امن چاہتا ہے انہوں نے کہا کہ کوئٹہ حملوں میں ملوث عناصر کو کیفر کردار تک پہنچانے کیلئے ہمارے ادارے اور حکومت ملکر اسکا سراغ لگائیں اور واقعہ میں ملوث عوام دشمن قوتوں کو قانون کے شکنجے میں جلد لائیں جائیں انہوں نے کہا کہ حکومت زخمیوں کی بہتر علاج کیلئے تمام تر ضروری اقدامات کرے ہمیں اپنے پولیس آفیسر اجمل خان کاسی پولیس سپاہیوں اور ہزارہ برادری کے دو افراد کے شہادت پر فخر ہے انکے

روزنامہ امروز کوئٹہ

روزنامہ امروز کوئٹہ بروز ہفتہ 05 مارچ 2022ء

ایران کیساتھ جوہری معاہدے کے حوالے سے پُرامید ہیں، سعودی ولی عہد

ایران سے براہ راست مذاکرات اچھے حالات پر پہنچنے کے قابل اور سنی شعبہ طاقتوں کے روشن مستقبل کیلئے نشاندہی کرینگے، ہم ان سے الگ ہوسکتے ہیں نہ ہی وہ ہم سے الگ ہوسکتے ہیں

ایران ہمارا پڑوسی ہے، کمزور جوہری معاہدہ نہیں دیکھنا چاہتے، اگر فلسطین سے جنگ ختم ہوجائے تو اسرائیل سعودی عرب کا ایک مضبوط اتحادی بن سکتا ہے، محمد بن سلمان کا میڈیا کو انٹرویو

ریاض (این این آئی) [illegible] ارادہ رکھتا [illegible] شائع کردہ [illegible] میں ان [illegible] ہمیں اچھے حالات پر پہنچنے کے قابل کریں گیا اور یہ خطے کی سنی اور شعبہ طاقتوں کے روشن مستقبل کیلئے نشاندہی کریں گے، جو پورے مشرق وسطیٰ میں دشمنی کے کھیل کو روکے گا۔ سعودی سرکاری میڈیا نے ولی عہد کی گفتگو کا حوالہ دیا جس میں انہوں نے کہا کہ ایران ہمیشہ سے ہمارا پڑوسی ہے، ہم ان سے الگ ہوسکتے ہیں نہ ہی وہ ہم سے الگ ہوسکتے ہیں۔ محمد بن سلمان کا یہ تبصرہ اس وقت سامنے آیا جب امریکا اور ایران ویانا میں 2015 کا جوہری معاہدہ بحال کرنے سے متعلق مذاکرات کے اقدام کے قریب پہنچ چکے ہیں، اس معاہدے نے پابندیوں میں نرمی

بقیہ 3 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

یوکرینی حکومت کی شہریوں سے روس کیخلاف گوریلا جنگ کی اپیل

کیف (این این آئی) روسی افواج کی یوکرین میں اہم اہداف حاصل کرنے کے لیے پیش قدمی جاری ہے، جبکہ یوکرینی حکومت نے شہریوں سے اپیل کی ہے کہ وہ روس کے خلاف گوریلا جنگ کا آغاز کریں۔ امریکی نیوز ایجنسی اے پی کے مطابق ایک ویڈیو پیغام میں یوکرینی صدر کے مشیر لوگوں کو ہدایت دی کہ وہ درخت کاٹیں اور پیچھے رہ جانے والے روسی فوج کے دستوں کو تباہ کریں۔ روسی فوج کے پچھلے دستے کمزور ہیں۔ اگر ہم انہیں تباہ کردیں اور پچھلے حصے کو بلاک کردیں تو جنگ کچھ دنوں میں ختم ہوسکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ شمال مشرقی

بقیہ 1 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

روس کے راکٹ پر بھارت کا پرچم موجود، امریکا جاپان کا پرچم ہٹا دیا گیا

کچھ ممالک کے جھنڈوں کے بغیر، ہمارا راکٹ زیادہ خوبصورت نظر آئے گا، ڈائریکٹر روسی خلائی ایجنسی

خلائی ایجنسی Roscosmos کی طرف سے یہ علامتی اقدام ظاہر کرتا ہے کہ روس اور ان ممالک کے درمیان تعلقات خراب ہوگئے ہیں

ماسکو (این این آئی) روسی حکومت کی خلائی ایجنسی نے اپنے راکٹ سے امریکا اور جاپان سمیت کئی ممالک کے جھنڈوں کو ہٹا دیا ہے لیکن بھارت کے جھنڈے کو برقرار رکھا ہے جس کی ویڈیو وائرل ہوگئی ہے۔ بین الاقوامی میڈیا رپورٹس کے مطابق روسی حکومت کی خلائی ایجنسی کے ڈائریکٹر نے ٹوئٹر پر ایک ویڈیو شیئر کی جس میں دکھایا گیا ہے کہ اسپیس پورٹ پر روسی کارکن امریکا اور جاپان کے پرچم خلائی راکٹ سے مٹا رہے ہیں جبکہ بھارت کا پرچم راکٹ پر موجود ہے۔ روسی حکومت کی خلائی ایجنسی کے ڈائریکٹر نے ٹوئٹر پر ویڈیو شیئر کرتے ہوئے لکھا

بقیہ 4 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

ڈیرہ اللہ یار، امیر جماعت اسلامی سراج الحق عبدالمجید بادینی کے بھائی کی وفات پر تعزیت کررہے ہیں

روس یوکرین تنازع ایلون مسک نے اہم وارننگ جاری کردی

سٹارلنک واحد غیر روسی مواصلاتی نظام ہے جو اب بھی یوکرین کے کچھ حصوں میں کام کر رہا ہے، بانی سپیس ایکس

یوکرین میں موجود سٹارلنک کو روس کی جانب سے نقصان پہنچانے کی کوشش کی جاسکتی ہے، احتیاط سے استعمال کیا جائے

واشنگٹن (این این آئی) امریکی کمپنی ٹیسلا اور اسپیس ایکس کے بانی ایلون مسک نے یوکرینی شہریوں کیلئے ایک اہم وارننگ جاری کردی ہے۔ ایلون مسک نے ٹوئٹر پر خدشہ ظاہر کیا ہے کہ یوکرین میں موجود سٹارلنک کو روس کی جانب سے نقصان پہنچانے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔ انہوں نے ٹوئٹ میں لکھا کہ 'سٹارلنک واحد غیر روسی مواصلاتی نظام ہے جو اب بھی یوکرین کے کچھ حصوں میں کام کر رہا ہے، اس لئے اسے نشانہ بنائے جانے کا بہت زیادہ امکان ہے'۔ انہوں نے یوکرین کو متنبہ کرتے ہوئے لکھا کہ 'براہ کرم احتیاط کے ساتھ استعمال

بقیہ 2 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

مشیر داخلہ میر ضیاء لانگو سبی میلے میں کمشنر سبی ڈویژن بالاچ عزیز سوینئر پیش کررہے ہیں

روس یوکرین عارضی جنگ بندی پر متفق

یوکرین میں روسی فوجی ہیروز کی طرح بہادری سے لڑ رہے ہیں، یوکرین کی افواج شہریوں کو انسانی ڈھال کے طور پر استعمال کر رہی ہیں، صدر پیوٹن

بات چیت میں کافی پیشرفت ہوئی ہے، شہریوں کے انخلاء پر ہم آہنگی پیدا ہوگئی ہے، یوکرینی شہر چرنی ہیف پر روسی حملے سے ایک عمارت تباہ ہوگئی، روسی مندوب

کیف (این این آئی) روس اور یوکرین نے انسانی امداد کیلئے عارضی جنگ بندی پر اتفاق [illegible] اب تک روس اور [illegible] گے۔ اس [illegible] بات چیت میں کافی پیشرفت ہوئی ہے، شہریوں کے انخلاء پر ہم آہنگی پیدا ہوگئی ہے۔ روس اور یوکرین کے درمیان جنگ بندی پر اتفاق سے چند لمحے تک کارروائیاں جاری رہیں۔ یوکرینی شہر چرنی ہیف پر روسی حملے سے ایک عمارت تباہ ہوگئی، جبکہ 33 افراد ہلاک ہو گئے۔ دریں اثناء روس کے صدر پیوٹن نے کہا ہے کہ یوکرین میں روسی فوجی ہیرو کی طرح بہادری سے لڑ رہے ہیں اور اپنی جانوں کی قربانیاں دے رہے ہیں۔ ماسکو میں سیکیورٹی کونسل سے ملاقات کے بعد گفتگو کرتے ہوئے روسی صدر نے کہا کہ روس کے کثیر القومی لوگوں کا حصہ ہونے پر فخر ہے۔ انہوں

بقیہ 5 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

جاپان یوکرینی پناہ گزینوں کو قبول اور فائر بندی کیلئے کام کریگا، وزیراعظم کیشیدا

یوکرین سنگین چیلنج کا سامنا کر رہا ہے، جاپان کی حمایت پر اپنے ملک کے عوام کی جانب سے شکریہ ادا کرتا ہوں

ہم کسی سے یہ نہیں کہہ رہے کہ ہمارے ساتھ لڑیں، ہم مقابلہ کررہے ہیں کیونکہ یہ ہماری جنگ ہے، یوکرینی سفیر سرگئی کورسنسکی

ٹوکیو (این این آئی) جاپانی وزیراعظم فومیو کیشیدا نے کہا کہ وہ یوکرین کیساتھ یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسے یوکرینی پناہ گزینوں کو قبول کریں گے جو کسی دوسرے ملک چلے گئے ہوں۔ جاپانی میڈیا کے مطابق یوکرینی سفیر سے گفتگو کرتے ہوئے جاپانی وزیراعظم نے کہا کہ جاپان فائر بندی کیلئے ٹوکیو جی سیون کے دیگر رکن ممالک اور وسیع ترین الاقوامی برادری کے ساتھ مل کر کام کرے گا اور ان یوکرینی پناہ گزینوں کو قبول کرے گا جو کسی دوسرے ملک چلے گئے ہوں۔ اس موقع پر جاپان میں موجود یوکرینی سفیر سرگئی کورسنسکی نے کہا کہ یوکرین اس

بقیہ 6 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

کوئٹہ، ڈائریکٹر وزارت انسانی حقوق یوسف شاہ پارلیمانی سیکرٹری اقلیتی امور خلیل جارج سے ملاقات کررہے ہیں

یوکرین جنگی علاقہ، ممکن ہوا تو لاش کو واپس لایا جائیگا، بھارتی رہنماء

یوکرین میں بھارتی طالب علم کی ہلاکت، بی جے پی رہنما کو متنازع بیان پر شدید تنقید کا سامنا

نئی دہلی (این این آئی) یوکرین میں روسی افواج کے ہاتھوں ہلاک ہونے والے بھارتی طالب علم نوین کے اہل خانہ جہاں اپنے بیٹے کی لاش کا انتظار کر رہے ہیں تو وہیں بھارتیہ جنتا پارٹی کے ایک ایم ایل اے نے اپنے بیان سے تنازع کھڑا کردیا ہے کہ ایک لاش پرواز میں زیادہ جگہ لیتی ہے۔ بھارتی میڈیا رپورٹس کے مطابق بی جے پی رہنما سے یہ

بقیہ 8 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

یوکرین کے ساحل پر کارگو جہاز دھماکے کے بعد ڈوب گیا، عملے کے 6 ارکان کو بچالیا گیا

کیف (این این آئی) یوکرین کے ساحل کے قریب ایک کارگو جہاز دھماکے کے بعد ڈوب گیا، جہاز کے عملے کے 6 ارکان کو بچا لیا گیا۔ غیرملکی میڈیا کے مطابق یوکرین کے ساحل کے قریب ایستونیا کا ایک کارگو جہاز دھماکے کے بعد ڈوب گیا۔ یوکرین

بقیہ 7 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

مغرب کے روس مخالف بیانیے کو برباد کردیں گے' ولادیمیر پیوٹن

جنگ میں مرنے والے روسی فوجیوں کے خاندان کی مدد ہماری ذمہ داری ہے

ماسکو (این این آئی) روس کے صدر ولادیمیر پیوٹن نے کہا ہے کہ مغرب نے جو ہمارے مخالف بیانیہ بنایا ہے، ہم اسے برباد کردیں گے۔ غیرملکی میڈیا رپورٹس کے مطابق روسی صدر نے کہا کہ یوکرین کی فوج نے ہزاروں غیر ملکیوں کو یرغمال بنایا ہے، ہماری افواج نے عوام کے انخلاء کے لیے محفوظ راستہ دیا، یوکرینی قوم پرستوں نے محفوظ راستوں کو بند کردیا

بقیہ 9 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

امریکا، تیز رفتار گاڑی دیوار توڑ کر ڈے کیئر سکول کے اندر داخل ہوگئی

واشنگٹن (این این آئی) امریکی ریاست کیلیفورنیا میں تیز رفتار گاڑی دیوار توڑ کر ڈے کیئر سکول کے اندر داخل ہوگئی جس کے نتیجے میں 19 بچے اور عملے کے 2 ارکان زخمی ہو گئے۔ امریکی ذرائع ابلاغ کے مطابق حادثے کے وقت 19 بچے

بقیہ 12 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

امریکا کا بھارت کو روس سے دوری اختیار کرنے کا انتباہ

امید ہے روس پر شدید تنقید کے بعد بھارت خود کو روس سے دور کرے گا

واشنگٹن (این این آئی) امریکا نے بھارت کو روس سے دوری اختیار کرنے کا انتباہ کیا ہے۔ خبرایجنسی کے مطابق امریکی سینیٹ کی ذیلی کمیٹی میں یوکرین پر روسی حملے کے حوالے سے معاون وزیرخارجہ برائے جنوبی ایشیائی امور ڈونلڈ لو نے بیان میں کہا کہ امید ہے روس پر شدید تنقید کے بعد بھارت خود کو روس سے دور کرے گا۔ انھوں نے کہا کہ روسی حملے

بقیہ 10 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

سرینگر میں پوسٹر چسپاں، لوگوں کو بی جے پی سے دور رہنے کی اپیل

سرینگر (این این آئی) بھارت کے غیر قانونی زیر قبضہ جموں وکشمیر میں سرینگر اور دیگر علاقوں میں پوسٹر چسپاں کیے گئے ہیں جن میں لوگوں سے کہا گیا ہے کہ وہ بھارتیہ جنتا پارٹی، آر ایس ایس اور انکے حامیوں سے دور رہیں۔ کشمیر میڈیا سروس کے

بقیہ 13 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

کوہلو، رسالدار محمد ظریف ریٹائر ہونے والے ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر سید عثمان شاہ کو بلوچی چھڑی پیش کررہے ہیں

متحدہ عرب امارات میں کورونا کے 502، قطر میں 181 نئے کیسز رپورٹ

ابوظہبی (این این آئی) متحدہ عرب امارات میں کورونا وائرس کے نئے کیسز کی تعداد 502 جبکہ قطر میں 181 ہونے کے باوجود ہر روز رپورٹ ہونے والے کیسز میں کمی ریکارڈ کی جارہی ہے۔ امارات کی سرکاری خبررساں ایجنسی نے وزارت صحت کے

بقیہ 16 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

بھارت میں سیاست کیساتھ صحافت کا بھی جنازہ نکلنے لگا

بھارتی صحافی کی بے خبری کا پوری دنیا میں مذاق بن گیا، لائیو شو میں شریک مہمان کا غلط نام لیتے رہے

نئی دہلی (این این آئی) بھارتی ٹیلی ویژن کے میزبان راہول شیوشنکر نے لائیو پروگرام کے دوران بڑی غلطی کر کے اپنا مذاق بنوالیا۔ شیوشنکر لائیو پروگرام میں شو میں شریک اپنے مہمانوں سے ہی بے خبر نکلے اور 2 منٹ تک غلط نام لے کر ٹوکتے رہے۔ بھارت میں سیاست کے ساتھ ساتھ صحافت کا بھی جنازہ نکلنے کی نوبت آگئی۔ یوکرین کے

بقیہ 18 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

روسی صدر پیوٹن کا سعودی ولی عہد سے ٹیلیفونک رابطہ

یوکرین اور روس کے درمیان ثالثی کیلئے تیار ہیں، سعودی ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان

ماسکو (این این آئی) روس کے صدر ولادیمیر پیوٹن نے سعودی ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان سے ٹیلیفونک رابطہ کیا ہے جس کے دوران دوطرفہ تعلقات، باہمی دلچسپی کے امور اور یوکرین کے مسئلے پر بات چیت ہوئی ہے۔ سعودی میڈیا کے مطابق گفتگو کے دوران سعودی ولی عہد نے یوکرین کے مسئلے کے حل کے لیے پیوٹن پر مذاکرات کے لیے

بقیہ 19 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

چین سے مقابلے کیلئے امریکہ بھارت کی دفاعی صلاحیتوں کو تیزی سے بڑھانے لگا

جس انداز میں بڑھتی ہوئی اشتعال انگیزی کیساتھ چین امریکہ کو للکار رہا ہے

واشنگٹن / بیجنگ (این این آئی) امریکہ کے مطابق چین ہر موڑ پر بھارت کو بھی اسی طرح اکسا رہا ہے، جس طرح وہ امریکہ کے ساتھ کرتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اسی لیے واشنگٹن بھارت کی دفاعی صلاحیتوں کو مضبوط بنانے کے لیے پرعزم ہے۔ امریکی صدر جو بائیڈن کی انتظامیہ کے ایک سینئر اہلکار نے قانون سازوں کو بتایا ہے کہ چین ہر موڑ پر بھارت کو اسی

بقیہ 15 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

اسرائیلی فوجیوں کا فلسطینی بچوں پر تشدد، 2 بچے گرفتار کرلئے

غزہ (این این آئی) اسرائیلی فوجیوں نے یعبد کے علاقے میں فلسطینی بچوں پر تشدد کے بعد 2 بچوں کو گرفتار کر لیا۔ مرکز اطلاعات فلسطین کے مطابق اسرائیلی فوج نے یعبد کے علاقے پر دھاوا بول کر بچوں کو تشدد کا نشانہ بنایا اور 14 سالہ عمر محمود صادق ابوبکر اور 15 سالہ عمار محمد اسد ابوبکر کو گرفتار کرلیا ہے جبکہ اس دوران 16 سالہ عبداللہ جمال ابوبکر کو چند

بقیہ 17 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

24 گھنٹوں میں کورونا وائرس سے متاثرہ 6,396 نئے کیسز رپورٹ

مجموعی تعداد 42,951,556 تک پہنچ گئی، بھارتی وزارت صحت

نئی دہلی (این این آئی) بھارتی وزارت صحت نے بتایا ہے کہ گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران ملک بھر سے کورونا وائرس سے متاثرہ 6 ہزار 396 نئے کیسز رپورٹ ہونے کے بعد ملک میں کیسز کی مجموعی تعداد 42,951,556 تک پہنچ گئی ہے۔ چینی خبررساں ادارے نے بھارتی وزارت صحت کے حوالے سے بتایا کہ گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران کورونا وائرس

بقیہ 20 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

یوکرین پر قبضہ ہوا تو اگلا نمبر یورپی ممالک کا ہوگا، صدر یوکرین

اگر ہم نہ رہے تو یقین کریں اس کے بعد لیٹویا، لیتھوانیا اور ایسٹونیا کی باری ہے

کیف (این این آئی) یوکرین کے صدر ولادیمیر زیلنسکی نے مغربی ممالک سے فوجی امداد بڑھانے کا مطالبہ کرتے ہوئے خبردار کیا ہے کہ اگر ایسا نہ کیا گیا روس بقیہ یورپ تک پیش قدمی کرے گا۔ خبر رساں ایجنسی اے ایف پی کے مطابق انہوں نے پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا کہ اگر آپ کے پاس فضائی دفاع کی صلاحیت نہیں ہے تو ہمیں

بقیہ 11 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

نئی دلی' ہندو انتہا پسندوں کا پادری پر تشدد، جے شری رام کا نعرہ لگانے پر مجبور کیا

نئی دہلی (این این آئی) بھارتی دارالحکومت نئی دہلی میں ایک پادری نے کہا ہے کہ نامعلوم افراد کے ایک

بقیہ 14 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

امریکا، پولیس کی گاڑی اور ٹرک کے درمیان تصادم

تصادم کے نتیجے میں پولیس اہلکار سمیت 2 افراد ہلاک ہوگئے

واشنگٹن (این این آئی) امریکی ریاست نیو میکسیکو میں مشتبہ شخص کے تعاقب کے دوران پولیس کی گاڑی اور ٹرک کے درمیان تصادم کے نتیجے میں

بقیہ 21 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

گورنر بلوچستان سید ظہور احمد آغا وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں چھوٹے تاجروں اور صنعتکاروں سے متعلق بزنس ایکسپو کے شرکاء سے خطاب کررہے ہیں

چین میں "معاشی جبر" کا کوئی مسئلہ نہیں ہے، چین عوامی کانگریس

13 ویں قومی عوامی کانگریس کا پانچواں اجلاس 5 سے 11 مارچ تک منعقد ہوگا، چانگ اے سوئی

چین میں "معاشی جبر" کا کوئی مسئلہ نہیں چین کو ایک سٹریٹیجک حریف کے طور پر استعمال کرنا امریکی مفادات کے لئے نقصان دہ ہے

بیجنگ (این این آئی) تیرہویں قومی عوامی کانگریس کا پانچواں اجلاس 5 سے 11 مارچ تک منعقد ہوگا جو ساڑھے چھ دن تک رہے گا۔ جمعہ کے روز اجلاس کے ترجمان چانگ اے سوئی نے انسداد وبا کے حوالے سے کہا کہ ڈائنامک کلیئرنس کا مقصد "زیرو ٹالرنس" کی بجائے وبا پر تیزی سے قابو پانا ہے، چانگ اے سوئی نے کہا کہ کسی بھی طرح کے انسدادی اقدامات کی قیمت چکانا ہوگی، تاہم عوام کی زندگی اور صحت کیلئے ہر قیمت قبول ہے۔ موثر انسدادی اقدامات کے باعث چین نے اپنی اقتصادی و سماجی ترقی کو برقرار رکھتے ہوئے عالمی

بقیہ 25 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

جوہری پلانٹ میں اہم تنصیبات متاثر نہیں ہوئیں' یوکرین

وزیراعظم بورس جانسن نے روس کے صدر ولادیمیر پوتن پر یورپ کو خطرے میں ڈالنے کا الزام لگایا ہے

کیف (این این آئی) یوکرین نے کہا ہے کہ آگ لگنے سے جوہری پاور پلانٹ میں اہم تنصیبات متاثر نہیں ہوئیں۔ فرانسیسی خبر رساں ایجنسی اے ایف پی کے مطابق یوکرین کے حکام نے کہا ہے کہ روسی فوج نیوکلیئر پاور پلانٹ میں فائر فائٹرز کو رسائی نہیں دے رہے۔ بین الاقوامی جوہری توانائی ایجنسی نے کہا ہے کہ یورپ کے سب سے اہم جوہری پلانٹ

بقیہ 22 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

امریکا کا کیوبا میں اپنا قونصلیٹ دوبارہ کھولنے کا اعلان

امریکا نے کیوبا میں 2017 میں امریکی سفارتی عملے کیخلاف مبینہ سونک حملے کے بعد اپنا قونصلیٹ بند کردیا تھا

قونصل خانہ تارکین وطن کو ویزا کی محدود فراہمی بحال کرنے کی بعض سہولیات شروع کرے گا، ناظم الامور امریکی سفارتی مشن

ہوانا (این این آئی) امریکا نے سفارتی عملے کے خلاف مبینہ سونک حملے کے 5 سال بعد کیوبا میں محدود خدمات کی فراہمی کے ساتھ اپنا قونصلیٹ دوبارہ کھولنے کا اعلان کیا ہے۔ فرانسیسی میڈیا کے مطابق امریکا نے کیوبا میں 2017 میں امریکی سفارتی عملے کے خلاف مبینہ سونک حملے کے بعد اپنا قونصلیٹ بند کردیا تھا اور اس وقت کے صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے اس کا الزام کیوبا پر عائد کیا تھا۔ کیوبا کے دارالحکومت ہوانا میں امریکی سفارتی مشن کے ناظم الامور نے گزشتہ روز ایک بیان میں کہا کہ ٹیموتھی زونیگا براؤن نے کہا کہ قونصل خانہ تارکین وطن کو

بقیہ 30 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

بل گیٹس کی سابقہ اہلیہ نے شوہر سے طلاق کی وجہ بتادی

ایک وقت ایسا بھی آیا تھا جب مجھے احساس ہوا کہ اب ہمارا رشتہ اچھا نہیں رہا

نیویارک (این این آئی) مائیکروسافٹ کے بانی بل گیٹس کی اہلیہ نے طلاق کے بعد پہلی مرتبہ حال ہی میں دیئے گئے ایک انٹرویو میں شوہر سے علیحدگی کی وجہ بتادی۔ غیرملکی میڈیا رپورٹ کے مطابق بل گیٹس اور ملینڈا گیٹس کی جانب سے 3 مئی 2021 کو 27 سالہ مدت کی شادی کے بعد اچانک ایک دوسرے سے علیحدگی کا اعلان کیا تھا

بقیہ 23 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

سینئر صوبائی وزیر بلدیات سردار صالح بھوتانی صوبائی وزراء و دیگر کا نمائشی گراؤنڈ پہنچنے پر ان کے اعزاز میں گارڈ آف آنر پیش کیا جارہا ہے

امریکہ میں نسلی مظالم کی انتہا ہوچکی ہے، میڈیا رپورٹ

امریکہ کا مقامی قبائل کے ساتھ سلوک سراسر نسل کشی کا عمل تھا

واشنگٹن (این این آئی) قدیم امریکی قبائل کے شوشون قبائلی علاقے سے تعلق رکھنے والے ایک سماجی کارکن ایان زبت نے بیرونی دنیا سے شکایت کی ہے کہ امریکی حکومت اپنے زیرکنٹرول شوشون قبائلی علاقے کے مقامی رہائشیوں کی زندگیوں سے کھیل رہی ہے۔ اس علاقے کو "جوہری ٹیسٹنگ گراؤنڈ" بنا دیا گیا ہے۔ جس کے مقامی لوگوں کی صحت پر تباہ کن اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ ایک میڈیا رپورٹ کے مطابق یہ امریکی حکومت کی طرف سے صدیوں سے کی جانے والی ریڈ انڈینز کی نسل کشی کی کوششوں کا محض ایک نمونہ ہے۔ چینی

بقیہ 26 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

گڑھی دوپٹہ آرسی سی پل سے ملحقہ اراضی تنازعہ خانہ جنگی کی طرف بڑھنے لگا

مظفرآباد (این این آئی) گڑھی دوپٹہ آرسی سی پل سے ملحقہ اراضی تنازعہ خانہ جنگی کی طرف بڑھنے لگا، قبضہ مافیا بھتہ مافیا کا روپ دھارتے ہوئے شہریوں کو لوٹنے لگا، تبدیلی سرکار بھی سرکاری اراضی واگزار کرنے میں یکسر ناکام، حکومت اور ضلعی انتظامیہ ایوارڈ شدہ رقبہ کو اپنی تحویل میں لینے سے

بقیہ 27 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

یوکرینی عوام کے اچھے سلوک پر روسی فوجی رو پڑا

چائے پیتے ہوئے ماں سے بات کرنے کی ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہوگئی

کیف (این این آئی) یوکرینی عوام کے گھیرے میں موجود روسی فوجی کی روتے اور چائے پیتے ہوئے ماں سے بات کرنے کی ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہوگئی۔ یوکرین پر حملہ آور روسی فوجی کو گھیرے میں لینے کے باوجود یوکرینی عوام نے اسے تشدد کا نشانہ بنانے کے بجائے چائے اور کھانے کی اشیا پیش کردیں۔ بات صرف یہیں ختم نہیں ہوئی بلکہ روسی فوجی کی بات اس کی ماں سے بھی کروائی۔ یوکرینی عوام کے حسن سلوک سے متاثر اور ماں سے بات کرنے کی خوشی نے روسی فوجی کو اتنا جذباتی کیا کہ وہ رونے لگا۔ روسی فوجی کی روتے ہوئے چائے پینے اور ماں سے بات کرنے کی ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہوگئی۔ سوشل میڈیا صارفین نے حالت جنگ میں بھی حملہ آور ملک کے فوجی سے یوکرینی

بقیہ 24 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

یوکرین' پاکستانی سفارتخانے کی پریشان حال بھارتی طلبہ کی مدد

سرینگر (این این آئی) بھارتی طلبہ کو جنگ زدہ یوکرین سے بحفاظت نکلنے میں سخت پریشانی کا سامنا ہے جسے دیکھتے ہوئے پاکستانی سفارتخانے ان کی بھرپور مدد کی۔ کشمیر میڈیا سروس کے مطابق پاکستانی سفارتخانے نے پریشان حال بھارتی طلبہ کو پناہ دی جسے عالمی سطح پر سراہا جارہا ہے۔ یوکرین میں جاری جنگ اور پورے مشرقی یورپی ممالک میں افراتفری کے دوران ایک بھارتی طالب علم نے دل

بقیہ 28 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

بیجنگ سرمائی پیرالمپکس 2022 کا باضابطہ آغاز

چین، بیجنگ سرمائی پیرالمپکس خصوصی لوگوں کے انسانی حقوق کی ترقی کی عکاسی کرتا ہے، چینی میڈیا

بیجنگ (این این آئی) بیجنگ سرمائی پیرالمپکس 2022 کا جمعہ کے روز باضابطہ آغاز ہوگیا، گزشتہ 6 سالوں میں، چین نے بیجنگ سرمائی پیرالمپکس کے لیے مسلسل کوششیں کی ہیں۔ رپورٹس کے مطابق، بیجنگ سرمائی پیرالمپک گیمز، سرمائی اولمپک گیمز میں استعمال ہونے والی سہولیات کا اشتراک کریں گے، ساتھ ہی، متعلقہ مقامات پر خصوصی لوگوں کی مدد کے لیے تمام تنصیبات کی ترتیب نو کی گئی ہے مثلاً سرمائی اولمپک ویلیجز میں بستر کی اونچائی کو کم کیا گیا، بصارت سے محروم کھلاڑیوں کے لیے بریل مینیو تیار کیا گیا تاکہ پیرالمپک ایتھلیٹس کی ہر ممکن دیکھ بھال کی جاسکے۔ بیجنگ سرمائی پیرالمپکس کی تیاریوں اور انتظام و انصرام میں یہ سہولتیں اور خدمات چین میں خصوصی لوگوں کے لیے کھیلوں کی مسلسل ترقی کی عکاسی ہیں۔ تین مارچ کو چینی

بقیہ 29 صفحہ نمبر5 پر ملاحظہ فرمائیں

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما پی ڈی ایم کے سیکرٹری اطلاعات مولانا حافظ حمد اللہ مولوی خدائے دوست مدرسہ بدر العلوم کی سالانہ دستار فضیلت کانفرنس سے خطاب کررہے ہیں

روزنامہ
امروز
کوئٹہ

ایڈیٹر و پبلشر عبدالحکیم نے قلات پرنٹنگ پریس پٹیل روڈ کوئٹہ سے چھپوا کر دفتر روزنامہ امروز آفس نمبر TF-02 تیسری منزل اینگل پلازہ، اینگل روڈ، کوئٹہ سے شائع کیا
فون: 2835212 فیکس: 2835212
ای میل imroz.ad@gmail.com

موسم بہار کی شجر کاری مہم

وزیر اعلیٰ بلوچستان میر عبدالقدوس بزنجو نے موسم بہار کی شجر کاری مہم کے موقع پر کہا ہے کہ درخت لگانے اور ان کے تحفظ کے حوالے سے عوام میں شعور بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ مہم کے دوران لگائے جانے والے پودوں کی نشونما کو بھی یقینی بنایا جائے۔ علاقے اور ماحول سے موافق پودوں کی افزائش کی جائے۔ جنگلات کا تحفظ ہماری اولین ترجیح ہے۔ جنگلات کی کٹائی کو ہر صورت روکا جائے۔ درختوں کو غیر قانونی طور پر کاٹنے پر عائد جرمانہ میں اضافہ کیا جائے۔

بلوچستان میں موسم بہار میں 5 لاکھ درخت لگائے جائیں گے جبکہ سال میں 10 لاکھ درخت لگانے کا ہدف ہے۔ شجر کاری مہم میں سکاؤٹس سے بھی مدد لی جا رہی ہے۔ وزیر اعظم کے بلین ٹری سونامی منصوبے کو عالمی سطح پر پزیرائی مل رہی ہے۔ یہ ایسا منصوبہ ہے جو صاف وشفاف ماحول کے لئے ناگزیر ہے۔ بلوچستان کو سرسبز بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ شجر کاری کی ضرورت ہے۔

چیف سیکرٹری بلوچستان مطہر نیاز رانا نے کہا ہے کہ شجر کاری مہم کو صرف تصاویر تک محدود نہ رکھا جائے۔ مہم کو کامیاب بنانے کے لئے تمام دستیاب وسائل کو استعمال میں لایا جائے۔ نئے پودوں کی آبیاری کے ساتھ ساتھ پرانے درختوں کی حفاظت بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ ہم یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ گزشتہ ایک عشرہ کے دوران موسم بہار اور موسم خزاں میں شجر کاری کی باقاعدگی کے ساتھ مہم کے دوران کروڑوں پودے لگائے گے، لیکن زمینی حقائق یہ ہیں کہ ان پودوں میں سے چند لاکھ درخت بھی نظر نہیں آ رہے۔ ماضی میں شجر کاری مہم کاغذوں کی سطح تک محدود رہی۔ بدعنوان عناصر نے مختص کی گئی کثیر رقوم کو ہڑپ کرلیا۔ یہ بھی دیکھنے میں آتا رہا کہ پودے لگانے کے بعد ان کو پانی دینے اور حفاظت پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ جس کے باعث زیادہ تر پودے سوکھ گئے۔ بلوچستان میں خشک آب وہوا ہے۔ جس کی مناسبت سے ایسے پودے ہی لگانا ضروری ہے جو کم پانی میں بھی پروان چڑھ سکیں۔ ساحلی علاقوں میں درخت لگانے کا تجربہ کامیاب رہا ہے۔

جنگلات کی کٹائی ایک سنگین مسئلہ ہے۔ گیس کی عدم فراہمی کی وجہ سے لوگ درختوں کی کٹائی کر کے انہیں بطور ایندھن استعمال کرنے پر مجبور ہیں۔ صنوبر کے قیمتی جنگلات مناسب حفاظت نہ ہونے پر معدوم ہوتے جا رہے ہیں۔ درختوں کی کٹائی کو روکنے کے لئے ضروری ہے کہ لوگوں کو قدرتی گیس کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔ جو لوگ درخت کاٹ کر ماحول کو تباہ کر رہے ہیں وہ کسی رعایت کے لائق نہیں۔

بلوچستان رقبہ کے لحاظ سے ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہے، لیکن پانی کے وسائل کی کمی کی وجہ سے صوبے کی زمینیں بنجر پڑی ہیں۔ آبی وسائل کی ترقی کے لئے کام کیا جائے تو اس سے نہ صرف بلوچستان بلکہ ملک کو زرعی پیداوار میں خود کفیل بنایا جاسکتا ہے۔ صوبے کی آب و ہوا پھلدار درختوں کے لئے بھی انتہائی موزوں ہے۔ ہم صوبائی حکومت سے ہ کہنا چاہیں گے کہ عوام میں شجر کاری کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے مقامی اخبارات و جرائد کی خدمات سے بھرپور استفادہ کیا جائے۔

تحریک عدم اعتماد یا عمران خان کو مضبوط کرنے کا طریقہ

سید مجاہد علی

گزشتہ روز وزیر اعظم عمران خان کی چوہدری شجاعت حسین کے گھر آمد کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ عمران خان اپنی انا اور گھمنڈ کے بلند تخت سے اتر کر ایک ایسے حلیف کے گھر گئے جو عام تجزیوں کے مطابق تحریک عدم اعتماد کے معاملہ میں اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔ اس کا دوسرا اہم پہلو یہ ہے کہ حکمران پارٹی اور اپوزیشن کی سب سے بڑی پارٹی ایک غیر واضح سیاسی سرکس کو دلچسپ بنانے کے لئے ایک ایسی پارٹی کو نمایاں کر رہی ہیں جس کو قومی اسمبلی میں محض 7 نشستیں حاصل ہیں اور جس کی سیاست محض اسٹبلشمنٹ کے اشاروں کے گرد گھومتی ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ اسٹبلشمنٹ اس وقت 'نیوٹرل' ہو چکی ہے یعنی سیاست دان جو بھی سیاسی داؤ پیچ کھیلیں راولپنڈی کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ اسی تاثر کو عام کرنے کے بعد ملک میں تحریک عدم اعتماد لانے اور عمران خان کو بہر صورت وزارت عظمی سے دست بردار ہونے پر مجبور کرنے کے لئے گٹھ جوڑ شروع ہوا تھا۔ اس وقت سیاسی منظر نامہ پر جو سرگرمیاں دکھائی دیتی ہیں، ان سے یہی تصویر نمایاں ہوتی ہے کہ 'متحدہ' اپوزیشن عمران خان کو گھر بھیجنا چاہتی ہے۔ تحریک انصاف اور عمران خان کسی بھی قیمت پر اپنی حکومت بچانے کے لئے تگ و دو کر رہے ہیں۔ اسی لئے چوہدری شجاعت حسین جیسے مہروں کو اہمیت حاصل ہوگئی ہے۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ کیا کسی حکومت کو فارغ کرنا اور وزیر اعظم کو استعفیٰ دینے پر مجبور کرنا ہی مسائل کا حل ہے؟ مسائل حل کرنے اور عوام کو ریلیف دینے کا معاملہ تو دور کی بات ہے، اپوزیشن تو اب تک یہ گتھی بھی نہیں سلجھا سکی کہ قومی اسمبلی میں تحریک عدم اعتماد کامیاب ہوگئی اور عمران خان کو ایوان میں اکثریت کی حمایت حاصل نہ رہی تو اس کے بعد موجودہ جمہوری آئینی انتظام کو جاری رکھنے کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کیا جائے گا؟ ایک طرف مسلم لیگ (ن) عدم اعتماد کے بعد فوری انتخابات چاہتی ہے جبکہ پیپلز پارٹی سندھ میں برسر اقتدار ہونے کی وجہ سے انتخابات کو زیادہ سے زیادہ وقت تک موخر رکھنا چاہتی ہے۔ یہی حال مسلم لیگ (ق) جیسی چھوٹی پارٹیوں کا بھی ہے۔ وہ بھی اپنی موجودہ سیاسی پوزیشن برقرار رکھنے کے لئے بے قرار ہیں کیوں کہ کوئی نہیں جانتا کہ نئے قومی انتخابات میں اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا اور اقتدار یا سیاسی اثر ورسوخ میں سے کتنا حصہ ملے گا۔ شواہد یہ بتاتے ہیں کہ اگر فوری طور سے انتخابات ہوتے ہیں تو شاید بہت سے ارکان اسمبلی اپنی نشستیں بچانے کے قابل بھی نہ ہوں اور بعض نئے سیاسی گروہ مثلاً تحریک لبیک پاکستان بہتر لین دین کی پوزیشن حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائیں۔ ایسے میں چوہدری ہوں یا تحریک انصاف کے وہ پریشان حال ارکان جو عمران خان کے مستقبل کو غیر یقینی سمجھتے ہوئے کوئی ایسا سہارا حاصل کرنا چاہتے ہیں جو انہیں مزید ایک مدت تک اسمبلیوں کا رکن رہنے میں معاون ہو سکے، کبھی بھی اپنی موجودہ پوزیشن کو سال ڈیڑھ سال پہلے ہی خیر باد کہنے پر راضی نہیں ہوں گے۔ ان سطور میں عدم اعتماد کا معاملہ سامنے آنے کے بعد گزارش کی جا چکی ہے کہ ایسا کوئی عمل نہ تو ملک میں جمہوریت کو مستحکم کرے گا اور شاید نہ ہی عمران خان کو سیاسی طور سے کمزور کرنے کا خواب پورا ہو سکے گا۔ خاص طور سے اگر صورت حال کو اس پہلو سے دیکھا جائے کہ اپوزیشن لیڈر عمران خان کو بوجھ تو قرار دیتے ہیں لیکن اس سوال کا جواب نہیں دیتے کہ ان کے پاس ملکی مسائل کا بوجھ اٹھانے کا کیا حل ہے اور وہ ملک وقوم کو درپیش سنگین معاشی، سفارتی اور سیاسی مسائل کو کیسے حل کریں گے۔ معاشی و سفارتی حالات تبدیل کرنے کے لئے سب سے پہلے ملک میں سیاسی ہم آہنگی اور قومی یک جہتی کی ضرورت ہے۔ یہ صورت حال پیدا نہ کی جاسکی تو پاکستان کی موجودہ مشکلات میں مستقبل قریب میں اضافہ ہوگا۔ اس میں اس بات کی تخصیص نہیں ہے کہ حکمران عمران خان ہو یا یہ عہدہ شہباز شریف یا آصف زرداری کو دے دیا جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ کوئی بھی وزیر اعظم اس وقت تک ملکی حالات سے نمٹنے کی کوئی حکمت عملی ترتیب نہیں دے سکتا جب تک اجتماعی قومی حکمت کو بروئے کار لانے کے کسی فارمولے پر اتفاق رائے نہ ہوجائے۔ اگر یہ طریقہ تلاش کرنا ہی اپوزیشن کا بنیادی نکتہ ہے اور عمران خان کے خلاف عدم اعتماد یہی مقصد حاصل کرنے کا راستہ ہے تو اس کا کوئی واضح خاکہ سامنے ہونا چاہیے۔ بدقسمتی سے ملک کے کائیاں اور تجربہ کار سیاست دانوں نے اصل مسئلہ کا حل پیش کرنے کی بجائے عمران خان کو ٹارگٹ کر کے عوام کو یہ یقین دلانے کی کوشش کی ہے کہ ایک بار تحریک انصاف کی حکومت سے نجات پالی گئی تو سارے مسئلے حل ہوجائیں گے۔ یہ فریب بہت دیر چل نہیں پائے گا۔ ہوسکتا ہے کہ اپوزیشن لیڈر تہ دل سے سمجھتے ہوں کہ ملک کو آگے لے جانے کے عمل میں عمران خان بہت بڑی رکاوٹ ہیں لیکن کسی بھی سیاسی و آئینی انتظام میں سیاسی رکاوٹوں کو سیاسی طریقوں سے ہی دور کیا جاسکتا ہے۔ پارلیمنٹ اس حوالے سے اہم ترین فورم ہوسکتا ہے۔ اس کی گونج گزشتہ دنوں پیکا آرڈیننس کے خلاف سیاسی پارٹیوں کی اپیلوں کے دوران اسلام آباد ہائی کورٹ میں بھی سنائی دی تھی۔ چیف جسٹس اطہر من اللہ نے سیاسی جماعتوں کو مشورہ دیا تھا کہ کسی قانون کے خلاف داد رسی کے لئے عدالتوں کا رخ کرنے کی بجائے انہیں پارلیمنٹ میں ان معاملات کو طے کرنا چاہیے کیوں کہ عوام نے انہیں اسی مقصد کے لئے منتخب کیا ہے۔ عدالتوں کو پارلیمنٹ کے معاملہ میں ملوث نہ کیا جائے۔ اس مشورہ سے جمہوریت میں پارلیمانی عمل کی اہمیت وضرورت کو سمجھا جاسکتا ہے۔ البتہ اپوزیشن کی ساری کاوشیں اور حکومت کی متبادل چالیں پارلیمنٹ کو غیر اہم بنانے کا باعث بن رہی ہیں۔ یہ ملکی جمہوریت کے لئے ایک ناخوشگوار صورت حال ہے۔ اپوزیشن کے ذی دماغ سیاست دان جن چند نکات پر اپنی ساری صلاحیتیں صرف کر رہے ہیں ان میں سرفہرست یہ ہے کہ عدم اعتماد کامیاب ہونے کے بعد انتخابات کب منعقد ہوں، عبوری مدت کے لئے وزیر اعظم کون بنے اور پنجاب میں وزارت اعلیٰ کا منصب کس کے سپرد کیا جائے۔ دیکھا جاسکتا ہے کہ اس غور وخوض میں یہ نکتہ کہیں زیر بحث نہیں ہے کہ ملک میں بڑھتے ہوئے افراط زر پر کیسے قابو پایا جائے یا معیشت کو متحرک رکھنے کے لئے کون سے اقدامات ہوں تاکہ قومی پیداوار، برآمدات اور سرمایہ کاری میں اضافہ ہو اور مالی دباؤ کے سبب پیدا ہونے والے بحران سے نکلا جا سکے۔ وسیع تر سیاسی ہم آہنگی مسائل سے نمٹنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے لیکن تحریک عدم اعتماد لانے سے یہ مقصد حاصل کرنا مزید مشکل ہوجائے گا۔ عمران خان اقتدار سے محروم ہونے کے بعد پوری شدت سے موجودہ اپوزیشن کے خلاف عوامی مہم جوئی کی کوشش کریں گے۔ کسی ممکنہ نئی حکومت نے اگر عمران خان کو سیاسی احتجاج سے روکنے کے لئے انہیں مقدمات میں پھنسانے کا وہی پرانا طریقہ اختیار کیا جو اس سے پہلے بھی سیاسی بداعتمادی کا سبب بنا ہوا ہے تو معاملات بہتر ہونے کی بجائے بگڑنے لگیں گے۔ اسی طرح اپوزیشن کی صفوں میں دکھائی جانے والا موجودہ اتحاد بھی پانی کا بلبلہ ثابت ہوگا کیوں کہ عمران خان کے خلاف عدم اعتماد لانے کے نکتہ پر اتفاق کرتے ہوئے کسی وسیع تر سیاسی پلیٹ فارم پر اتفاق رائے نہیں ہوسکا۔ یہ طریقہ گاڑی کے پیچھے بیل باندھنے کے مترادف ہے۔ ایسے تمام جمہوری ممالک میں جہاں متعدد جماعتیں سیاسی عمل کا حصہ ہوتی ہیں، یہ روایت راسخ ہے کہ سب پارٹیاں اپنے اپنے منشور پر انتخاب میں حصہ لیتی ہیں اور انتخاب کے بعد جب کسی ایک پارٹی کو اکثریت حاصل نہیں ہوتی تو ہم خیال سیاسی جماعتیں مشترکہ سیاسی پلیٹ فارم کے لئے تبادلہ خیال کرتی ہیں جو مخلوط حکومت کا منشور قرار پاتا ہے۔ ان مذاکرات میں کچھ لو اور کچھ دو کے اصول کے تحت ہر جماعت اپنے سیاسی منشور کے مطابق زیادہ سے زیاد رعایت حاصل کرنا چاہتی ہے۔ پاکستان کی اپوزیشن عمران خان کو تو ہٹانا چاہتی ہے لیکن اس نے باہمی سیاسی اختلافات دور کرنے یا کوئی مشترکہ سیاسی پلیٹ فارم تیار کرنے کے لئے کام نہیں کیا۔ ایسی سیاسی حکمت عملی شاید حکمرانوں کے چہرے تو تبدیل کرسکتی ہے لیکن ملکی مسائل کا حل تلاش نہیں کر پائے گی۔

اصولی سیاسی اہداف سے قطع نظر اگر موجودہ سیاسی جوڑ توڑ کی حکمت عملی کو صرف 'عمران ہٹاؤ' سلوگن کے تناظر میں ہی سمجھنے کی کوشش کی جائے تو اپوزیشن جماعتوں نے بعض عملی اور اہم نکات پر اتفاق کرنے سے پہلے ہی وزیر اعظم کے خلاف تحریک عدم اعتماد لانے کی بلی تھیلے سے باہر نکال دی ہے۔ اب گزشتہ کئی ہفتوں سے یہ بھاگ دوڑ ہو رہی ہے کہ اس بلی کو تھیلے میں واپس کیسے لایا جائے تاکہ واقعی اسمبلی میں کوئی چھومنتر قسم کا کرشمہ دکھایا جا سکے۔

گویا معقول اور قابل اعتبار ہوم ورک کرنے سے پہلے ہی ایک ایسا اعلان کیا گیا ہے جس سے ملک کے غیر یقینی سیاسی ماحول میں مزید ہلچل پیدا ہوئی ہے۔ اس طریقہ سے عمران خان کو ضرور سیاسی بھاگ دوڑ پر مجبور ہونا پڑا ہے لیکن کیا ملک کی تمام اپوزیشن اور ذہین ترین سیاسی قائدین واقعی محض اس کام کو ملکی مسائل اور عوامی مصائب کے خاتمہ کا حل سمجھتے ہیں؟

کسی ٹھوس سیاسی لائحہ عمل کے بغیر عمران خان کو کسی بھی غیر معمولی طریقے سے ہٹانا یا استعفیٰ دینے پر مجبور کرنا کسی بڑی تبدیلی کا پیش خیمہ نہیں ہوگا لیکن اس سے شاید بعض لوگوں کے انتقام کا جذبہ ضرور تسکین پا سکے گو کہ اس منزل کے حصول میں بھی پیش از وقت ہوم ورک نہ کرنے کی وجہ سے حائل مشکلات سے اپوزیشن کی سیاسی ساکھ کو نقصان پہنچے گا اور عمران خان کی پوزیشن مضبوط ہوگی۔ حالانکہ وہ ناکام حکومت کے سربراہ کے طور پر خود ہی عوام میں اپنی ساکھ کھو رہے ہیں۔ اگر ان کی حکومت اپنی مدت پوری کرتی ہے تو آئندہ انتخابات میں انہیں ان کی کارکردگی کی بنیاد پر چیلنج کیا جاسکتا ہے۔ البتہ تحریک عدم اعتماد جیسے ہتھکنڈوں سے انہیں سیاسی مظلوم بننے کا موقع ملے گا اور وہ اپنے پرانے نعرے صیقل کر کے ایک بار پھر عوام کی ہمدردیاں جیتنے کی کوشش کریں گے۔

اب بھی وقت ہے کہ اپوزیشن ایک ایسے سیاسی مشن سے باز رہے جس سے پاکستان کے سیاسی بحران اور مسائل میں اضافہ کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ عمران خان دیگر اہم سیاسی جماعتوں کی طرح ایک سیاسی حقیقت ہیں۔ ان کی اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں ہے۔ عمران خان مخالف سیاسی لیڈروں کی عوامی قبولیت کو تسلیم نہ کر کے موجودہ مشکل کا شکار ہوئے ہیں۔ اپوزیشن بھی وہی غلطی دہرا کر کوئی فائدہ حاصل نہیں کر پائے گی۔

عدم اعتماد: ''ہم تو ڈوبے ہیں صنم'' والا ماحول

نصرت جاوید

جمعہ اور ہفتہ کی صبح اٹھ کر میں یہ کالم نہیں لکھتا۔ جمعیت العلمائے اسلام کے رہ نما مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے مگر اعلان کر دیا ہے کہ ''آئندہ 48 گھنٹوں'' میں بالآخر ''تحریک عدم اعتماد'' پیش ہوسکتی ہے۔ مولانا ایک زیرک اور کئی حوالوں سے ذمہ دار سیاستدان ہیں۔ خواہ مخواہ کی بڑھک لگانے کے عادی نہیں۔ ان کے دعویٰ پر اعتبار کو مجبور محسوس کر رہا ہوں۔ اگرچہ مجھے اب بھی یہ گماں ہے کہ جس ''تحریک عدم اعتماد'' کا وہ دعویٰ کر رہے ہیں غالباً وزیر اعظم کے بجائے قومی اسمبلی کے سپیکر اسد قیصر کے خلاف جمع کروائی جاسکتی ہے۔

میرے گماں کی واحد وجہ ''اندر'' کی کوئی خبر نہیں بلکہ یہ حقیقت ہے کہ قومی اسمبلی کے سپیکر کے خلاف پیش ہوئی تحریک عدم اعتماد کے خلاف یا حمایت میں اراکین اسمبلی اپنی نشستوں پر کھڑے ہوکر ووٹ نہیں دیتے۔ ایک کاغذ پر تنہائی میں مہر لگا کر اسے بکسے میں ڈال دیتے ہیں۔ خفیہ رائے شماری کی سہولت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے تحریک انصاف کے چند اراکین اسمبلی نے مارچ 2021 کے دوران بھی حکومت کے نامزد کردہ ڈاکٹر حفیظ شیخ کے بجائے یوسف رضا گیلانی کی حمایت میں مہر لگا کر انہیں سینٹ کا رکن بنوا دیا تھا۔ اسد قیصر کے حوالے سے تاریخ دہرائی جاسکتی ہے۔

خفیہ رائے شماری کی وجہ سے اسد قیصر کے خلاف تحریک عدم اعتماد کامیاب ہوگئی تو اپوزیشن جماعتیں یہ دعویٰ کرنے میں حق بجانب ہوں گی کہ وزیر اعظم صاحب قومی اسمبلی میں اپنی اکثریت کھو بیٹھے ہیں۔ وہ ان سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کریں گی۔ عمران خان صاحب کے پاس مگر استعفیٰ دینے کے بجائے قومی اسمبلی سے اعتماد کا ایک بار پھر ووٹ لینے کا حق میسر رہے گا۔ انہوں نے یہ حق استعمال کرنے کو ترجیح دی تو ان کی حمایت کو ڈٹے اراکین قومی اسمبلی کو اسلام آباد لانے کی اذیت ومشقت عمران حکومت ہی کو برداشت کرنا ہوگی۔ مذکورہ مشقت ہمیں واضح انداز میں یہ بھی دکھلا دے گی کہ ''وہ'' نیوٹرل ہیں یا نہیں۔

اسد قیصر کے خلاف تحریک عدم اعتماد کامیاب ہوجانے کے باوجود عمران خان صاحب کو یہ آئینی حق بھی میسر رہے گا کہ وہ قومی اسمبلی سے ایک بار پھر اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے کی مشقت سے گزرنے کے بجائے اس ادارے کی تحلیل کا فیصلہ کرتے ہوئے نئے انتخاب کی جانب بڑھیں۔ میری دانست میں یہ فیصلہ اپوزیشن جماعتوں کو حیران ہی نہیں پریشان بھی کرسکتا ہے۔ وزیر اعظم صاحب نے اگر قومی اسمبلی کی تحلیل کا فیصلہ کیا تو انتخاب فقط نئی قومی اسمبلی کی تشکیل کے لئے منعقد ہوں گے۔ پنجاب اور خیبرپختونخوا میں تحریک انصاف کی حکومتیں اپنی جگہ برقرار رہیں گی۔ پیپلز پارٹی بھی سندھ میں برسر اقتدار رہے گی اور شاید بلوچستان میں بھان متی کے کنبہ والی صوبائی حکومت بھی قائم ودائم رہے۔ ایسے حالات میں عمران خان صاحب فقط قومی اسمبلی کے لئے ہوئے انتخاب کی مہم چلاتے ہوئے خود کو مختلف جماعتوں میں تقسیم ہوئی اپوزیشن کے مقابلے میں طاقت ور تر محسوس کریں گے۔

فقط قومی اسمبلی تحلیل کرنے کا فیصلہ اپوزیشن جماعتوں کو پنجاب کے وزیر اعلیٰ کے خلاف بھی تحریک عدم اعتماد لانے کو مجبور کرسکتا ہے۔ گجرات کے چودھریوں کا ممکنہ تناظر میں کردار مزید اہم ہو جائے گا۔ فقط قومی اسمبلی کے لئے نئے انتخاب پر توجہ مرکوز رکھنے کے بجائے ہمارے سیاستدان اس کی بدولت ایک نئے قضیے میں الجھ جائیں گے۔ اس کے نتیجے میں جو ''گھڑمس'' برپا ہوگا وہ عمران خان صاحب کو یہ بیانیہ فروغ دینے میں آسانی فراہم کرے گا کہ درحقیقت فقط انہیں وزارت عظمیٰ کے منصب سے فارغ نہیں کروایا گیا۔ ان کے مخالف ''مافیاز'' نے نفرت سے مغلوب ہوکر ملک کو بلکہ کامل سیاسی عدم استحکام کی جانب دھکیل دیا ہے۔ کامل عدم استحکام کی فضا اگر گمبھیر تر ہونا شروع ہوگئی تو عمران خان صاحب اپنے سیاسی مخالفین کے لئے ''ہم تو ڈوبے ہیں صنم...'' والا ماحول بھی بنا سکتے ہیں۔ یہ لکھنے کی مجھے ضرورت نہیں کہ ایسا ماحول بالآخر وطن عزیز میں ''کس'' کے کام آتا ہے۔

نظر بظاہر اگرچہ پاکستان میں نئے انتخاب کی فضا یقیناً بن رہی ہے۔ میری دانست میں بلاول بھٹو زرداری کی قیادت میں کراچی سے اسلام آباد کی جانب بڑھتا ہوا مارچ نئے انتخاب کی تیاری کے تاثر ہی کو تقویت فراہم کر رہا ہے۔ مذکورہ مارچ کی تاریخ کافی سوچ بچار کے بعد طے ہوئی تھی۔ آصف علی زرداری اور ان کے فرزند سے عرصہ ہوا میری گفتگو نہیں ہوئی۔ اپنے تئیں لہٰذا اندازہ ہی لگا سکتا ہوں کہ مذکورہ مارچ کا حقیقی مقصد پیپلز پارٹی کو نئے انتخاب کے لئے متحرک کرنا ہے۔

یہ کالم لکھتے وقت وہ مارچ پنجاب میں داخل ہو چکا تھا۔ سندھ سے گزرتے ہوئے مذکورہ مارچ کی بدولت پیپلز پارٹی نے اپنی ووٹ بینک والی قوت کو متاثر کن انداز میں دکھا دیا ہے۔ تحریک انصاف نے اس کا اثر زائل کرنے کے لئے شاہ محمود قریشی کی قیادت میں متوازی مارچ کا اہتمام کیا۔ مخدوم صاحب مگر اس مارچ کو ''سیاسی'' نہیں بنا پائے۔ بنیادی طور پر بہاوالدین زکریا سے منسوب ''غوثیہ تحریک'' کے مریدوں ہی پر تکیہ کرتے رہے۔ حکومتی اتحادی ہوتے ہوئے بھی پیر پگاڑا اور ان کی سرپرستی میں قائم ہوئی جی ڈی اے مذکورہ مارچ سے قطعاً لاتعلق رہے۔

پیپلز پارٹی کے لائے مارچ کا اصل امتحان مگر ساہی وال سے شروع ہوگا۔ اوکاڑہ اور قصور کے شہروں اور قصبات میں پیپلز پارٹی 2008 تک بھی کافی جاندار رہی۔ دیکھنا ہو گا کہ مذکورہ اضلاع کے خاندانی جیالوں کی نئی نسل اب بلاول بھٹو زرداری کے ساتھ بھی چلنے کو آمادہ ہے یا نہیں۔ وہ اگر آمادہ ہوگئی تو لاہور پہنچنے تک پیپلز پارٹی کے مارچ میں کیفیتی اعتبار سے نئی جان پیدا ہوسکتی ہے۔ نواز شریف کے نام سے منسوب جماعت مذکورہ مارچ کے حوالے سے غالباً ویسا ہی سرد مہر رویہ اپنائے گی جو اس نے مولانا فضل الرحمٰن کے 2019 میں ہوئے مارچ کے دوران دکھایا تھا۔ دیکھنا ہوگا کہ ساہی وال سے اسلام آباد پہنچتے ہوئے پیپلز پارٹی اپنے تئیں کس نوعیت کے مناظر دکھائے گی۔

یہ مارچ جب سندھ سے رحیم یار خان داخل ہوا تو مقامی انتظامیہ کئی راستوں کو خاردار تاروں اور کنٹینروں سے بند کرتی نظر آئی۔ مذکورہ کاوش واضح انداز میں احمقانہ تھی۔ بہتر یہی ہو گا کہ پنجاب انتظامیہ سندھ سے آئے قافلے کو اسلام آباد کی جانب اپنے پروگرام کے مطابق بڑھنے دے۔ ساہی وال سے اسلام آباد کے درمیان چند مقامات پر اگر ''پلس مقابلے'' ہوئے تو عدم استحکام کی فضا اسد قیصر کے خلاف ممکنہ تحریک اعتماد سے قبل ہی رونما ہوسکتی ہے۔ اس سے اجتناب لازمی ہے۔

نسخہ ہائے سود وزیاں

الطاف حسن قریشی

پاکستان کے ابتدائی سات آٹھ سال اس اعتبار سے نہایت اہم ثابت ہوئے کہ ان میں کارہائے نمایاں بھی سرانجام پائے، اعلیٰ روایات کا چمن بھی کھلا، مگر سیاسی آداب اور جمہوری طور طریق سے انحراف کی مثالیں بھی قائم ہوئیں۔ نوابزادہ لیاقت علی خاں جو قائداعظم کے انتہائی دقیع ساتھیوں میں سے تھے، ان کا تعلق کرنال سے تھا۔ وہ ایک بڑے جاگیردار گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ انہیں تحصیل علم کا بڑا شوق تھا اور انہوں نے علی گڑھ یونیورسٹی سے پولیٹیکل سائنس اور قانون میں گریجوایشن اور اسکالرشپ پر آکسفورڈ یونیورسٹی سے قانون میں ماسٹرز کیا۔

وہ 1923 میں ہندوستان واپس آئے، تو مسلمانوں کے بلند قامت لیڈر جناب محمد علی جناح کی شخصیت سے غیر معمولی طور پر متاثر ہوئے اور آل انڈیا مسلم لیگ میں شامل ہوگئے۔ سال بعد انہوں نے مسلم لیگ کے احیا کے لیے لاہور میں ایک اہم اجلاس طلب کیا جس میں نوابزادہ لیاقت علی خاں بھی مدعو تھے۔ ان کی جچی تلی باتوں سے جناح صاحب نے متاثر ہوکر انہیں اپنے قریبی رفقا میں شامل کرلیا۔ 1926 میں نوابزادہ صاحب یو پی اسمبلی کے مظفر نگر حلقے سے کامیاب ہوئے اور یو پی کے مسلمانوں کے حال زار پر اسمبلی میں آواز اٹھاتے اور ملکی سطح پر بھی رائے عامہ منظم کرتے رہے۔ جلد ہی ان کا شمار مسلمانوں کے قائدین میں ہونے لگا۔

ان کے پیہم اصرار سے قائداعظم دسمبر 1934 میں لندن سے ہندوستان واپس آئے۔ واپس آتے ہی وہ مسلم لیگ کے اندر عوامی روح پھونکنے میں مصروف ہوگئے۔ اس عمل میں نوابزادہ آل انڈیا مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے ان کے شانہ بشانہ کام کرتے رہے۔ ستمبر 1946 میں کابینہ مشن کی سفارش پر عبوری حکومت کے قیام کا نازک مرحلہ آیا، تو قائداعظم کی طرف سے لیاقت علی خاں مسلم لیگ کے لیڈر مقرر ہوئے جن کو وزارت خزانہ کا قلمدان ملا۔ انہوں نے غریبوں کا بجٹ پیش کیا جس میں ہندو سیٹھوں اور مہاجنوں پر ان کی آمدنیوں کے تناسب سے بھاری ٹیکس عائد کیے گئے جبکہ غریبوں کو بڑی چھوٹ دی گئی تھی۔ اس بجٹ کے بعد کانگریسی قیادت نے پاکستان کا مطالبہ تسلیم کرنے ہی میں عافیت سمجھی تھی۔

قیام پاکستان کے بعد وزارت عظمیٰ کا منصب سنبھالتے ہی نوابزادہ لیاقت علی خاں انتہائی گمبھیر انتظامی، اقتصادی اور سیاسی چیلنجوں میں گھر گئے۔ خون اور آگ کے دریا عبور کر کے لاکھوں مہاجرین پاکستان آرہے تھے جبکہ اس کا پورا نظم ونسق مفلوج تھا، تاہم بالغ نظر سیاسی زعما، فرض شناس بیوروکریٹس اور حب الوطنی کے جذبے سے سرشار عوام کے تعاون سے انتظامی ڈھانچہ بھی کھڑا ہوگیا اور معیشت بھی سنبھلنے لگی۔ 1949 میں اسٹیٹ بینک کے بعد نیشنل بینک کا قیام عمل میں آیا۔

وزیر اعظم کی شبانہ روز کوششوں سے علم طبیعات، علم ریاضی، علم کیمیا اور تعلیم کے ماہرین ڈاکٹر رفیع محمد چودھری، ڈاکٹر رضی الدین صدیقی، ڈاکٹر سلیم الزماں صدیقی اور ڈاکٹر ضیاء الدین احمد پاکستان آئے اور انہیں سائنس و ٹیکنالوجی کی بنیادیں استوار کرنے کے اہداف سونپے گئے اور اسی کے ساتھ اعلیٰ معیار کی کراچی یونیورسٹی وجود میں آئی۔ عالمی برادری میں پاکستان نے باوقار کردار ادا کیا۔ ان عظیم کامیابیوں کی جلو میں وزیر اعظم پاکستان نوابزادہ لیاقت علی خاں جب امریکی دورے پر واشنگٹن گئے، تو امریکی صدر ٹرومین اپنی کابینہ کے ہمراہ ان کے استقبال کے لیے ائرپورٹ پر موجود تھے۔

کامیاب مذاکرات کے نتیجے میں امریکی امداد کا سلسلہ شروع ہوا اور پاکستان قحط کے عذاب اور بھارتی جارحیت کے خوف سے محفوظ ہو گیا، مگر بدقسمتی سے انہی کے دور میں ایسے واقعات بھی وقوع پذیر ہوئے جو پاکستان میں جمہوریت اور اسلامی شعائر کی نشوونما کے لیے سازگار نہیں تھے۔ انہی کے باعث دو فطری حلیفوں (مسلم لیگ اور جماعت اسلامی) کے درمیان تعلقات کشیدہ ہوتے گئے۔

قوم کی خوش بختی سے ان منفی اقدامات کے ردعمل میں کچھ مثبت مناظر بھی طلوع ہوئے۔ حکومت کو راہ راست پر قائم رکھنے کے لیے سیاسی جماعتیں اور پیشہ ور تنظیمیں باہمی تعاون اور مشترکہ جدوجہد کی مضبوط بنیادیں اٹھانے میں حیرت انگیز طور پر مستعد ہوگئی تھیں۔ معقول اور بااصول شخصیتیں دائیں اور بائیں دونوں بازوؤں میں تھیں۔

قائداعظم کی رحلت کے بعد پنجاب حکومت نے سیفٹی ایکٹ نافذ کردیا جس کی رو سے کسی بھی شہری کو وجہ بتائے اور مقدمہ چلائے بغیر چھ ماہ کے لیے نظر بند کیا جا سکتا تھا اور اس میں مزید توسیع کی گنجائش بھی رکھی گئی تھی۔

اس کے تحت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا امین حسن اصلاحی اور میاں طفیل محمد اکتوبر 1948 میں چھ ماہ کے لیے نظر بند کر دیے گئے۔ چند کمیونسٹ لیڈر بھی اس کی زد میں پہلے ہی آچکے تھے۔ بیرسٹر محمود علی قصوری کے بھائی مولانا احمد علی قصوری کے جماعت اسلامی کی قیادت سے اچھے مراسم تھے، چنانچہ بیرسٹر محمود علی قصوری جیل میں سید مودودی سے ملنے آئے اور شہری آزادی کے تحفظ کے لیے مشترکہ جدوجہد کا عندیہ دیا جس کا پرجوش خیر مقدم ہوا، چنانچہ دوسری جماعتوں اور تنظیموں سے مشاورت کے بعد پاکستان میں 'سول لبرٹیز یونین' کے نام سے تنظیم قائم ہوئی جسے بنیادی حقوق کی جدوجہد میں خشت اول کی حیثیت حاصل ہے۔

سول سوسائٹی کے اس اولین محاذ میں سیاسی جماعتوں کے علاوہ، طلبہ، وکلا، صحافیوں اور محنت کشوں کے نمائندے بھی شامل تھے۔ جماعت اسلامی کی نمائندگی ملک نصراللہ خاں عزیز، سید نقی علی، چودھری علی احمد خاں اور عبدالمجید قریشی کر رہے تھے۔ وکلا کے چار نمائندوں میں سے ایک بیرسٹر محمود علی قصوری تھے۔ مسلم لیگ کے اقبال احمد خاں، مولانا محمد داود غزنوی، علامہ علا الدین صدیقی، ٹریڈ یونین کی طرف سے ملک لال خان، ایڈیٹر روزنامہ پاکستان ٹائمز فیض احمد فیض، کمیونسٹ پارٹی کے کامریڈ فیروزالدین، جرنلسٹ یونین کی طرف سے م۔ش اور جناح عوامی لیگ کی طرف سے غلام محمد لونڈخور، پروگریسو لیگ کے عطاء اللہ آف جہانیاں اور کرنل (ر) لطیف افغانی اور ڈیموکریٹک سٹوڈنٹس فیڈریشن کے خرم واسطی اور ڈیموکریٹک یوتھ لیگ کے شیخ رفیق احمد شامل تھے۔ اس طرح ابتدائی دور ہی میں سول سوسائٹی منظم ہوگئی تھی اور قومی بیداری کا یہ سہرا سید مودودی اور بیرسٹر محمود علی قصوری کے سر جاتا ہے جو حکومتی جبر کے خلاف ثابت قدمی سے ڈٹے رہے جس کی بدولت بنیادی آزادیوں کے چراغ آج بھی فروزاں ہیں جن کو پھونکوں سے بجھانے کے لیے تجربے ہورہے ہیں۔ (جاری ہے)

ایک رات کا کیا لوگی؟

نوشی بٹ

مارچ کا مہینہ کیا شروع ہوا، ایک ہنگامہ سا بپا ہے۔ یہ ہنگامہ اس ہنگامے سے کہیں بڑھ کے ہے جو کسی کے تھوڑی سی پی لینے پہ برپا ہوتا ہے۔ خدا جانے یہ اختیار خدا سے انسانوں کو کب ودیعت ہوا ہے کہ اب چاہے کوئی بھی مسئلہ ہو۔ اس کا فیصلہ زمینی خداؤں نے اپنے ہاتھ سے کرنا ہے۔

ہماری بدقسمتی کہہ لیں یا خوش قسمتی کہ ہم انسانوں کی اس جنس سے ہیں، جسے ہر جانب سے فاتر العقل سمجھا جاتا ہے۔ عورت ہونا اور پھر پاکستان جیسے ملک کی عورت ہونا اپنے میں ایک سزا ہی ہے۔

انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا نے جہاں علوم اور فکر وشعور کے کئی دروازے کھولے ہیں۔ وہیں جہالت کے ٹھیکیداروں کو ایکسپوز کرنے کا کام بھی بہ طریق احسن نبھایا ہے۔ سوشل میڈیا جہاں ایک جانب ماڈرن سوچ اور آزادی اظہار رائے پہ یقین رکھنے والے افراد سے ایک تعلق بنا۔ وہیں ایسے ایسے لوگ بھی نظروں کے سامنے آتے ہیں جو کہ بظاہر تو بڑے سوٹڈ بوٹڈ ڈگری یافتہ ہیں۔ مگر اندر سے ترسے ہوئے اور فرسٹریشن کا شکار ہیں۔

کسی بھی معاشرے میں برداشت، رواداری احترام آدمیت اس معاشرے کو رہنے کے قابل بنانے والے اہم فیکٹرز ہیں۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے معاشرے میں شدت پسندی اور عدم برداشت کی ریشو پہلے سے بہت بڑھ چکی ہے۔

بین الاقوامی سطح پہ خواتین کا عالمی دن آٹھ مارچ کو منایا جاتا ہے۔ یہ دن پوری دنیا میں محنت کش عورتوں کی جدوجہد کو خراج تحسین پیش کرنے کا دن ہے۔ وہ تمام عورتیں جو اپنے بنیادی انسانی حقوق سے محروم ہیں۔ اس دن ان کے حقوق کے لیے بات کہی جاتی ہے۔

بنیادی انسانی حقوق جن میں سرفہرست زندہ رہنے کی آزادی (اب بھی دنیا کے کئی ممالک میں الٹراساونڈ میں بیٹی کی جینڈر تشخیص ہوجائے تو بچہ ضائع کروا دیا جاتا ہے) تعلیم حاصل کرنے کے مواقع، صحت کی بنیادی سہولیات، پسند کی شادی، معاشی طور پہ عورت کا خودمختار ہونا اور پبلک مقامات وکام کی جگہوں پہ جنسی ہراسانی کو روکنا ہے۔

سوشل میڈیا پہ خواتین کے حقوق کے متعلق بات کرنے والی خواتین کو جس طرح سے ٹریٹ کیا جاتا ہے اس پہ بات کرنے کو کوئی تیار نہیں۔ حتیٰ کہ یہ تسلیم کرنے کو بھی کوئی تیار نہیں کہ کبھی کسی خاتون کے ساتھ کسی مرد کی جانب سے کوئی ہراسانی کا واقعہ بھی ہوتا ہے۔

آپ اپنے بچوں کے ساتھ بیٹھے ہیں اچانک موبائل سکرین پہ ایک میسج آئے گا، جونہی آپ اسے کھولتے ہیں تو سامنے کسی گھٹیا انسان کے ڈک کی تصویر ہوتی ہے۔ آپ سو کے اٹھتے ہیں تو آپ کو پتہ چلتا ہے آپ کسی پورن گروپ میں ایڈ کیے جا چکے ہیں۔ آپ اپنی وال پہ کوئی بولڈ تحریر لکھ دیں تو آپ کے انباکس آپ سے پوچھا جاتا ہے کہ ایک رات کے کتنے پیسے لوگی۔

سننے میں عجیب لگتا ہوگا۔ پڑھنے میں بھی لگے گا۔ پڑھنے والے سوچیں گے کہ آخر ایسی بھی کوئی اندھیر نگری نہیں ہے۔ اور اگر کسی نے ایسا ویسا میسج بھیج ہی دیا تو بلاک کر دیتے۔ سکرین شاٹ لگانے کی کیا ضرورت تھی۔

میں ہمیشہ وہ بات کھول کے سامنے رکھ دیتی ہوں جو میرے ساتھ پیش آئی ہو۔ یار دوست ناراض بھی ہوئے۔ لیکن میرا سرمایہ وہ لڑکیاں وہ لڑکے ہیں جو مجھے انباکس کر کے کہتے ہیں میڈم آپ ہماری بات کرتی ہیں۔ ہم نہیں کر سکتے۔ آپ ہمارے لیے آواز اٹھاتی ہیں ہم نہیں اٹھا سکتے۔

سو مجھے تو چھوڑیں کل رات سے لے کر آج رات اس وقت تک کم سے کم مجھ سمیت تین خواتین ایسی ہیں جنہیں ہراس کیا گیا۔ ہماری ایک قابل احترام خاتون دوست سے پوچھا جا رہا ہے کہ ایک رات کے کتنے پیسے لوگی۔ سیکس کے طریقوں کے ساتھ ساتھ گھٹیا انسان ڈسکاونٹ کی بھی بات کر رہا ہے۔

اب آپ اس رویے کو کیا کہیں گے؟

ہر وہ عورت جو سوشل میڈیا پہ عورتوں کے حقوق کے حوالے سے بات کرتی ہے، اس کا انباکس ایسے ہی واہیات میسیجز سے بھرا ملے گا۔ ان جاہلوں کو ہر وہ عورت بدکردار، بدچلن اور آوارہ لگتی ہے جو انہیں شٹ اپ کہنا جانتی ہے۔

ان کے نزدیک ہر وہ عورت جو سوشل ایپس پہ اپنی تصاویر لگائے وہ برائے فروخت ہے۔ وہ سیکس کے لیے میسر ہے۔ ان گدھوں کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ عورت کا سیکس کرنا اس کی مرضی کے تابع ہے۔ وہ چاہے تو کرے نہ چاہے تو نہ کرے۔ لیکن آپ اس کی شلوار پہ چوکیدار بن کے نہیں بیٹھ سکتے۔

سوال یہ ہے کہ ایک دوسری عورت میں ایسا کیا الگ لگا ہے جو آپ نے پہلے کسی عورت میں دیکھا نہ ہو گا۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد اس کا ماں سے جو پہلا تعلق بنتا ہے وہ چھاتی سے لگ کے دودھ پینا ہے۔ اپنی ماں کے پستان سے دودھ پیتے ہوئے آپ بڑے ہوتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی دوسری عورت آپ کو اپنے بچے کو دودھ پلاتے ہوئے کہیں نظر آ جائے، تو آپ اس پہ بے حیائی وفحاشی کے فتوے لگا دیتے ہیں۔

ہر خودمختار اور آزاد عورت آپ کو بکاؤ مال لگتی ہے۔ آپ کو لگتا ہے کہ آپ چند سو یا چند ہزار سے انہیں خرید سکتے ہیں۔ لیکن آپ یہ بھول جاتے ہیں کہ ایک خودمختار عورت اپنے فیصلے لینے میں آزاد ہوتی ہے۔ اسے کسی کے ساتھ سیکس کرنا ہے یا نہیں کرنا یہ اس کا ذاتی فیصلہ ہوتا ہے۔ آپ جیسے گھامڑوں کو تو وہ اپنی انگلی تک نہیں پکڑنے دیتی۔

مجھے نہیں پتہ کہ میں اس آرٹیکل میں اگر وہ الفاظ لکھوں جو آپ لوگ ہم خواتین کو بھیجتے ہیں۔ تو وہ چھپیں گے یا کٹ جائیں گے۔ مگر ہمیں آپ کے وہ گھٹیا الفاظ بنا ہماری مرضی کے پڑھنے پڑتے ہیں۔ آپ کے گندے ڈک دیکھنے پڑتے ہیں۔

جس پہ اگر ہم بند کرو کا سلوگن اٹھائیں۔ تو آپ کو بے حیائی لگتی ہے۔ لیکن جب اس عضو کی تصویر آپ اپنے کیمرے سے کھینچ کے خواتین کو بھیجتے ہیں تو آپ خود کو مرد کہتے ہیں۔

کاش کبھی وہ تمام عورتیں اپنے حق کے لیے بات کرنے کی ہمت کر لیں۔ جو معاشرے کے دباؤ اور خاندان کی نام نہاد عزت کی خاطر چپ رہ جاتی ہیں تو آپ کو کہیں منہ دکھانے کو تھاں (جگہ) نہ ملے۔

ہم سے ہمارا ریٹ پوچھنے والے یاد رکھیں کہ کہیں نہ کہیں ان کی بہنوں بیٹیوں ماوں کے انباکس میں بھی کوئی نہ کوئی آپ جیسا ریٹ لسٹ پوچھنے پہنچتا ہو گا۔ فرق بس یہ ہے کہ ہم بتا دیتے ہیں، وہ آپ کی جھوٹی عزت وغیرت کو چپ رہ کے بچالیتی ہیں۔

ہر خودمختار عورت کو طوائف سمجھنا بند کریں۔ لیکن مجھے لگتا ہے کہ ہر خودمختار عورت کو ایک طوائف کی طرح ہی جی دار اور منہ پھٹ ہونا چاہیے جو چاہے تو اپنے گاہک کو پلکوں پہ بٹھاتی ہے۔ اور چاہے تو اسی گاہک کے کپڑے چوک میں اتار بھی دیتی ہے۔ پھر ایسے لوگ کہتے پائے جاتے ہیں وہ تو ہے ہی کنجری سی۔ تو تو اپنی عزت کا خیال کرلیتا۔

سو اپنی عزت اپنے ہاتھ میں رکھیے۔ ورنہ کم سے کم سوشل ایپس پہ آپ کو منہ چھپانے کو جانہ ملے گی۔ سودے میں سے پیسے بچا کے نیٹ پیکج کرنے والو، عقل سیکھ لو۔

آپ کی رائے اور تحریروں کا خیر مقدم

سیاسی، سماجی معاشی موضوعات کے مطلق اپنی مختصر تحریریں، پریس ریلیز ہمیں بھیجے ہم انہیں اپنے اخبار کی زینت بنائیں گے۔

imroz.ad@gmail.com

whatsapp no: 03327971944

ادارہ امروز میڈیا گروپ میں چھپنے والے مضامین / کالم اور تجزیئے تحریر کنندگان کا اپنا نظریہ ہوسکتا ہے اس سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں

(ایڈیٹر)

اپوزیشن کے نمبر پورے ہونے پر بھی سپیکر کیسے حکومت کو بچا سکتا ہے؟

نواز رضا

مارچ کا مہینہ شروع ہو چکا ہے۔ متحدہ اپوزیشن نے اپنی گنتی پوری کر لی ہے لیکن تحریک عدم اعتماد کے حوالے سے پھونک پھونک کر قدم رکھ رہی ہے۔ ابھی تک تحریک عدم اعتماد پیش نہیں ہوئی یہ سوال سیاسی حلقوں میں موضوع گفتگو ہے۔ کیا سٹنگ پرائم منسٹر کے خلاف تحریک عدم اعتماد محض ایک سعی لا حاصل ہے کہ جس پھر آ کر رہے گی؟ میری اطلاع کے مطابق اپوزیشن نے تحریک عدم اعتماد کے لئے 172 سے زائد ارکان پورے کر لئے ہیں۔ متحدہ اپوزیشن کا دعویٰ ہے کہ اس نے حکمران جماعت کے 24 ارکان کی حمایت حاصل کر لی ہے۔

ان میں سے بیشتر ارکان کا تعلق پنجاب سے ہے۔ ان میں سے 6 ارکان کافی عرصہ قبل مسلم لیگ (ن) کی قیادت سے رابطہ میں ہیں۔ جب کہ جہانگیر ترین کے قریبی ساتھ ارکان کی وساطت سے مسلم لیگ (ن) کے ٹکٹ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح پی ٹی آئی کے دیگر ارکان بھی مسلم لیگ (ن) کے ٹکٹ کے بدلے تحریک عدم اعتماد کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں۔ بس بگل بجنے کا انتظار ہے۔ کہ گجرات کے چوہدری برادران گومگو کی کیفیت میں مبتلا ہیں۔ شاید وہ طاقت ور حلقوں کے اشارے کا انتظار کر رہے ہیں۔

چوہدری برادران کی قومی اسمبلی میں 5 نشستیں لیکن ان کے ووٹ تحریک عدم اعتماد کی کامیابی یا ناکامی میں کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اس وقت قومی اسمبلی میں حکمران جماعت 179 ارکان کی حمایت کی دعوے دار ہے جن میں پی ٹی آئی کے 155، ایم کیو ایم کے 7، مسلم لیگ (ق) کے 5، بلوچستان عوامی پارٹی کے 5، جمہوری وطن پارٹی، آل پاکستان مسلم لیگ کے ایک ایک رکن حکومت قائم رکھے ہوئے ہیں جب کہ اپوزیشن کیمپ 162 ارکان کا دعویٰ کر رکھا ہے جن میں مسلم لیگ (ن) کے 84، پیپلز پارٹی کے 56 متحدہ مجلس عمل کے 15 بی این پی مینگل کے 4، آزاد ارکان 2 اور عوامی نیشنل پارٹی کا ایک رکن شامل ہے۔

بظاہر حکومت کو اپوزیشن پر 17 ووٹوں کی برتری نظر آتی ہے لیکن اگر ان میں سے 10 ارکان بغاوت کر کے اپوزیشن کے ساتھ کھڑے ہو جائیں تو حکومت اقلیت میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ اگر پی ٹی آئی کے 24 ارکان اپوزیشن سے آملیں تو عمران حکومت زمین بوس ہو سکتی ہے۔ اس حکومت کو بچانے میں سپیکر کے رول کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا سپیکر اپنی غیر جانبداریت کا چوغہ اتار کر عمران خان کی مدد کے لئے میدان میں کود سکتے ہیں۔

اپوزیشن کو سپیکر قومی اسمبلی کے کردار کی فکر کھائے جا رہی ہے۔ میں نے اپوزیشن کے ذمہ دار رہنماؤں سے بات چیت کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ تحریک عدم اعتماد کے ٹیبل ہوتے ہی سپیکر قومی اسمبلی کا اجلاس 14 دن میں بلانے کا پابند ہے لیکن وہ اجلاس بلانے میں تاخیری حربے استعمال کر سکتا ہے۔ پی ٹی آئی کے باغی ارکان کے ووٹوں کو شمار کرنے سے انکار کر سکتا ہے۔ اسی طرح ووٹنگ کے وقت حکومتی ارکان ہنگامہ برپا کر کے ووٹنگ کا عمل رکوا سکتے ہیں۔ ہنگامہ آرائی پر سپیکر قومی اسمبلی اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کر سکتا ہے۔ سپیکر او آئی سی کانفرنس کی وجہ سے قومی اسمبلی کا ہال خالی نہ ہونے کا بہانہ تراش سکتا ہے۔

اپوزیشن کا ایک سوال یہ بھی ہے۔ ان کے ارکان کی حفاظت کی ضمانت کون دے گا؟ کہ ایک ارکان کو اٹھایا بھی جا سکتا ہے۔ پی ٹی آئی کے ٹکٹ پر کامیاب ہونے والے ارکان کے خلاف نااہلی کے ریفرنس بھی دائر ہو سکتے ہیں جب کہ آزاد منتخب ہو کر کسی سیاسی جماعت میں شمولیت اختیار کرنے والے ارکان پر یہ قانون لاگو نہیں ہوتا یہی وجہ اب تک متحدہ اپوزیشن کی طرف سے تحریک عدم اعتماد ٹیبل نہیں ہوئی۔

متحدہ اپوزیشن مسلم لیگ (ق)، ایم کیو ایم اور بی اے پی سے مذاکرات کر رہی ہے جن کے پاس 17 ارکان ہیں۔ ان کے حکومت سے الگ ہونے پر وفاداری تبدیل کرنے کا قانون لاگو نہیں ہوتا اپوزیشن کے ارکان کو اگلے ہفتہ کو اسلام آباد میں اپنی حاضری کو یقینی بنانے کی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

وزیراعظم کی گھبراہٹ کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ معمول کا ہفتہ وار وفاقی کابینہ کا اجلاس منسوخ کر کے چوہدری برادران سے ملاقات کے لئے لاہور پہنچ گئے جہاں اپوزیشن کے لیڈروں نے پہلے ہی ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔ وزیراعظم عمران خان کی چوہدری برادران سے ان کی رہائش گاہ پر ہونے والی ملاقات کی مصدقہ خبر سامنے نہیں آئی

ایک طرف سے حکومت کے ترجمان ملاقات میں چوہدری برادران کی طرف سے حکومت کے ساتھ رہنے کی یقین دہانی کروانے کی خبریں لگوا رہے ہیں۔ دوسری طرف وفاقی وزیر طارق چیمہ جو مسلم لیگ (ق) کے سیکرٹری جنرل ہیں نے یہ بیان جاری کیا ہے کہ وزیراعظم سے تحریک عدم اعتماد پر کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ ہی ہم نے کوئی یقین دہانی کرائی ہے البتہ پارٹی نے چوہدری پرویز الٰہی کو فیصلہ کرنے کا اختیار دے دیا ہے۔

غیر مصدقہ اطلاع کے مطابق چوہدری برادران نے وزیراعظم سے کہا ہے کہ ہم سیاست آپ کے ساتھ ہے۔ شہباز شریف سے بھی کہا تھا کہ تحریک عدم اعتماد کی کوششیں فسانہ ثابت ہوں گی۔ عمران خان کو نہ ہٹا سکے تو اپوزیشن سیاسی نقصان اٹھاتے ہوئے زمین بوس ہو جائے گی۔ چوہدری برادران نے کہا ہے کہ ہم قول و فعل کے پکے ہیں۔ وزیراعظم اور چوہدری برادران میں پانچ منٹ سے زائد علیحدہ ملاقات بھی ہوئی جس میں دونوں جانب سے کھل کر باتیں کی گئیں پانچ منٹ کی الگ ملاقات میں بس ایک دو باتیں ہی ہوئی ہوں گی۔ چودھری شجاعت حسین نے کہا ہے کہ ہم نے شہباز شریف کو خوش آمدید کہا ہے۔ ہماری خاندانی روایت ہے۔ ہم اپنے مہمان کو خوآمدید کہتے ہیں لیکن ہم نے ان کی پیشکش کا کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ ہم حکومت کے اتحادی ہیں۔

چوہدری پرویز الٰہی نے بتایا کہ انہوں نے شہباز شریف سے کہہ دیا تھا کہ ایسی کوشش کا کوئی فائدہ نہیں جو کامیاب نہ ہو سکے، حکومت کا کچھ نہ بگاڑ سکے تو اپوزیشن کی اپنی سیاست ختم ہو سکتی ہے۔ اس سے سیاسی نظام کو الگ نقصان ہو گا۔ جس پر وزیراعظم نے کہا کہ حکومت کے خلاف کرپٹ لوگ اکٹھے ہو چکے ہیں لیکن یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے میں شریف برادران کو بخوبی جانتا ہوں، یہ اپنے مفاد کے لئے ملک میں عدم استحکام چاہتے ہیں۔

چوہدری پرویز الٰہی کو کہا کہ اب تک ہونے والی تمام ملاقاتوں میں ہمارا یہی موقف رہا کہ جمہوری حکومتوں کو ایک دوسرے کے مینڈیٹ کا احترام کرنا چاہئے۔ وزیراعظم راولپنڈی، بہاولپور، ملتان اور ساہیوال ڈویژن سے تعلق رکھنے والے ارکان پارلیمان نے بھی الگ الگ ملاقاتیں کیں جن میں قومی اسمبلی سردار نصراللہ دریشک بھی شامل تھے۔ ان ملاقاتوں کا پس منظر بھی تحریک عدم اعتماد سے جڑا ہوا ہے۔ یہ ارکان وزیراعظم سے ملاقات کے لئے مہینوں انتظار کرتے رہتے ہیں لیکن ان کی وزیراعظم سے ملاقات نہیں ہوتی اب تحریک عدم اعتماد کے خطرے نے ان کی وزیراعظم سے ملاقات کروا دی۔

مسلم لیگ (ق) کے سیکریٹری جنرل و وفاقی وزیر ہاوسنگ وورکس طارق بشیر چیمہ نے کہا ہے کہ وزیراعظم عمران خان اور چوہدری برادران ملاقات میں عدم اعتماد زیر بحث ہی نہیں آئی، ہم نے حکومت کو حمایت کا کوئی بیان نہیں دیا، پتہ نہیں یہ خبریں کون چلا رہا ہے۔ یہ بات ہوئی ہی نہیں ہے۔ وزیراعظم تشریف لائے تھے۔ ان کی مہربانی ہے۔ وہ عیادت کی غرض سے تشریف لائے تھے۔ انہیں ہم نے خوش آمدید کہا ہے۔ میں واضح طور پر بتا دوں دینا چاہتا ہوں کہ وہاں کیا گفتگو ہوئی ہے۔

وزیراعظم نے ادھر ادھر کی گفتگو کرنے کے بعد اپنے روس کے دورے کے بارے میں بتایا، ان کو اعتماد میں لیا کہ یہ ہوا، یہ ہوا، اس کے بعد عدم اعتماد کے اوپر کوئی بات نہیں ہوئی، وزیراعظم نے یہ ضرور کہا کہ آج کل سب آپ کے پاس آ رہے ہیں۔ چودھری صاحب نے کہا کہ آنا سب کا حق ہے۔ سیاستدان ایک دوسرے کو ملتے رہتے ہیں۔ کچھ دیر سے آئے، کچھ جلدی آئے، انہوں کہا کہ ہمیں بتانے کی ضرورت نہیں کہ ہم بار بار روز کسی کو کہیں کہ ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہیں، ہم آپ کو چھوڑ رہے ہیں۔

جب آصف زرداری، مولانا فضل الرحمٰن اور شہباز شریف تشریف لائے تو چودھری صاحب نے پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ بلائی، وہاں سیر حاصل بحث کے بعد چودھری صاحب کو اختیار دیا گیا کہ وہ مشاورت کریں، ان کا جو فیصلہ ہو گا۔ پارٹی اس پر عملدرآمد کرے گی۔ ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا جب ان کی مشاورت مکمل ہو جائے گی تو وہ فیصلہ میڈیا پر آ کر بتا دیا جائے گا کہ یہ مسلم لیگ قائداعظم کا فیصلہ ہے۔

طارق بشیر چیمہ نے کہا کہ پتا نہیں یہ تو فواد صاحب بہتر بتا سکتے ہیں کہ کس نے ان کے ساتھ الیکشن لڑنا ہے کس نے نہیں لڑنا، لیکن میرے علم میں یہ بات نہیں ہے۔ مجھے یہ نہیں سمجھ آ رہی کہ ابھی تو آئندہ الیکشن میں ڈیڑھ سال باقی ہے۔ فواد چوہدری کو اتنی جلدی کیا پڑ گئی ہے کہ ہم ساتھ لڑیں گے جس علیحدہ علیحدہ لڑیں گے۔ ابھی تو یہی فیصلہ نہیں ہوا کہ عدم اعتماد میں ہم نے حکومت کے ساتھ ٹھہرنا ہے یا اس کے خلاف جانا ہے۔ ابھی تو یہ فیصلہ نہیں ہوا الیکشن تو دور کی بات ہے۔ شہباز شریف نے دعوت دی ہے۔ وہ ہمارے ہاں تشریف لائے تھے۔ ان کی مہربانی ہے تو ان کی طرف جانا کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے۔ ایک دوسرے سے ملتے رہتے ہیں۔ چلے بھی جائیں تو حیرت والی بات نہیں ہوگی۔

وزیراعظم عمران خان کی چوہدری برادران سے ملاقات پر مریم نواز نے سماجی رابطے کی ویب سائٹ پر ٹویٹ کرتے ہوئے لکھا کہ گھبرانا نہیں ہے۔ اچھا؟

وزیراعظم عمران خان کی چوہدری برادران سے ملاقات بارے میں ایک اور کہانی گردش کر رہی ہے جس میں بتایا گیا کہ نصف گھنٹے کی ملاقات میں کسی ٹھوس یقین دہانی کے بغیر ہی وزیراعظم واپس اسلام آباد روانہ ہو گئے کہ سمجھوتے کی شادی کا انجام کیا ہو گا۔ حقائق منظر عام پر نہیں آئے مسلم لیگ (ق) کے ایک ذمہ دار لیڈر کا اصرار ہے کہ ملاقات میں ہونے والی باتوں کے حوالے سے ایک وزیر میڈیا کو غلط معلومات فراہم کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ مسلم لیگ (ق) نے اس ملاقات کے حوالے سے میڈیا میں ایک بیان بھی جاری کیا عدم اعتماد کی تحریک کے معاملے پر کوئی بات نہیں ہوئی اور فریقین کے درمیان عمومی بات چیت ہوئی۔ مسلم لیگ (ق) کی قیادت سے ان کی شہباز شریف کے ساتھ ہونے والی بات چیت کے متعلق پوچھا گیا۔ وزیراعظم کو بتایا گیا کہ شہباز شریف نے 14 سال بعد چوہدری برادران سے ملاقات کی۔ چوہدری برادران کا کہنا ہے کہ سیاسی خاندان کی حیثیت سے سیاست دانوں کا ان سے ملنے کے لئے آنا معمول کی بات ہے۔

سیاست پر کوئی بات نہیں ہوئی۔ وہاں کئی لوگ بیٹھے تھے۔ لہٰذا عدم اعتماد کی تحریک کا معاملہ زیر بحث نہیں آیا۔ وزیراعظم نے چوہدری شجاعت حسین سے ان کی صحت کے متعلق دریافت کیا غیر مصدقہ خبر ہے کہ چوہدری برادران نے شہباز شریف سے حکمت عملی کا سوال کیا تھا جو مسلم لیگ (ق) کی قیادت کی نظر میں ٹھوس نہیں۔ سرکاری ذرائع کے مطابق حکومت دعویٰ کر رہی ہے کہ چوہدری شجاعت حسین نے عمران خان کو ڈٹے رہنے کا مشورہ دیا ہے۔

احسن اقبال کا کہنا ہے کہ اتحادیوں کے علاوہ پی ٹی آئی ارکان کی سپورٹ بھی حاصل ہے۔ تحریک عدم اعتماد کی سب سے زیادہ سپورٹ تحریک کے اندر سے ہے۔ سودے بازی وہ کرتا ہے جو اپوزیشن چھوڑ کر حکومت میں جاتا ہے۔ پی ٹی آئی کے بیس کے لگ بھگ ایم این ایز رابطوں میں ہیں۔ حکومت کے اپنے وزیر عمران خان کو چھوڑنے کے لئے تیار ہیں۔ اپوزیشن جماعتیں جب سمجھیں گی کہ ہوم ورک مکمل ہے تو عدم اعتماد لے آئیں گی۔

متحدہ اپوزیشن کی طرف سے وزیراعظم کے خلاف تحریک عدم اعتماد کے اعلان کے بعد وزیراعظم عمران خان سیاسی محاذ پر سرگرم ہو گئے ہیں۔ عمران خان نے مسلم لیگ ق کی قیادت سے ملاقات کے بعد دیگر اتحادیوں سے بھی ملاقات کا عندیہ دیا ہے۔ ان کی متحدہ قومی موومنٹ (ایم کیو ایم)، بلوچستان عوامی پارٹی اور جی ڈی اے کے رہنماؤں سے بھی جلد ملاقات کا امکان ہے۔

مولانا فضل الرحمٰن نے پہلے ہی اسلام آباد میں ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔ پیر کو شروع ہونے والے ہفتہ کو اپوزیشن کے ارکان اسلام آباد میں اکٹھے ہو رہے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اپوزیشن تحریک عدم جمع کراتی ہے جس اتحادیوں کے فیصلہ کا انتظار کرتی ہے۔ اس سوال کا جواب جلد مل جائے گا۔

پشتون قومی جرگہ: کچھ سوالات کچھ امیدیں

نصیب اللہ اچکزئی

جرگہ صدیوں پرانے پشتون ضابطہ حیات پشتون ولی کا ایک جز ہے۔ یہ عموماً قبائلی عمائدین اور سیاسی رہنماؤں کی ایک کونسل ہوتی ہے جو باہمی افہام و تفہیم سے ابھرتے ہوئے چیلنجوں کے ساتھ ساتھ اندرونی اور بیرونی تنازعات کا فیصلہ کرتی ہے۔ جرگہ کی تشکیل گاؤں کی سطح سے لے کر قومی سطح تک مختلف ہوتی ہے۔ تاریخی طور پر کچھ پشتون جرگوں جیسا کہ 21 جون 1947 کا بنوں جرگہ جس میں خان عبدالصمد خان اچکزئی، خان عبدالغفار خان اور مزاحمتی پشتون رہنما مرزا علی فقیرا اپی نے شرکت کی اور پشتونوں کے لیے ایک علیحدہ پشتون ریاست پشتونستان بنانے کا مطالبہ کیا تھا۔ امریکی حملے کے بعد کے افغانستان میں جرگوں کا انعقاد کیا گیا۔ اور افغانستان میں جاری تنازعہ کے پرامن حل کا مطالبہ کیا گیا۔ نے وسیع شہرت حاصل کی تھی۔

سینیٹر محمد عثمان خان کاکڑ کی شہادت کے بعد تجربہ کار سیاست دان، پشتون قوم پرست رہنما اور پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کے چیئرمین محمود خان نے بنوں میں پشتونوں کے مسائل پر بات چیت کے لئے پشتون قومی جرگہ بلانے کا اعلان کیا تھا جس کے انعقاد کی تاریخوں کا حال ہی میں اعلان کیا گیا ہے جو کہ 11 سے 13 مارچ 2022 تک بنوں میں منعقد ہوگا۔ کیا یہ جرگہ نتیجہ خیز ہو گا؟ کیا متنوع پشتون مذہبی اور سیاسی قیادت اپنے اختلافات کو ایک طرف رکھیں گے؟ کیا پشتون معاشرے کے تمام اسٹیک ہولڈرز اس میں حصہ لیں گے؟

بلاشبہ پشتونوں کی موجودہ دگرگوں صورتحال میں جرگہ بلانا قابل ستائش فیصلہ ہے اگرچہ اسے برسوں پہلے بلایا جانا چاہیے تھا لیکن دیر آید درست آید۔ اس وقت پاکستان میں پشتون مصائب اور خونریزی کی شدید لپیٹ میں ہیں۔ پشتونوں کی سرزمین تشدد، خونریزی، بیگانگی اور سماجی اور سیاسی عدم توازن کا مرکز بن چکی ہے۔ ایسے وقت میں جب نہ کوئی سیاست دان، نہ کوئی عالم، نہ عام آدمی محفوظ ہے۔ اور جہاں سکول غیر محفوظ ہو چکے ہیں جہاں پشتون عوام کی معاشی حالت تباہ ہو چکی ہے، وہاں پشتون جرگہ کا انعقاد ایک قابل ستائش اقدام ہے۔

کیا تمام اسٹیک ہولڈرز اس میں حصہ لیں گے؟ اس کا جواب ابھی تک غیر یقینی ہے۔ بظاہر ایسا لگتا ہے کہ تمام قوم پرست قوتیں اور مذہبی جماعتیں بشمول جے یو آئی ف اور جمعیت اسلامی شریک ہوں گی، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا موجودہ بحران کی اہم اسٹیک ہولڈرز ٹی ٹی پی کی قیادت اس جرگے میں حصہ لے گی۔ یہ ابھی تک غیر واضح ہے۔ بہتر ہو گا کہ ٹی ٹی پی کے نمائندوں کو مدعو کیا جائے جو ان کے تحفظات ہیں ان کو سنا جائے۔ اگر ان کے خدشات درست ہیں تو جرگے کو توجہ دینا چاہیے اگر نہیں تو جرگہ کو ٹی ٹی پی کی مزاحمتی تحریک کی حقیقت عام پشتون کے سامنے لانا چاہیے۔

کیا تمام اسٹیک ہولڈرز مجموعی طور پر پشتون قوم کی بہتری کے لیے اپنے سیاسی اختلافات کو دور کرنے پر متفق ہوں گے؟ اختلاف رائے ایک نتیجہ خیز اور صحت مند معاشرے کی علامت رہا ہے۔ تمام پشتون مذہبی جماعتیں اور قوم پرست جماعتیں اپنے سیاسی موقف کے ساتھ ساتھ مختلف نظریات اور منشوروں میں بہت زیادہ اختلاف رکھتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ جرگہ میں بھی وہ ایک دوسرے سے اختلاف کریں گے۔ لیکن عقل سلیم کو غالب ہونا چاہیے کیونکہ پشتون بحیثیت قوم اپنی تاریخ کے بد ترین دور سے گزر رہے ہیں جس کا واحد اور قابل عمل حل پشتون قیادت کی سمجھداری میں ہے۔ کہ وہ کیسے قوم کو درپیش چیلنجز سے نکالتے ہیں۔

کیا جرگہ نتیجہ خیز ہو گا؟ ہو سکتا ہے اس کا فوری کوئی اثر نہ ہو اور یہ کہ شاید یہ جرگہ تشدد کی حساسیت کو فوری طور پر کم نہ کر سکے لیکن ایک بات یقینی ہے کہ اس جرگہ کے نتیجے میں پشتونوں میں بیداری پیدا ہو گی۔ اور یہ کہ، اگر جرگہ میں قیادت انتہا پسندی، دہشت گردی اور بنیاد پرستی کے خلاف متفقہ آواز اٹھاتی ہے۔ تو اس اجتماع کے پشتون بیلٹ میں سکیورٹی کی صورتحال پر بہت زیادہ مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔

دیر آید درست آید۔ محمود خان اچکزئی کی طرف سے پشتون جرگہ بلانا ایک قابل تعریف اقدام ہے۔ پشتون قیادت کے کندھوں پر اب بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوئی ہے کہ وہ کس طرح پشتونوں کی کشتی کو بھنور سے نکالتے ہیں۔

بقیہ 1

یوکرین اور بحر ازو کے قریب یہ کارروائی کی جا رہی ہے۔ شہریوں سے اپیل کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ وہ شہروں میں رکاوٹیں کھڑی کریں، یوکرین کے جھنڈے لے کر ریلیاں نکالیں، اور آن لائن نیٹ ورکنگ گروپ بنائیں۔

بقیہ 2

کریں۔ ایلون مسک کی جانب سے ظاہر کیے گئے اس خدشے پر یوکرین کے وزیر برائے ڈیجیٹل ٹرانسفارمیشن نے جواب دیا کہ 'ہم اسے اپنی فتح کے بعد بھی یوکرینی عوام کے لیے استعمال کریں گے'۔

بقیہ 3

کے بدلے تہران کے جوہری پروگرام کو روک دیا۔ ریاض اور اس کے خلیجی اتحادیوں نے ان کے خدشات سے نمٹنے میں ناکامی کے پیش نظر معاہدے کو ناقص قرار دیا ہے، خلیجی ممالک نے ایران کے بلاسٹک میزائل پروگرام اور یمن میں اس کے خفیہ نیٹ ورک پر خدشات کا اظہار کیا تھا، جہاں سعودی عرب ایک مہنگی جنگ میں الجھا ہوا ہے۔ ولی عہد کا کہنا تھا کہ ہم کوئی کمزور جوہری معاہدہ نہیں دیکھنا چاہتے کیونکہ اختتام میں اس کا نتیجہ یکساں ہوگا۔ ایران پر مشترکہ خدشات کے پیش نظر ریاض کے خلیجی اتحادیوں بحرین اور متحدہ عرب امارات کو 2020 میں اسرائیل سے تعلقات استوار کرتے ہوئے دیکھا گیا تاکہ غیر یقینی حالات میں اہم سیکیورٹی اتحادی امریکا ایک نیا علاقائی محور تشکیل دے سکے۔ شہزادہ محمد بن سلمان کا یہ بھی کہنا تھا کہ اگر فلسطین سے جنگ ختم ہو جائے تو اسرائیل سعودی عرب کا ایک مضبوط اتحادی بن سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اسرائیل کو بطور دشمن دیکھنے کے بجائے ایک مضبوط اتحادی کی طرح تصور کرتے ہیں کیونکہ ہم مل کر مشترکہ مفادات حاصل کر سکتے ہیں، لیکن اس قبل اسے فلسطین کے ساتھ اپنے مسائل حل کرنے چاہیے۔ سعودی ولی عہد کا کہنا تھا کہ انہیں کوئی پرواہ نہیں کہ امریکی صدر جو بائیڈن ان سے متعلق کیا سوچتے ہیں، جو بائیڈن کو امریکی مفادات پر توجہ دینی چاہیے۔ جنوری 2021 میں جو بائیڈن کے عہدہ سنبھالنے کے بعد، دنیا کے سب سے بڑے تیل کے برآمد کنندہ سعودی عرب اور واشنگٹن کے درمیان طویل المدتی حکمت عملی سے متعلق شراکت داری کے سبب ریاض کا انسانی حقوق کا ریکارڈ دباؤ کا شکار ہے۔

بقیہ 4

کہ ہم نے فیصلہ کیا کہ کچھ ممالک کے جھنڈوں کے بغیر، ہمارا راکٹ زیادہ خوبصورت نظر آئے گا۔ خلائی ایجنسی Roscosmos کی طرف سے یہ علامتی اقدام ظاہر کرتا ہے کہ روس اور ان ممالک کے درمیان تعلقات خراب ہو گئے ہیں۔

بقیہ 5

نے کہا کہ روسی اور یوکرینی ایک ہی لوگ ہیں، یوکرین کی فورسز نے طلباء سمیت ہزاروں غیر ملکی شہریوں کو یرغمال بنایا ہوا ہے، روسی فوجیوں نے شہریوں کو انخلا کیلئے راہداریاں فراہم کیں۔ صدر پیوٹن کے مطابق راہداریوں کو یوکرینی قوم پرستوں نے بلاک کر رکھا ہے۔ یوکرین کی افواج شہریوں کو انسانی ڈھال کے طور پر استعمال کر رہی ہیں جبکہ ہمارے فوجی یوکرین میں روس کیلئے لڑ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم جوہری ہتھیاروں سمیت مختلف خطرات کے خلاف لڑ رہے ہیں، ہم مغرب کی تخلیق کردہ اس روس مخالفت کو ختم کر دیں گے، روس کا خصوصی فوجی آپریشن پلان کے مطابق ہو رہا ہے۔

بقیہ 6

وقت سنگین چیلنج کا سامنا کر رہا ہے، میں جاپان کی حمایت پر اپنے ملک کے عوام کی جانب سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہم کسی سے یہ نہیں کہہ رہے کہ ہمارے ساتھ لڑیں، ہم مقابلہ کر رہے ہیں کیونکہ یہ ہماری جنگ ہے۔ ہم اپنے شراکت داروں سے ہتھیار، سیاسی حمایت اور انسانی بحران سے بچنے کیلئے مالی وسائل مانگ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں یقین ہے کہ ہم بچ جائیں گے۔

بقیہ 7

کی ریسکیو سروس نے عملے کے 6 ارکان کو بچا لیا۔ بحری جہاز چند روز قبل اودیسا کے قریب چورنومورسک کی جنوبی بندرگاہ سے روانہ ہونے کے بعد یوکرین کے ساحل پر لنگر انداز ہوا تھا۔ جہاز میں ہونے والے دھماکے کی وجوہات کا علم نہیں ہو سکا۔ ایسٹونیا کی سرحد روس سے ملتی ہے اور وہ نیٹو کے رکن ممالک میں شامل ہے۔

بقیہ 8

سوال کیا گیا کہ نوین کی لاش کب واپس اس کے آبائی شہر لائی جائیگی؟ اس سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ حکومت نوین کی لاش کو واپس لانے کی کوششیں کر رہی ہے، یوکرین ایک جنگی علاقہ ہے اور ہر کوئی اس سے واقف ہے، کوششیں کی جا رہی ہیں اور اگر ممکن ہوا تو لاش کو واپس لایا جائے گا۔ بی جے پی رہنما نے مزید کہا کہ تابوت کے بجائے جہاز میں تقریباً آٹھ سے 10 افراد کو رکھا جا سکتا ہے، اگرچہ زندہ لوگوں کو واپس لانا بہت مشکل ہے لیکن لاش کو واپس لانا اور بھی مشکل ہو گیا ہے کیونکہ ایک لاش پرواز میں زیادہ جگہ لے گی۔ اس متنازع بیان کے بعد بی جے پی رہنما کو شدید تنقید کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

بقیہ 9

ہے۔ صدر پیوٹن نے مزید کہا کہ جنگ میں مرنے والے روسی فوجیوں کے خاندان کی مدد ہماری ذمہ داری ہے۔ انہوں نے مرنے والے اور زخمی روسی فوجیوں کے خاندانوں کے لیے مراعات کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ مغرب نے جو روس مخالف بیانیہ بنایا ہے ہم اسے برباد کر دیں گے، یوکرین میں سپیشل آپریشن ہمارے پلان کے مطابق آگے بڑھ رہا ہے۔

بقیہ 10

کی مذمت کے اجتماعی ردعمل کیلئے امریکا نے بھارت سے بات کی ہے۔ ڈونلڈ لو کا مزید کہنا تھا کہ روسی بینکوں پر پابندیوں کے بعد کسی بھی ملک کیلئے روس سے بڑے ہتھیاروں کا نظام خریدنا بہت مشکل ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کو استثنیٰ دینے یا پابندیاں لگانے سے متعلق امریکی صدر یا سیکریٹری کے فیصلوں پر بات کے قابل نہیں۔ بھارت امریکا کا اہم سیکیورٹی پارٹنر ہے۔ خبر ایجنسی کے مطابق بھارت امریکا کا واحد بڑا اتحادی ہے جس نے ماسکو پر عوامی سطح پر تنقید کرنے سے انکار کیا ہے۔

بقیہ 11

طیارے دے دیں، اگر ہم نہ رہے تو یقین کریں کہ اس کے بعد لیٹویا، لیتھوانیا اور ایسٹونیا کی باری ہے۔ انہوں نے روس کے صدر ولادیمیر پیوٹن سے براہ راست مذاکرات کی درخواست کرتے ہوئے کہا کہ اس جنگ کو روکنے کا یہ واحد طریقہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم روس پر حملہ نہیں کر رہے اور نہ ہی حملہ کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں، آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں، ہماری زمین چھوڑ دیں۔ کچھ عرصہ قبل امریکا کی جانب سے روسی حملے کے انتباہ کے باوجود یوکرین کے عوام کو پرسکون رہنے کا مشورہ دینے والے صدر ولادیمیر زیلنسکی نے کہا کہ کوئی بھی یہ نہیں سوچ سکتا کہ اس جدید دور میں کوئی ایسا جانوروں جیسا برتاؤ کر سکتا ہے۔ روس نے گزشتہ ہفتے یوکرین پر حملہ کیا تھا، روس کا کہنا ہے کہ وہ وہ شہری علاقوں کو نشانہ نہیں بنا رہا ہے البتہ زمینی حقائق اس سے یکسر مختلف ہیں۔ یوکرین نے بتایا تھا کہ ایک اسکول پر روس کے حملے میں کم از کم 9 افراد ہلاک ہو گئے جبکہ اس حملے میں اب تک یوکرین کے 350 سے زائد شہری ہلاک ہو چکے ہیں۔ دوسری جانب روس کے صدر ولادیمیر پیوٹن نے کہا ہے کہ یوکرین میں پیش قدمی کا عمل منصوبے کے تحت جاری ہے اور مرنے والے روسی فوجیوں کے اہلخانہ کے لیے بھاری معاوضوں کا اعلان کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خصوصی فوجی آپریشن شیڈول کے مطابق جاری ہے، ہم نازیوں کی حامی سوچ کے خلاف جنگ میں ہیں لیکن میں اپنے اس یقین سے کبھی دستبردار نہیں ہوں گا کہ روس اور یوکرین کے عوام ایک لوگ ہیں۔ پیوٹن نے کہا کہ روسی فوجی نسلی گھوڑوں کی طرح بھرپور جرات سے لڑ رہے ہیں اور یوکرین میں مرنے والے روسی فوجیوں کے اہلخانہ کو بھاری معاوضے کی ادائیگی کا حکم دیا۔ یاد رہے کہ گزشتہ روز ہی روس نے پہلی مرتبہ جنگ میں ہونے والے جانی نقصان کی تفصیل جاری کی تھی اور بتایا تھا کہ اس جنگ میں اب تک اس کے 498 فوجی ہلاک ہو چکے ہیں البتہ یوکرین کا دعویٰ ہے کہ مرنے والے روسی فوجیوں کی تعداد کہیں زیادہ ہے۔

بقیہ 12

گریٹ ایڈونچرز پری ڈے کیئر سکول کے اندر موجود تھے۔ امدادی کارکنوں نے 14 بچوں اور عملے کے دو ارکان کو ایمبولینس کے ذریعے ہسپتال منتقل کیا جبکہ دیگر 5 بچوں کو ان کے والدین نے ہسپتال منتقل کیا۔ پولیس نے گاڑی کے ڈرائیور کو گرفتار کر لیا ہے۔

بقیہ 13

مطابق یہ پوسٹر کشمیر بچاؤ موومنٹ، سٹوڈنٹس اینڈ یوتھ فورم اور دیگر آزادی پسند گروپوں کی طرف سے چسپاں کیے گئے ہیں۔ پوسٹروں میں تحریر ہے کہ ''ہندوتوا سے متاثر بی جے پی اور اس کے ساتھیوں کی حمایت کرنا کشمیر کے ساتھ غداری کے مترادف ہے، یہ متحد ہو کر بھارتی قبضے کے خلاف آواز اٹھانے کا وقت ہے''۔ پوسٹروں میں لوگوں پر زور دیا گیا ہے کہ وہ ہندوتوا بی جے پی اور اس کے ساتھیوں کو جموں و کشمیر سے باہر پھینک دیں، مودی کی زیر قیادت فسطائی بھارتی حکومت مسلم اکثریتی جموں و کشمیر میں آبادی کا تناسب تبدیل اور بین الاقوامی برادری کو علاقے کی اصل زمینی صورتحال کے بارے میں گمراہ کر رہی ہے۔

بقیہ 14

گروپ نے انہیں مارا پیٹا گیا، ان کی تذلیل کی اور جے شری رام کا نعرہ لگانے پر مجبور کیا۔ کشمیر میڈیا سروس کے مطابق یہ واقعہ رواں برس 25 فروری کو جنوبی دہلی کے علاقے فتح پوری بیری میں پیش آیا تھا لیکن پادری Kelom Tet نے واقعے کی دو دن بعد میدان گڑھی پولیس اسٹیشن میں شکایت درج کرائی۔ دہلی پولیس نے تصدیق کی ہے کہ اسے 27 فروری کی شام کو پادری کی شکایت موصول ہوئی تھی۔ پولیس کا کہنا ہے کہ وہ شکایت کی تحقیقات کر رہی ہے۔ پینتیس سالہ پادری جو گزشتہ 18 برس سے جنوبی دہلی کے اسولا میں مقیم ہے، نے کہا کہ انہیں کہ 15 سال قبل بھی دہلی کی سنجے کالونی میں ایک نامعلوم گروہ نے نشانہ بنایا تھا۔

بقیہ 15

انداز سے اکسا رہا ہے جس طرح اس کا سلوک امریکہ کے ساتھ ہے۔ اہل کار کے مطابق اسی لیے واشنگٹن بھارت کی دفاعی صلاحیتوں کو مضبوط تر کرنے کے مقصد سے اپنی پیش رفت کو تیز کرنے کے لیے پرعزم ہے۔ بھارت اور چین کے تعلقات اس وقت انتہائی مشکل دور سے گزر رہے ہیں۔ مشرقی لداخ کی سرحد پر تنازعے کے سبب دونوں ملکوں کی افواج گزشتہ تقریباً ڈیڑھ برس سے ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہیں۔ فریقین میں کئی ادوار کی بات چیت کے باوجود کشیدگی میں کوئی خاص کمی نہیں آئی ہے۔ جنوبی ایشیا اور وسطی بھارت سے متعلق معاون سیکرٹری آف اسٹیٹ ڈونلڈ لو سینیٹ کی ایک ذیلی کمیٹی کے ارکان کو خطے کی صورت حال کے بارے میں بتا رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ جس انداز میں بڑھتی ہوئی اشتعال انگیزی کے ساتھ چین امریکہ کو للکار رہا ہے، وہ اسی طرح ہر موڑ پر بھارت کو بھی اکستا ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا، چونکہ چین نے سرحد پر حملے کے لیے ذمہ دار رجمنٹ کے کمانڈر کو اولمپک مشعل بردار کے طور پر منتخب کیا تھا اسی لیے بھارت نے بیجنگ اولمپک کھیلوں کا سفارتی بائیکاٹ بھی کیا۔ 2020ء میں مشرقی لداخ کی وادی گلوان میں ہونے والی ان جھڑپوں میں 20 بھارتی فوجی ہلاک ہوئے تھے۔ چین نے بھی اس جھڑپ میں اپنے چند فوجیوں کی ہلاکت کی تصدیق کی تھی۔ معاون سیکرٹری آف اسٹیٹ ڈونلڈ لو نے سینیٹ کی کمیٹی کو یہ بھی بتایا کہ چین کے چیلنجز سے نمٹنے کے لیے امریکا بھارت کی دفاعی قوت بڑھانے کی اپنی رفتار تیز تر کر رہا ہے۔ ان کا کہنا تھا، ہم اپنی دفاعی شراکت داری میں پیش رفت کو تیز تر کرنے اور چینی اشتعال انگیزیوں کو روکنے کے لیے بھارت کی صلاحیت کو مضبوط بنانے کے لیے پرعزم ہیں۔ اس سلسلے میں مضبوط بحری تعاون، بہتر معلومات اور انٹیلیجنس شیئرنگ کے ساتھ ہی خلائی اور سائبر اسپیس جیسے ابھرتے ہوئے میدانوں میں بھی ہم نے بھارت کے ساتھ تعاون کو بڑھا دیا ہے۔

بقیہ 16

حوالے سے بتایا ہے کہ گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران کورونا وائرس کے 502 نئے کیسز سامنے آئے ہیں جس کے بعد کورونا وائرس سے متاثرہ افراد کی مجموعی تعداد 8 لاکھ 81 ہزار 472 سے تجاوز کر گئی ہے۔ گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران صحت یاب ہونے والے افراد کی تعداد 1508 رہی اس طرح اب تک کل صحت یاب ہونے والے افراد کی مجموعی تعداد 8 لاکھ 38 ہزار 647 ہو چکی ہے۔ گزشتہ روز امارات میں کورونا سے کوئی موت واقع نہیں ہوئی اور اب تک کل اموات کی تعداد 2301 ہو گئی ہے۔ متحدہ عرب امارات کی وزارت صحت نے کہا کہ گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران کورونا کے 3 لاکھ 86 ہزار 656 نئے ٹیسٹ کیے جا چکے ہیں۔ دوسری جانب ایس پی اے کے مطابق قطر میں گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران کورونا وائرس کے 181 نئے کیسز رپورٹ ہوئے ہیں اور صحت یاب افراد کی مجموعی تعداد 337 ریکارڈ کی گئی ہے۔

بقیہ 17

گھنٹے حراست میں رکھا گیا اور زدوکوب کے بعد رہا کر دیا۔ گزشتہ روز مقبوضہ بیت المقدس میں اسرائیلی پولیس نے باب العمود کے علاقے میں قیدیوں کے حمایت میں جاری مظاہرے کو روکنے کے لیے متعدد مظاہرین پر تشدد کیا اور ایک نوجوان کو گرفتار کر لیا۔

بقیہ 18

معاملے پر میزبان اپنے ایک مہمان کا نام لے لے کر اس کی بات کاٹتا رہا، تو کتار ہا مگر خود کو چمپئن ظاہر کرنے والے میزبان کو یہ تک نہیں پتہ تھا کہ دو منٹ تک وہ جس کے پیچھے پڑا رہا اس نے ابھی تک کچھ بولا ہی نہیں تھا جس پر سوشل میڈیا پر صحافی کا مذاق اڑایا جانے لگا۔

بقیہ 19

زور دیا۔ سعودی میڈیا نے بتایا ہے کہ سعودی عرب نے روس یوکرین تنازع پر ثالثی کے لیے آمادگی ظاہر کی ہے۔ گفتگو کے دوران یوکرین کے بحران کے توانائی کی منڈیوں پر اثرات پر بھی تبادلہ خیال کیا گیا۔ سعودی ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان نے روسی صدر پیوٹن سے کہا کہ سعودی عرب یوکرین اور روس کے درمیان ثالثی کے لیے تیار ہے۔ انہوں نے کہا کہ فریقین کے درمیان ثالثی کے لیے تمام کوششیں بروئے کار لائیں گے۔ روسی صدر پیوٹن سے گفتگو میں سعودی ولی عہد نے تیل کی مارکیٹ میں استحکام برقرار رکھنے کے عزم کا اعادہ بھی کیا۔ سعودی ولی عہد نے تیل کی مارکیٹ میں توازن کے لیے اوپیک پلس کے کردار پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اوپیک پلس معاہدے کو برقرار رکھنا ضروری ہے۔

بقیہ 20

سے متاثرہ 201 نئی اموات ہوئی ہیں جس کے بعد ملک میں وائرس سے اموات کی مجموعی تعداد 514,589 ہو گئی ہے جبکہ وائرس سے 42,367,070 صحتیاب ہوئے ہیں اور 69,897 کیسز تاحال فعال ہیں۔ وزارت نے بتایا ہے کہ یہ مسلسل 39 واں دن ہے جب ملک میں ایکٹو کیسز کی تعداد میں کمی واقع ہوئی ہے۔

بقیہ 21

پولیس اہلکار سمیت 2 افراد ہلاک ہو گئے۔ نیو میکسیکو میں میڈیا سے گفتگو میں پولیس اہلکار نے بتایا ہے کہ سانتا فے میں 43 سالہ رابرٹ ڈوران نامی پولیس اہلکار پولیس کی گاڑی میں موٹر سائیکل سوار مشتبہ شخص کا تعاقب کر رہا تھا کہ اسی دوران ان کی گاڑی سامنے سے آنے والے ٹرک سے ٹکرا گئی جس کے نتیجے میں 62 سالہ فرینک لوواٹو نامی ٹرک ڈرائیور جو کہ ریٹائرڈ فائر فائٹر تھے اور پولیس اہلکار جائے وقوعہ پر ہی ہلاک ہو گئے۔ پولیس اہلکار نے بتایا کہ مشتبہ شخص موقع سے فرار ہو گیا ہے جس کی تلاش شروع کر دی گئی ہے۔

بقیہ 22

کے اہم تنصیبات آگ لگنے سے متاثر نہیں ہوئیں۔ فرسٹ لیڈی یا مس یوکرین، بندوق اٹھائے خاتون کون ہیں؟ بین الاقوامی جوہری توانائی ایجنسی نے کہا تھا کہ وہ جوہری پلانٹ سے متعلق یوکرین سے رابطے میں ہے۔ آئی اے ای اے نے ری ایکٹر کو نشانہ بنانے کی صورت میں 'شدید خطرے' سے خبردار کیا ہے۔ بین الاقوامی جوہری توانائی ایجنسی نے روس پر زور دیا ہے کہ وہ جوہری پاور پلانٹ پر حملہ بند کر دے۔ خبر رساں ادارے روئٹرز کے مطابق یوکرین کی ایمرجنسی سروس نے کہا تھا کہ روسی اور یوکرینی افواج کے درمیان شدید لڑائی کے دوران جوہری پاور پلانٹ کے باہر ایک ٹریننگ سینٹر میں آگ لگ گئی تھی۔ یوکرین کے صدر ولادیمیر زیلنسکی ماسکو پر 'جوہری دہشت' کا الزام عائد کر رہے ہیں۔ صدر ولادیمیر زیلنسکی نے ماسکو پر چرنوبل جوہری تباہی کو دہرانے کا الزام عائد کرتے ہوئے کہا ہے کہ انہوں نے امریکی صدر سمیت بین الاقوامی رہنماؤں سے اس سلسلے میں بات کی ہے۔ امریکی صدر جو بائیڈن نے پر زور دیا ہے کہ وہ یوکرین کے جوہری پلانٹ پر فائرنگ بند کر دے اور ہنگامی سروسز کی اجازت دے۔ جوہری پاور پلانٹ پر حملے بعد برطانیہ کے وزیراعظم بورس جانسن نے روس کے صدر ولادیمیر پوتن پر یورپ کو خطرے میں ڈالنے کا الزام لگایا ہے۔ برطانیہ کے وزیراعظم نے اقوام متحدہ کے سلامتی کونسل کا ہنگامی اجلاس طلب کر لیا ہے۔ یوکرین پر روس کے حملے کے بعد لاکھوں افراد ملک سے نکل چکے ہیں۔ دارالحکومت سمیت کئی شہروں میں لڑائی جاری ہے۔ جمعرات کو روسی فوج نے کہا کہ اس نے دو لاکھ 80 ہزار آبادی والے شہر خیرسن پر کنٹرول حاصل کر لیا ہے۔ روس مختلف محاذوں پر یوکرین پر حملہ جاری رکھے ہوئے ہے، اور مذاکرات کی پیش کش بھی کر رہا ہے۔

بقیہ 23

جس کے بعد ابتدا میں ان کی جانب سے طلاق کی وجہ کو بتانے سے گریز کیا گیا تھا۔ تاہم حال ہی میں بل گیٹس کی سابق اہلیہ ملینڈا نے ایک انٹرویو میں شوہر سے علیحدگی کی وجہ بتائی ہے۔ انٹرویو کے دوران ان کا کہنا تھا کہ علیحدگی کی وجہ صرف یہی ایک لمحہ یا چیز نہیں تھی، درحقیقت ایک وقت ایسا بھی آیا تھا جب مجھے احساس ہوا کہ اب ہمارا رشتہ اچھا نہیں رہا اور میں اب اس پر اعتماد نہیں کر سکتی جو ہم نے کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ویسے تو حالیہ عرصے میں انہوں نے بہت زیادہ آنسو بہائے اور غصہ کیا مگر اب وہ اپنے مستقبل کے لیے بہت زیادہ پرجوش ہیں۔ ملینڈا کا کہنا تھا 'میں نے زخموں کے بھرنے کے سفر کا آغاز کیا اور مجھے لگتا ہے کہ اب میں دوسری جانب جا رہی ہوں اور مجھے یہ بھی لگتا ہے کہ میں نے ایک باب کے صفحے کو پلٹ دیا ہے۔

بقیہ 24

عوام کے اچھے سلوک کو سراہا۔ یوکرینی عوام کے گھیرے میں موجود روسی فوجی کی روتے اور چائے پیتے ہوئے ماں سے بات کرنے کی ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہوگئی۔ یوکرین پر حملہ آور روسی فوجی کو گھیرے میں لینے کے باوجود یوکرینی عوام نے اسے تشدد کا نشانہ بنانے کے بجائے چائے اور کھانے کی اشیا پیش کر دیں۔ بات صرف یہیں ختم نہیں ہوئی بلکہ روسی فوجی کی بات اس کی ماں سے بھی کروائی۔ یوکرینی عوام کے حسن سلوک سے متاثر اور ماں سے بات کرنے کی خوشی نے روسی فوجی کو اتنا جذباتی کیا کہ وہ رونے لگا۔ روسی فوجی کی روتے ہوئے چائے پینے اور ماں سے بات کرنے کی ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہوگئی۔ سوشل میڈیا صارفین نے حالت جنگ میں بھی حملہ آور ملک کے فوجی سے یوکرینی عوام کے اچھے سلوک کو سراہا۔

بقیہ 25

صنعتی وسپلائی چین کو رواں دواں رکھنے میں اپنا اہم کردار ادا کیا ہے۔ جانگ اے سوئی نے کہا کہ ہمہ گیر عمل کی عوامی جمہوریت کے دو کلیدی الفاظ ہیں، ایک ''عوامی جمہوریت'' اور دوسرا ''ہمہ گیر عمل''۔ چین میں عوامی جمہوریت کی ترقی کے پورے عمل کیلئے نہ صرف ایک مکمل نظام اور طریقہ کار ہے بلکہ ایک مکمل شراکتی عمل بھی ہے، کوئی ملک جمہوری ہے یا نہیں، وہاں کے لوگوں کی رائے سے اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نئے دور میں چین اور امریکہ کے لیے باہمی احترام، پرامن بقائے باہمی اور مشترکہ مفادات کا تعاون ہی صحیح راستہ ہونا چاہیے، چین کی ترقی کو بہانے کے طور پر استعمال کرتے ہوئے چین کو ایک سٹریٹیجک حریف کے طور پر استعمال کرنا نہ صرف چین اور امریکہ کے درمیان باہمی اعتماد اور تعاون کو نقصان پہنچائے گا بلکہ امریکہ کے اپنے مفادات کو بھی نقصان پہنچے گا۔ نظریات کی بنیاد پر حدیں بنانا، "چھوٹے گروہ بنانا اور گروہی تصادم میں شامل ہونا یہ سب اس زمانے کے ترقی کے رجحان کے خلاف ہیں، اور یہ بالکل بھی قابل عمل نہیں ہیں۔ جانگ اے سوئی نے کہا کہ چین میں "معاشی جبر" کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ بین الاقوامی تجارت میں چین کبھی بھی کسی ملک یا کسی کاروباری ادارے کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں کرتا اور نہ ہی ''معاشی جبر'' کا کوئی مسئلہ موجود ہے۔

بقیہ 26

وزارت خارجہ کی ویب سائٹ پر شائع ہونے والے 10 ہزار الفاظ پر مشتمل ایک مضمون میں جس کا عنوان "امریکہ کے ریڈ انڈینز کی نسل کشی کے تاریخی حقائق اور حقیقت پسندانہ ثبوت" ہے، میں مقامی قبائل پر روا رکھے جانے والے المناک مظالم کی تفصیل دی گئی ہے جس سے بیرونی دنیا امریکہ کے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے بے شمار جرائم دیکھ سکتی ہے۔ بین الاقوامی قانون یا امریکی داخلی قوانین کے مطابق، امریکہ نے مقامی قبائل کے ساتھ جو کیا وہ سراسر نسل کشی کا عمل تھا۔ ایک عرصے سے امریکہ اپنے آپ کو "انسانی حقوق کا استاد" کہتا ہے، دوسرے ممالک کے اندرونی معاملات اور انسانی حقوق کے حالات میں ہر طریقے سے مداخلت کرتا ہے، لیکن اس نے اپنے ہی انسانی حقوق کی اپنی غلطیوں کو چھپانے کی پوری کوشش کی ہے، جس پر عالمی برادری کی طرف سے بڑے پیمانے پر تنقید کی گئی ہے۔ تاریخی ریکارڈ اور بہت سارے حقائق نے ثابت کیا ہے کہ نسل کشی ایک تاریخی داغ ہے جسے امریکہ کبھی صاف نہیں کر سکتا، اور اس کا "انسانی حقوق کے محافظ" کا نقاب بہت پہلے ہی اتر چکا ہے۔

بقیہ 27

گریزاں، 35 سال قبل ایوارڈ شدہ پانچ کنال اراضی کا معاملہ تین بڑھے گروپس میں ٹکراؤ کا باعث بننے لگا، قبضہ مافیا نے ایوارڈ شدہ رقبہ پر تھڑے اور شیلٹر تعمیر کر رکھے ہیں جبکہ ان پانچ کنالوں میں گاڑی کھڑی کرنے والوں سے بھتہ لینے کا انکشاف، ذرائع کے مطابق بااثر افراد کی جانب سے ایوارڈ شدہ رقبہ پر قبضہ دن بدن جھگڑوں کا باعث بننے لگا، اس سے قبل اس رقبہ کو لیکر کئی لڑائیاں ہو چکی ہیں تاہم کئی افراد زخمی بھی ہوئے تاہم کسی بھی وقت اس رقبہ پر قابض مافیا جو کہ راجپوت ہیں اور اسی جگہ دو بڑے گروپ مغل اور اعوان کے ہیں جن کے درمیان ٹکراؤ رہتا ہے، اگر حکومت اور ضلعی انتظامیہ ایوارڈ شدہ رقبے کو اپنی تحویل میں لیکر اس جگہ اڈاہ بنائے تو آئے روز گڑھی دوپٹہ بازار میں ٹریفک جام کا مسئلہ بھی حل ہو سکتا ہے، سول سوسائٹی نے ضلعی انتظامیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ ایوارڈ شدہ رقبہ سے قبضہ مافیا کو فی الفور ختم کر دیا جائے، اور کسی بھی سانحہ کے رونما ہونے سے قبل یہ اراضی سرکاری تحویل میں لے، اس حوالے سے کمشنر مظفر آباد ڈویژن اور ڈپٹی کمشنر مثبت کردار ادا کریں۔

بقیہ 28

موہ لینے والی ویڈیو شیئر کی ہے جس میں دیکھا جا سکتا ہے کہ پاکستانی سفارت خانے کے اندر بھارتی طلبہ کا ایک گروپ موجود ہے۔ پاکستانی سفارتخانے نے بھارتی طلبہ کو پناہ دینے کے علاوہ کھانا بھی فراہم کیا۔ خبر رساں ادارے ساؤتھ ایشین وائر کی ایک خبر میں کہا گیا کہ پاکستانی سفارت خانے نے بھارتی طلبہ کو ایک ایسے وقت میں پناہ دی جب انہیں خارکیف سے لیویو جانے کے لیے بھارتی سفارتخانے نے مدد کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ پاکستانی سفارتخانے کے اس عمل پر بھارتی طلبہ یوکرین میں تعینات پاکستانی Noel Israel Khokhar کو خراج تحسین پیش کر رہے ہیں۔ بھارت کے معروف صحافی اشوک سوین نے بھی مذکورہ ویڈیو ٹوئٹر پر شیئر کی ہے۔

بقیہ 29

حکومت نے پہلی بار خصوصی لوگوں کے لیے کھیلوں کی ترقی کے حوالے سے ایک وائٹ پیپر جاری کیا۔ اس میں تفصیلی اعداد و شمار اور کیسز کے ذریعے بتایا گیا کہ چین میں خصوصی لوگوں کے کھیلوں میں تیزی سے ترقی ہو رہی ہے۔ زیادہ سے زیادہ خصوصی افراد کھیلوں میں حصہ لے کر اپنے خوابوں کی تکمیل کر رہے ہیں جو خصوصی افراد کے حقوق اور مفادات کے احترام اور تحفظ میں چین کی نمایاں کامیابیوں کی عکاسی کرتا ہے۔ عام لوگوں کی طرح، خصوصی لوگ بھی ایک شاندار زندگی گزار سکتے ہیں، چین خصوصی لوگوں کے امور کو مزید ترقی دے گا اور خصوصی لوگوں کی ہمہ جہت ترقی اور مشترکہ خوشحالی کو فروغ دے گا۔ "چینی صدر شی جن پھنگ کے ان اہم ریمارکس نے خصوصی افراد کی بہتر زندگی کی خواہش کو پورا کرنے کی سمت کی نشاندہی کی ہے۔ چین میں خصوصی لوگوں سے متعلق امور کو اقتصادی اور سماجی ترقی کے قومی مجموعی منصوبے اور قومی انسانی حقوق کے ایکشن پلان میں شامل کیا گیا ہے اور خصوصی افراد کے لیے "مساوات اور اشتراک" کا ہدف بہتر طور پر حاصل کیا گیا ہے، جو انسانی حقوق کے تحفظ میں چین کی کامیابیوں کا واضح مظہر ہے۔

بقیہ 30

ویزا کی محدود فراہمی بحال کرنے کی بعض سہولیات شروع کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ قونصل خانہ صرف ان لوگوں کے ساتھ ملاقاتوں کا شیڈول بنائے گا جنہوں نے پہلے ہی مکمل دستاویزات کے ساتھ فائلیں جمع کروا رکھی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قونصل خانہ امریکی شہریوں کو ضروری سہولیات کی فراہمی اور ہنگامی بنیادوں پر نان امیگرینٹ ویزے بھی جاری کرے گا۔

امروز شوبز

اجے دیوگن اور اکشے کمار کی فلمیں ایک ہی تاریخ 3 جون کو ریلیز کی جائیں گی

فلم میدان میں سابق بھارتی فٹبال کوچ اور منیجر سید عبدالرحیم کا کردار نبھائیں گے

س اقدام کے بعد بالی ووڈ باکس آفس پر اجے دیوگن سے مقابلہ متوقع ہے

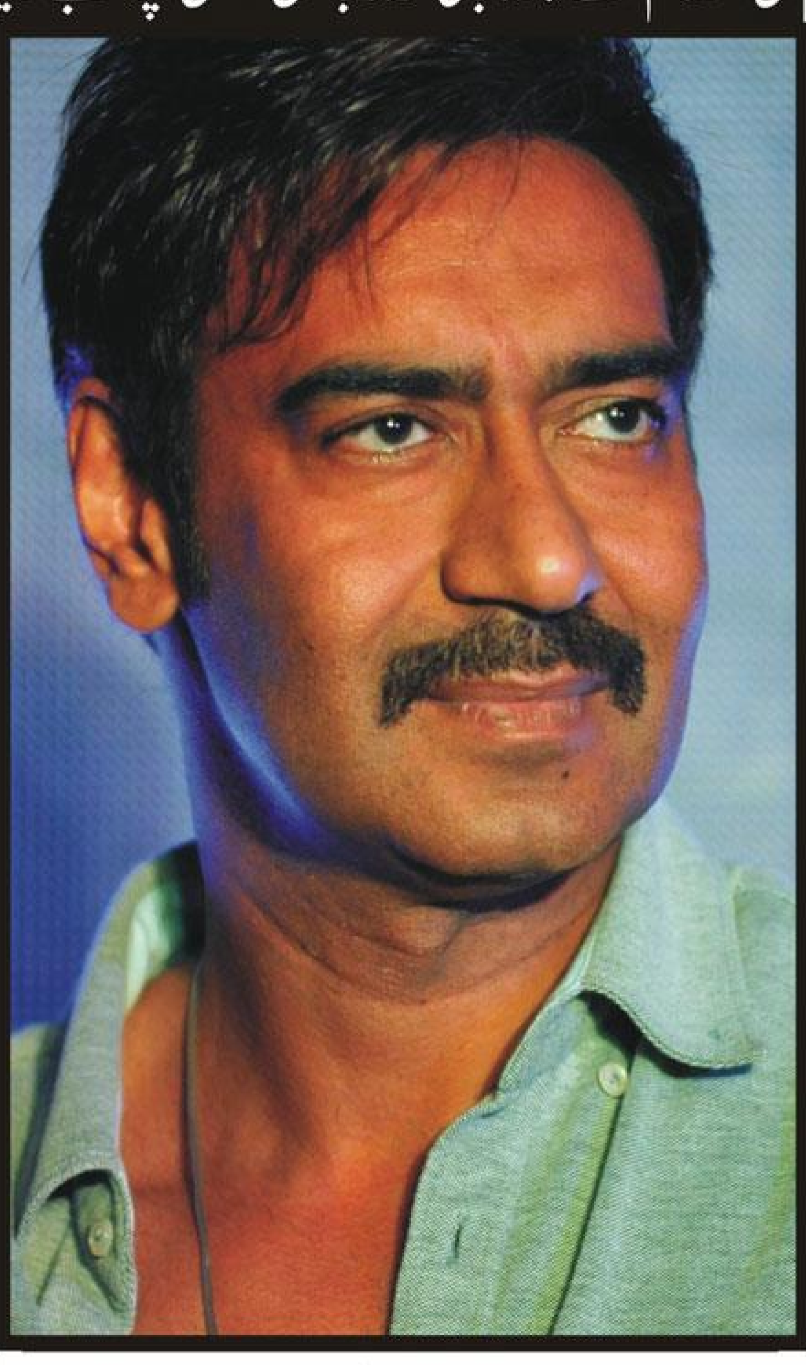

ممبئی (این این آئی) بالی ووڈ کے اسٹارز اجے دیوگن اور اکشے کمار کی فلمیں ایک ہی تاریخ 3 جون 2022 کو ریلیز کی جائیں گی۔ بھارتی میڈیا کی رپورٹ کے مطابق اجے کی فلم میدان اور اکشے کی پرتھوی راج رواں سال 3 جون کو سینما گھروں کی زینت بننے کے لیے تیار ہے، دونوں فلمیں ایک ہی دن ریلیز ہوں گی۔ رپورٹ میں بتایا گیا کہ فلم پرتھوی راج پروڈکشن کمپنی یش راج نے تیار کی ہے جس میں اکشے کمار کے ہمراہ مانوشی چلر، سنجے دت اور سونو سود سمیت دیگر اداکار اپنے جلوے بکھیریں گے۔ یہ فلم 10 جون 2022 کو ریلیز ہونا تھی بعد ازاں فلم سازوں نے ریلیز کی نئی تاریخ 3 جون مقرر کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس اقدام کے بعد بالی ووڈ باکس آفس پر اجے دیوگن سے مقابلہ متوقع ہے کیوں کہ ان کی فلم میدان بھی 3 جون کو ریلیز ہوگی۔ فلم میں بونی کپور نے بحیثیت پروڈیوسر اپنی خدمات انجام دیں جبکہ امت ترویدی نے اسے ڈائریکٹ کیا ہے۔ خیال رہے کہ مذکورہ دونوں فلموں کی کہانی حقیقی کرداروں کے گرد گھومتی ہے۔ اکشے کمار اپنی فلم میں بہادر بادشاہ پرتھوی راج چوہان کے کردار کے ساتھ جلوہ گر ہوں گے۔ اسی طرح اجے دیوگن اپنی فلم میدان میں سابق بھارتی فٹبال کوچ اور منیجر سید عبدالرحیم کا کردار نبھائیں گے۔ س اقدام کے بعد بالی ووڈ باکس آفس پر اجے دیوگن سے مقابلہ متوقع ہے کیوں کہ ان کی فلم میدان بھی 3 جون کو ریلیز ہوگی۔ فلم میں بونی کپور نے بحیثیت پروڈیوسر اپنی خدمات انجام دیں جبکہ امت ترویدی نے اسے ڈائریکٹ کیا ہے۔

ویب ٹی وی ''آپ'' کی لانچنگ میاں

کھڈیاں خاص (این این آئی) نئے ویب ٹی وی ''آپ'' کی لانچنگ تقریب، شوبز و صحافت سے وابستہ افراد کی شرکت، تفصیلات کے مطابق نئے ویب یوٹیوب چینل ''آپ ٹی وی'' کی لانچنگ تقریب گذشتہ روز دیوان منظور مارکی میں منعقد کی گئی جس میں شوبز و صحافت سے وابستہ شخصیات نے شرکت کی جن میں میاں عثمان، شیر میانداد خان، حیدر سلطان، غفار لہری، بیراج، رضوان رضی، شیزہ ملک، حیام خان، جرار رضوی، نادیہ خان، شاہ رخ، عمران نیازی، کامران سکندر، شرافت گوگا، ملک آصف شہزاد، ندیم نظر، حسن عباس زیدی، شاہد لطیف بیگ، روبی شہزاد و دیگر شریک تھے۔ شرافت گوگا، ملک آصف شہزاد، ندیم نظر، حسن عباس زیدی، شاہد لطیف بیگ، روبی شہزاد و دیگر شریک تھے۔ ویب ٹی وی آپ کی لانچنگ میاں۔

سشمیتا سین نے بالی ووڈ میں فلمیں نہ ملنے کی وجہ بتا دی

ہچکچاتی ہوں اس کے علاوہ اس کام میں مہارت بھی نہیں رکھتی

ممبئی (این این آئی) بالی ووڈ کی معروف اداکارہ سشمیتا سین نے کہا ہے کہ انہیں بالی ووڈ فلموں میں کردار اسلیے نہیں مل رہا ہے کیونکہ وہ اس مقصد کے لیے نیٹ ورکنگ بنانے سے ہچکچاتی ہیں، اس کے علاوہ وہ اس کام میں مہارت بھی نہیں رکھتیں۔ بھارتی میڈیا کی رپورٹ کے مطابق ایک انٹرویو میں 47 سالہ سشمیتا نے گزشتہ دس برسوں سے فلمی دنیا سے اپنی غیر حاضری پر گفتگو کی اور اس کی وجہ بتائی کہ انہیں بالی ووڈ واپسی پر کردار کیوں نہیں مل رہے۔ 1994 کی مس یونیورس اور چند برس قبل تک ایک کامیاب فلمی کیریئر کی حامل سشمیتا سین کو ان کے نقاد اور فلم بین دونوں ہی پسند کرتے رہے ہیں، لیکن فلمی دنیا سے دور رہنے کے بعد اب جبکہ ان کی واپسی ہوئی ہے تو انہیں ایسا محسوس ہو رہا ہے۔

سنی لیونی اسپائے تھرلر ویب سیریز ''انامیکا'' میں کام کر رہی ہیں

سیریز ایم ایکس پلیئر اسٹریمنگ ویب سائٹ پر 10 مارچ سے دکھائی جائے گی

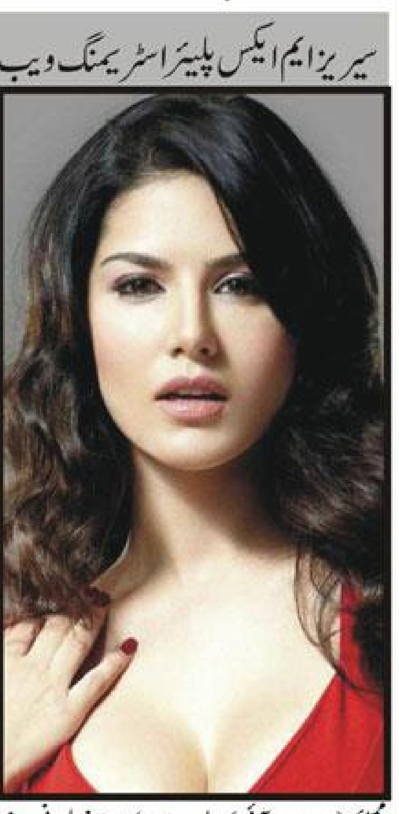

ممبئی (این این آئی) بالی ووڈ اداکارہ سنی لیونی نے ایک انٹرویو کے دوران بتایا ہے کہ وہ سوشل میڈیا پر تنقید کرنے والوں کے ساتھ کیا کرتی ہیں۔ بدقسمتی سے سوشل میڈیا پر کی جانے والی تنقید جسے ''سوشل میڈیا ٹرولنگ'' بھی کہا جاتا ہے اب بہت عام ہوگئی ہے۔ یہ بات کوئی راز نہیں کہ بالی ووڈ اداکار روزانہ کی بنیاد پر ٹرولنگ کا شکار ہوتے ہیں۔ اور کبھی کبھی تو سوشل میڈیا پر کی جانے والی تنقید اداکاروں کی زندگی پر اتنی زیادہ اثر انداز ہوتی ہے وہ خود کو روک نہیں پاتے اور ان پر بلاوجہ تنقید کرنے والوں کو کھری کھری سنا دیتے ہیں۔ حال ہی میں ایک انٹرویو کے دوران جب سنی لیونی سے اس حوالے سے پوچھا گیا کہ آپ سوشل میڈیا پر ہونے والی تنقید یا ٹرولنگ کا سامنا کیسے کرتی ہیں؟ تو انہوں نے اس کا تفصیلی جواب دیتے ہوئے دیگر فنکاروں کو بھی تنقید نگاروں سے نمٹنے کا طریقہ بتایا۔ سنی لیونی نے بتایا کہ سوشل میڈیا پر تنقید کرنے والے صارفین سے انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ وہ ان کی زندگی کا حصہ نہیں ہیں۔ اداکارہ نے بتایا اگر کوئی سوشل میڈیا پر کسی پر تنقید کرتا ہے تو اس کا مقصد سراسر توجہ حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اسلیے ان تنقید نگاروں کا سامنا کرنے کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ ان کے کمنٹس کو نہ پڑھا جائے اور انہیں ''بلاک'' کر دیا جائے۔ لہذا میں سوشل میڈیا پر ٹرول کرنے والوں کو بلاک کر دیتی ہوں۔ سنی لیونی نے مزید بتایا کہ سوشل میڈیا پر بیٹھ کر تنقید کرنے والے صارف ان فنکاروں کے پیچھے جاتے ہیں جو ان سے سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ ان کا مقصد صرف اور صرف توجہ حاصل کرنا ہوتا ہے۔ یہ چھوٹے بچوں کی طرح ہوتے ہیں جو توجہ چاہتے ہیں اب چاہے وہ اچھی چیز سے ملے یا بری چیز سے۔ واضح رہے کہ سنی لیونی اسپائے تھرلر ویب سیریز ''انامیکا'' میں کام کر رہی ہیں جو ایم ایکس پلیئر اسٹریمنگ ویب سائٹ پر 10 مارچ سے دکھائی جائے گی۔ اس ویب سیریز کو وکرم بھٹ نے ڈائریکٹ کیا ہے۔

''مسز اینڈ مسٹر شمیم'' کا ٹریلر سامنے آگیا

یہ ویب سیریز 11 مارچ کو زی فائیو میں پیش کی جائے گی

کراچی (این این آئی) اداکار نعمان اعجاز اور مقبول اداکارہ صبا قمر کی ویب سیریز ''مسز اینڈ مسٹر شمیم'' کا ٹریلر جاری کر دیا گیا ہے۔ یہ 2 دوستوں کی محبت کی کہانی ہے جو شادی کے بندھن میں بندھ جاتے ہیں۔ بھارتی اسٹریمنگ ویب سائٹ زی 5 ہر اس ویب سیریز کو 20 اقساط میں نشر کیا جائے گا۔ ٹریلر میں ایک منفرد کہانی کا عندیہ ملتا ہے کہ جو پاکستانی ڈراموں میں نظر نہیں آتی۔ جیسے ایک مضبوط خاتون (صبا قمر) اور نرم مزاج مرد (نعمان اعجاز) کیسے پہلے دوست اور پھر شریک حیات بن جاتے ہیں۔ ویب سیریز کی کہانی نجی گل نے لکھی ہے جبکہ ہدایات کاشف نثار نے دی ہیں۔ کاشف نثار کو مقبول ڈراموں دم پخت آتش عشق اور اور نگر یزا کے کردار کے بارے میں بات کرتے ہوئے بتایا کہ وہ بے خوف، مضبوط اور اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے خوفزدہ نہ ہونے والی لڑکی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کردار کو ادا کرنا بہت پرجوش اور چیلنجنگ تھا کیونکہ یہ ان کرداروں سے بالکل مختلف ہے جو میں نے پہلے کیے۔ نعمان اعجاز نے کہا کہ شمیم کسی عام ہیرو جیسا نہیں جو ڈراموں یا فلموں میں نظر آتا ہے، وہ نرم دل، خیال رکھنے والا مرد ہے، جو عکاسی کرتا ہے کہ ایک مثالی مرد کیسا ہوتا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ اس سیریز کے دوران آپ دیکھیں گے کہ وہ کس طرح احترام، محبت اور خاندان اور دوستوں کے لیے فکرمند ہوتا ہے مگر اس کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ مذکورہ ویب سیریز کا پہلا نام من جوگی رکھا گیا تھا مگر نام کو بدل دیا گیا ہے۔

انٹرٹینمنٹ کو زیادہ سنجیدگی سے نہیں لینا چاہیے، فرحان سعید

لاہور (این این آئی) اداکار و گلوکار فرحان سعید نے آج کل کے ڈراموں پر تنقید کرنیوالے صارفین کو جواب دے دیا۔ فرحان سعید نے حال ہی میں ایک ویب شو میں بطور مہمان شرکت کی، جہاں انہوں نے آج کل ٹی وی ڈراموں میں دکھائے جانے والے مواد کے بارے میں بات کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے اکثر لوگ پوچھتے ہیں کہ ہم کیا دکھا رہے ہیں اور کیا سکھا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان کا تعلق انٹرٹیمنٹ انڈسٹری سے ہے نا کہ شعبہ تعلیم سے کہ ہم آپ کو ہمیشہ اچھا پیغام ہی دیں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ لوگوں کو انٹرٹیمنٹ کو اتنا زیادہ سنجیدگی سے نہیں لینا چاہیے، ہم لوگوں کو وہی سب کچھ دکھاتے ہیں جو معاشرے میں ہوتا ہے۔ اداکار کا کہنا ہے کہ اس طرح کے پراجیکٹس کو روکنے اور ان پر پابندی لگا کر آنکھیں بند کر سکتے ہیں۔

''عشرت میڈ ان چائنا'' زبردست نمائش کے لئے پیش کر دی گئی

کھڈیاں خاص (این این آئی) ''عشرت میڈ ان چائنا'' (IMIC) وہ فلم ہے جس کا شائقین بے چینی سے انتظار کر رہے تھے اور بالآخر ان کا یہ انتظار فلم کے شاندار پریمئر کے ساتھ ختم ہوا جب کہ شائقین اس فلم کو کل سے پاکستان بھر کے سینماؤں میں دیکھ سکیں گے۔ ایک الف اور الیون الیون فلمز کی پروڈیوس کردہ اور محب مرزا کی ہدایت کاری میں بننے والی اس فلم کے نمایاں ستاروں میں صنم سعید، محب مرزا، حسن شہریار یاسین (HSY)، سارہ لورین، شمعون عباسی، امام سید، شبیر جان، مصطفیٰ چوہدری، مانی اور علی کاظمی شامل ہیں۔ پریمئر میں فلم کی کاسٹ کے علاوہ بے شمار مشہور شخصیات بشمول احمد بٹ، نادیہ حسین، مصباح خالد، سیمی پاشا، نومی انصاری اور جمی انجینئر نے شرکت کی۔ عشرت میڈ ان چائنا زبردست نمائش کے لئے پیش کر دی گئی۔

آصف رحمان کا گیت ''تیری اکھیاں دے وچ ڈھا پیار'' ریکارڈ کروا دیا

کھڈیاں خاص (این این آئی) معروف گلوکارہ حمیرا چنا نے شاعر آصف رحمان کا لکھا ہوا نیا سرائیکی گیت ''تیری اکھیاں دے وچ ڈھا پیار'' ریکارڈ کروا دیا۔ تفصیلات کے مطابق اس نئے گانے کی ریکارڈنگ گذشتہ روز مقامی سٹوڈیو میں مکمل کی گئی اس گانے کا میوزک وقار احمد نے ترتیب دیا تھا۔ اس موقع پر بات چیت کرتے ہوئے حمیرا چنا نے کہا کہ ان کا یہ گانا نامور شاعر آصف رحمان کا لکھا ہوا ایک سرائیکی گیت ہے۔ جس کا آڈیو آج مکمل کیا گیا ہے انشاء اللہ اس کی ویڈیو بھی جلد تیار کی جائیگی۔ ایک سوال کے جواب میں حمیرا چنا نے کہا کہ وہ اب بہت کم گانے ریکارڈ کروا رہی ہیں مگر جتنے بھی کروا رہی ہیں وہ سب سلیکٹو اور معیاری شاعری پر مبنی ہیں کیونکہ سننے والے ان سے اچھا سننے کی امید رکھتے ہیں۔

سنجے کپور کی بیٹی شنایا کپور فلموں میں انٹری کے لیے تیار

اداکارہ جھانوی کپور کی فلم میں بطور رسسٹنٹ ڈائریکٹر کام کر چکی ہیں

ممبئی (این این آئی) بالی ووڈ کی ایک اور اسٹار کڈ اداکار سنجے کپور کی بیٹی شنایا کپور فلموں میں انٹری کے لیے تیار ہے۔ شنایا کپور اداکار سنجے کپور کی بیٹی اور انیل کپور کی بھتیجی ہیں۔ شنایا کپور کو بالی ووڈ میں پروڈیوسر اور ڈائریکٹر کرن جوہر لانچ کرنے جا رہے ہیں جو اس سے قبل کئی اسٹار کڈز کو لانچ کر چکے ہیں۔ کرن جوہر نے شنایا کپور کی پہلی فلم ''بے دھڑک'' کا پوسٹر اپنے سوشل میڈیا اکاؤنٹ پر شیئر کیا ہے۔ فلم میں شنایا کپور کے ساتھ اداکار لکشیا اور گرفتح سنگھ بھی نظر آئیں گے۔ فلم کو ششانک کھیتان ڈائریکٹ کریں گے۔ فلم کب ریلیز کی جائے گی اس حوالے سے فی الحال تفصیلات منظر عام پر نہیں آئی ہیں۔ واضح رہے کہ شنایا کپور فلم میں اداکاری کرنے سے قبل اداکارہ جھانوی کپور کی فلم ''گنجن سکسینا: دی کارگل گرل'' میں بطور اسسٹنٹ ڈائریکٹر کام کر چکی ہیں۔ بالی ووڈ کی ایک اور اسٹار کڈ اداکار سنجے کپور کی بیٹی شنایا کپور فلموں میں انٹری کے لیے تیار ہے۔ شنایا کپور اداکار سنجے کپور کی بیٹی اور انیل کپور کی بھتیجی ہیں۔ شنایا کپور کو بالی ووڈ میں پروڈیوسر اور ڈائریکٹر کرن جوہر لانچ کرنے جا رہے ہیں جو اس سے قبل کئی اسٹار کڈز کو لانچ کر چکے ہیں۔ کرن جوہر نے شنایا کپور کی پہلی فلم ''بے دھڑک'' کا پوسٹر اپنے سوشل میڈیا اکاؤنٹ پر شیئر کیا ہے۔ فلم میں شنایا کپور کے ساتھ اداکار لکشیا اور گرفتح سنگھ بھی نظر آئیں گے۔ فلم کو ششانک کھیتان ڈائریکٹ کریں گے۔ فلم کب ریلیز کی جائے گی اس حوالے سے فی الحال تفصیلات منظر عام پر نہیں آئی ہیں۔

مہک علی نے لاہور قلندر کی کامیابی پر نیا گانا ''لاہور قلندر کون اے'' گیا

مستقبل میں بھی امن کے لئے پاکستان اپنا کردار ادا کرتا رہے گا

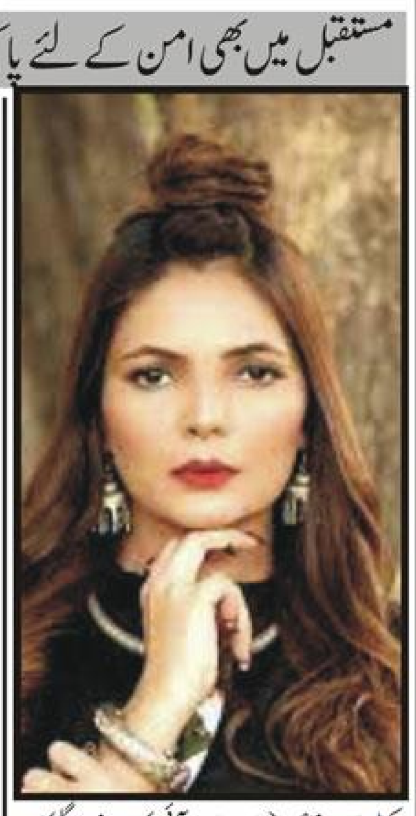

کھڈیاں خاص (این این آئی) معروف گلوکارہ مہک علی نے پی ایس ایل میں لاہور قلندر کی شاندار فتح کے موقع پر لاہور قلندر کے مداحوں کے لیئے اپنا نیا ویڈیو سونگ ''لاہور قلندر کون اے'' کو ریلیز کر دیا۔ قلندر کی شاندار فتح کے موقع پر ریلیز ہونے والے ویڈیو کو شائقین کی جانب سے بے حد پذیرائی حاصل ہو رہی ہے اس ویڈیو سونگ کو گلوریس پروڈکشن نے تیار کیا ہے جبکہ اس کا میوزک ایڈرین ڈیوڈ اور بلال واجد نے ترتیب دیا ہے اس گانے کی شاعری علی زریون نے لکھی ہے ایک ملاقات کے دوران گلوکارہ مہک علی نے کہا کہ گذشتہ کئی سالوں سے لاہور قلندر کو سپورٹ کر رہی ہوں اس ٹیم کی محبت میں اس کے مداحوں کے لیئے یہ نیا ویڈیو گانا بطور ٹریبیوٹ پیش کیا ہے لاہور قلندر کی شاندار فتح پر جہاں اہلیان لاہور بے حد خوش ہیں وہی مجھے بھی اس پی ایس ایل ترانے کی کامیابی پر بے حد خوشی ہو رہی ہے ایک دن کے اندر سوشل میڈیا پر اس ویڈیو کو پسند کرنے والوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی ہے انہوں نے کہا کہ پی ایس ایل کے شاندار انعقاد پر اپنی پاک فوج سیکورٹی اداروں اور پی سی بی کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں جن کی وجہ سے کروڑوں شائقین کرکٹ کے چہروں پر خوشیاں دیکھنے کو ملی ہے انہوں نے کہا کہ مخصوص لابی پاکستان کو دنیا میں بدنام کرنے کے لئے اربوں روپے خرچ رہی ہے مگر پاکستان کے دشمنوں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پوری دنیا میں پاکستان اپنے کردار سے ایک نمایاں مقام کا حامل رہا ہے اور مستقبل میں بھی امن کے لئے پاکستان اپنا کردار ادا کرتا رہے گا۔ جن کی وجہ سے کروڑوں شائقین کرکٹ کے چہروں پر خوشیاں دیکھنے کو ملی ہے انہوں نے کہا کہ مخصوص لابی پاکستان کو دنیا میں بدنام کرنے کے لئے اربوں روپے خرچ رہی ہے مگر پاکستان کے دشمنوں کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پوری دنیا میں پاکستان اپنے کردار سے ایک نمایاں مقام کا حامل رہا ہے

Imroz Sports

امروز کھیل

آسٹریلیا کرکٹ بورڈ کے چیف ایگزیکٹو نے پاک آسٹریلیا سیریز کو تاریخی قرار دیدیا

آسٹریلیا کا دورہ پاکستان ورلڈ ٹیسٹ چیمپئن شپ کیلئے اہم ہے، جیف

پاکستان میں کرکٹ کی تیاریاں دیکھ کر اعتماد مزید بڑھا ان سے دونوں کے درمیان دوستی کو بھی فروغ ملیگا

پاکستان اور آسٹریلیا کے درمیان سیریز کرکٹ سے بڑھ کر ہے، حالیہ سیریز سے دنیا کو مثبت اور مضبوط پیغام جائے گا، چیف ایگزیکٹو پاکستان کرکٹ بورڈ راولپنڈی (این این آئی) آئی سی سی کے چیف ایگزیکٹو جیف الارڈائس، آسٹریلیا کرکٹ چیف نک ہلکے اور پاکستان کرکٹ بورڈ کے چیف ایگزیکٹو فیصل حسنین نے پاکستان اور آسٹریلیا کے درمیان سیریز کو تاریخی قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان میں کرکٹ کی تیاریاں دیکھ کر اعتماد مزید بڑھا، سیریز سے پاکستان اور آسٹریلیا کے درمیان دوستی کو بھی فروغ ملے گا، پاکستان اور آسٹریلیا کے درمیان سیریز کرکٹ سے بڑھ کر ہے، حالیہ سیریز سے دنیا کو مثبت اور مضبوط پیغام جائے۔ جمعہ کو پاکستان اور آسٹریلیا کے درمیان پہلے ٹیسٹ میچ سے قبل آئی سی سی کے چیف ایگزیکٹو جیف الارڈائس، پاکستانی کرکٹ بورڈ کے چیف ایگزیکٹو فیصل حسنین، آسٹریلیا کرکٹ کے چیف ایگزیکٹو نک ہلکے پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے

راولپنڈی، بارش کے باعث پچ کو گراؤنڈ سٹاف کورز سے ڈھانپ رہا ہے

ایرن ہالینڈ نے پاکستان اور آسٹریلیا ٹیسٹ میچ دیکھنے کی تصویر شیئر کر دی

راولپنڈی (این این آئی) آسٹریلیا سے تعلق رکھنے والی 32 سالہ ایرن ہالینڈ نے پاکستان میں ہونے والے پاکستان اور آسٹریلیا کے درمیان پہلے ٹیسٹ کے پہلے روز کا میچ دیکھنے کی تصویر شیئر کر دی۔ راولپنڈی میں پہلے ٹیسٹ کے آغاز کے بعد انہوں نے ٹوئٹر پر مختلف ٹوئٹس شیئر کیے اور بتایا کہ پاکستان کرکٹ ٹیم آسٹریلوی ٹیم کے خلاف مستحکم دکھائی دے رہی ہے۔ ایرن نے انسٹاگرام اسٹوری میں میچ دیکھتے ہوئے ایک تصویر شیئر کی اور کہا کہ یہ سیریز شاندار ہوگی۔ ایک اور ٹوئٹ میں انہوں نے کہا کہ مائیک بیسمین اور وقار یونس دوبارہ ایکشن میں آگئے ہیں۔ آسٹریلیا سے تعلق رکھنے والی 32 سالہ ایرن ہالینڈ نے پاکستان میں ہونے والے پاکستان اور آسٹریلیا کے درمیان پہلے ٹیسٹ کے پہلے روز کا میچ دیکھنے کی تصویر شیئر کر دی۔ راولپنڈی میں پہلے ٹیسٹ کے آغاز کے بعد انہوں نے ٹوئٹر پر مختلف ٹوئٹس شیئر کیے اور بتایا کہ پاکستان کرکٹ ٹیم آسٹریلوی ٹیم کے خلاف مستحکم دکھائی دے رہی ہے۔ ایرن نے انسٹاگرام اسٹوری میں میچ دیکھتے ہوئے تصویر شیئر کی اور کہا کہ یہ سیریز شاندار ہوگی۔

گردونواح میں ڈیوٹی پر مامور افسران و اہلکاروں کو چیک کیا

افسران و اہلکار سیکورٹی و ٹریفک فرائض سرانجام دیتے رہے

راولپنڈی (این این آئی) سی پی او عمر سعید ملک نے کرکٹ سٹیڈیم کے دورے کے دوران کرکٹ سٹیڈیم اور گردونواح میں ڈیوٹی پر مامور افسران و اہلکاروں کو چیک کیا۔ جمعہ پاکستان اور آسٹریلیا کے درمیان میچ کے دوران ایس ایس پی انویسٹی گیشن، ایس ایس پی آپریشنز اور سینئر افسران نے سیکورٹی انتظامات پر بریفنگ دی، سی پی او نے پوائنٹ ٹو پوائنٹ ڈیوٹی کو خود چیک کیا اور افسران کو ہدایات دیں، سی پی او نے کرکٹ ٹیمز کو اپنی نگرانی میں سٹیڈیم پہنچایا۔ انہوں نے بتایا کہ کرکٹ ٹیمز، آفیشلز، شائقین کرکٹ اور سٹیڈیم کی فول پروف سیکورٹی انتظامات کئے گئے ہیں۔ پاک آسٹریلیا سیریز کے پہلے ٹیسٹ میچ کیلئے راولپنڈی پولیس کے 4500 سے زائد افسران و اہلکار سیکورٹی و ٹریفک فرائض سر انجام دیتے رہے۔ سی پی او عمر سعید ملک نے کہا کہ انٹرنیشنل کرکٹ ایونٹ کا انعقاد خوش آئند ہے، سیکورٹی انتظامات کے ساتھ ساتھ ٹریفک کی بلا تعطل روانی کو بھی یقینی بنایا جا رہا ہے۔ سی پی او عمر سعید ملک نے کرکٹ سٹیڈیم کے دورے کے دوران کرکٹ سٹیڈیم اور گردونواح میں ڈیوٹی پر مامور افسران و اہلکاروں کو چیک کیا۔ جمعہ پاکستان اور آسٹریلیا کے درمیان میچ کے دوران ایس ایس پی انویسٹی گیشن، ایس ایس پی آپریشنز اور سینئر افسران نے سیکورٹی انتظامات پر بریفنگ دی، سی پی او نے پوائنٹ ٹو پوائنٹ ڈیوٹی کو خود چیک کیا اور افسران کو ہدایات دیں، سی پی او نے کرکٹ ٹیمز کو اپنی نگرانی میں سٹیڈیم پہنچایا۔ انہوں نے بتایا کہ کرکٹ ٹیمز، آفیشلز، شائقین کرکٹ اور سٹیڈیم کی فول پروف سیکورٹی انتظامات کئے گئے ہیں۔ پاک آسٹریلیا سیریز کے پہلے ٹیسٹ میچ کیلئے راولپنڈی پولیس کے 4500 سے زائد افسران و اہلکار سیکورٹی و ٹریفک فرائض سرانجام دیتے رہے۔ سی پی او عمر سعید ملک نے کہا کہ انٹرنیشنل کرکٹ ایونٹ کا انعقاد خوش آئند ہے۔

پاک آسٹریلیا سیریز، ٹیسٹ میچ کے شائقین کیلئے تین پارکنگ ایریا قائم

پارکنگ سے سٹیڈیم تک کی رسائی کیلئے شٹل سروس کی سہولت فراہم کی جاتی رہی

راولپنڈی (این این آئی) پاکستان اور آسٹریلیا کے درمیان ٹیسٹ میچ کے شائقین کیلئے تین پارکنگ ایریا قائم کئے گئے۔ تفصیلات کے مطابق آسٹریلیا کی ٹیم چوبیس سال بعد پاکستان میں آکر کھیل رہی ہے، اس سلسلے میں دونوں ٹیموں کے درمیان پہلا میچ جمعہ سے راولپنڈی میں شروع ہو چکا ہے۔ ٹریفک پولیس کے مطابق راولپنڈی ٹیسٹ کے لیے تین پارکنگ ایریا قائم کیے گئے ہیں۔ راولپنڈی ٹریفک پولیس کے مطابق کار پارکنگ سول ایویشن گراؤنڈ راول روڈ اور گریجویٹ کالج سیٹلائیٹ ٹاؤن میں کرانے کا فیصلہ کیا گیا۔ گریجویٹ کالج سیٹلائیٹ ٹاؤن کی پارکنگ کا داخلہ ففتھ روڈ مین گیٹ سے رکھا گیا۔ راولپنڈی ٹریفک پولیس کے مطابق موٹر سائیکل پارکنگ کیلئے راول پارک کے اندر نزد شاہین چوک اور ایویشن گراؤنڈ مختص کی گئی ہے، ٹریفک پولیس کے مطابق پارکنگ سے سٹیڈیم تک کی رسائی کیلئے شٹل سروس کی سہولت فراہم کی جاتی رہی۔ راولپنڈی ٹریفک پولیس کے مطابق موٹر سائیکل پارکنگ کیلئے راول پارک کے اندر نزد شاہین چوک اور ایویشن گراؤنڈ مختص کی گئی ہے

پاک آسٹریلیا سیریز، سیکورٹی کے انتہائی سخت انتظامات

اسٹیڈیم کے گردونواح کی عمارتوں پر سیکورٹی فرائض سرانجام دیئے

راولپنڈی (این این آئی) پاکستان اور آسٹریلوی کرکٹ ٹیموں کے مابین راولپنڈی میں کھیلے جانے والے پہلے ٹیسٹ میچ کیلئے سیکورٹی کے انتہائی سخت انتظامات کئے گئے، پاک فوج اور رینجرز سمیت پولیس کے ساڑھے چار ہزار سے زائد اہلکار وافسران کرکٹ اسٹیڈیم جانیوالے راستوں اور گردونواح کی عمارتوں پر سیکورٹی فرائض سرانجام دیتے رہے۔ تفصیلات کے مطابق 24 سال بعد پاکستان کے دورے پر آنے والے آسٹریلوی کرکٹ ٹیم کی حفاظت کیلئے غیر ملکی صدر کے درجے کی سیکورٹی کے انتظامات کئے گئے ہیں، اسٹیڈیم تک جانیوالے راستوں پر سخت نگرانی کی جاتی رہی۔ اس موقع پر شائقین نے کرکٹ کی بحالی پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ سیکورٹی انتظامات دیکھ کر اچھا لگا، اس سے بیرون ممالک کی ٹیموں کو بھی بہترین میسج جائے گا۔

پاک آسٹریلیا سیریز، پاکستان میں انٹرنیشنل کرکٹ کی رونقیں بحال

پاکستانیوں کے ساتھ غیر ملکی بھی پاکستانی کرکٹ کے دیوانے نکلے

اسلام آباد (این این آئی) آسٹریلیا کرکٹ ٹیم کی چوبیس سال بعد آمد پر پاکستان میں انٹرنیشنل کرکٹ کی رونقیں بحال ہوگئیں، پاکستانیوں کے ساتھ ساتھ غیر ملکی بھی پاکستانی کرکٹ کے دیوانے نکلے، شہریوں کیساتھ عوامی نمائندے بھی سٹیڈیم میں ٹیم کو سپورٹ کرنے پہنچے۔ تفصیلات کے مطابق آسٹریلیا کرکٹ ٹیم کی چوبیس سال بعد پاکستان آمد پر کرکٹ کی رونقیں بحال ہوگئیں، آسٹریلیا ٹیم کو خوش آمدید کہنے کیلئے شائقین کرکٹ کی جانب سے پرجوش استقبال کیا گیا، ہاتھوں میں پاکستانی پرچم تھامے بڑے، بچے نوجوان، خواتین سب ہی اسٹیڈیم پہنچے۔ پاکستانیوں کے ساتھ آسٹریلیا کی ٹیم کی حوصلہ افزائی کیلئے آسٹریلین شہری بھی پہنچے اور پرجوش دکھائی دیئے۔ دوسری جانب وفاقی وزیر اطلاعات فواد چوہدری اور گورنر سندھ عمران اسماعیل بھی ٹیم کا حوصلہ بڑھانے گراؤنڈ میں پہنچے اور دونوں ٹیموں کے درمیان ہونے والا میچ دیکھا پاکستانیوں کے ساتھ آسٹریلیا کی ٹیم کی حوصلہ افزائی کیلئے آسٹریلین شہری بھی پہنچے اور پرجوش دکھائی دیئے پاک آسٹریلیا سیریز، پاکستان کی رونقیں بحال۔

لاہور، صوبائی وزیر کھیل امور نوجوانان رائے تیمور خان بھٹی کا لندن میڈیا کرکٹ کلب کی ٹیم کیساتھ تقریب کے موقع پر گروپ فوٹو

آسٹریلیا کے لیجنڈری وکٹ کیپر راڈنی مارش 74 سال کی عمر میں انتقال کر گئے

355 شکار کیے جوان کی ریٹائرمنٹ کے وقت ایک عالمی ریکارڈ تھا

سڈنی (این این آئی) آسٹریلیا کے لیجنڈری وکٹ کیپر راڈنی مارش 74 برس کی عمر میں انتقال کر گئے، انہوں نے 96 ٹیسٹ اور 92 ون ڈے انٹرنیشنل میں اپنے ملک کی نمائندگی کی۔ لیجنڈری وکٹ کیپر راڈنی مارش کو گزشتہ روز دل کا دورہ پڑا جس سے وہ صحتیاب نہ ہو سکے اور 74 سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ مارش نے 1970 سے 1984 تک آسٹریلیا کیلئے 96 ٹیسٹ میچز میں وکٹوں کے پیچھے 355 شکار کیے جوان کی ریٹائرمنٹ کے وقت ایک عالمی ریکارڈ تھا۔ مارش نے 92 ون ڈے انٹرنیشنل بھی کھیلے اور وہ آسٹریلیا کے چیئرمین سلیکٹرز بھی رہے۔ آسٹریلیا کے سابق کپتان مارک وا نے مارش کو کھیل کا ''ایک آئیکون'' قرار دیا، دیگر کھلاڑیوں نے بھی راڈنی مارش کو مختلف الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا۔ آسٹریلیا کے لیجنڈری وکٹ کیپر راڈنی مارش 74 برس کی عمر میں انتقال کر گئے، انہوں نے 96 ٹیسٹ اور 92 ون ڈے انٹرنیشنل میں اپنے ملک کی نمائندگی کی۔ لیجنڈری وکٹ کیپر راڈنی مارش کو گزشتہ روز دل کا دورہ پڑا جس سے وہ صحتیاب نہ ہو سکے اور 74 سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ مارش نے 1970 سے 1984 تک آسٹریلیا کیلئے 96 ٹیسٹ میچز میں وکٹوں کے پیچھے 355 شکار کیے جوان کی ریٹائرمنٹ کے وقت ایک عالمی ریکارڈ تھا۔ مارش نے 92 ون ڈے انٹرنیشنل بھی کھیلے اور وہ آسٹریلیا کے چیئرمین سلیکٹرز بھی رہے۔

محمد رضوان کا شاہین شاہ سے بال کٹوانے پر خوشی کا اظہار

اسلام آباد (این این آئی) قومی کرکٹ ٹیم کے وکٹ کیپر و بیٹسمین محمد رضوان نے فاسٹ باؤلر شاہین شاہ آفریدی سے بال کٹوانے پر خوشی کا اظہار کیا ہے۔ پاکستان اور آسٹریلیا کے درمیان 24 سال بعد کھیلی جانے والی ہوم ٹیسٹ سیریز سے قبل قومی کرکٹرز نے قرنطینہ کیا اور اسی قرنطینہ کے دوران شاہین شاہ آفریدی حجام بنے۔ اس حوالے سے محمد رضوان نے مائیکرو بلاگنگ سائٹ ٹوئٹر پر جاری کیے گئے اپنے پیغام میں کہا کہ دنیا کے بہترین فاسٹ باؤلر شاہین آفریدی سے اپنے بال کٹوانے کی خوشی ہے۔ محمد رضوان نے بہترین ہیئر کٹ دینے پر شاہین شاہ آفریدی کا شکریہ بھی ادا کیا۔ محمد رضوان کا شاہین شاہ سے بال کٹوانے پر خوشی کا اظہار کیا۔

اسٹیڈیم ایک بار پھر پاکستان زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا

راولپنڈی (این این آئی) پاکستان اور آسٹریلیا کے درمیان 24 سال بعد پاکستانی سرزمین پر ہونے والے پہلے میچ کے پہلے روز شائقین کرکٹ پرجوش دکھائی دیئے، کرکٹ اسٹیڈیم پاکستان زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا۔ تفصیلات کے مطابق آسٹریلیا کی ٹیم چوبیس سال بعد پاکستان آمد پر شائقین کرکٹ انتہائی پرجوش دکھائی دیئے، پاکستان اور آسٹریلیا کے درمیان ہونے والے پہلے ٹیسٹ میچ کے پہلے روز شائقین کرکٹ نے بلے بازوں کی جانب سے اچھی شارٹ اور باؤلر کی جانب سے اچھی بال پر بھرپور داد دی، اس موقع پر شائقین کرکٹ پاکستان کے حق میں نعرے بازی کرتے رہے اور راولپنڈی کرکٹ اسٹیڈیم ایک بار پھر پاکستان زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا۔

لاہور، شادمان میں سپورٹس ایرینا کے افتتاح کے موقع پر انتظامات کا جائزہ لیا جا رہا ہے

لاہور چیمبر آف کامرس کی صد سالہ تقریبات کے سلسلہ میں سافٹ بال کرکٹ ٹورنامنٹ میں عظمت کیبلز کی ٹیم کا گروپ فوٹو

بقیہ 1

بجائے ٹیم پاکستان بھیجے، وزیراعظم عمران خان میچ دیکھنے آئیں گے۔ راولپنڈی کرکٹ اسٹیڈیم میں گورنرسندھ عمران اسماعیل کے ہمراہ میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے وزیراطلاعات ونشریات فواد چوہدری نے کہا کہ 24 سال بعد آسٹریلیا کی ٹیم پاکستان آئی ہے جس کے ہم شکرگزار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں کرکٹ بحال ہورہی ہے، اپوزیشن کو فری ٹکٹ دیتے ہیں وہ آئے میچ دیکھے ہم چائے بھی پلائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں کرکٹ بحال ہورہی ہے اور اپوزیشن لانگ مارچ کررہی ہے، اپوزیشن ہمیشہ عوام کے خلاف ہی کھڑی ہوتی ہے، پیسے لوٹنے کا معاملہ ہو، کھیل کا معاملہ ہو، ہمیشہ عوام کے خلاف ہوتے ہیں۔ ایک سوال پر وزیراطلاعات نے کہا کہ اپوزیشن ان فٹ ہے، میچ نہیں کھیل پائیگی۔ آسٹریلیا ٹیم کی پاکستان آمد پر بھارتی سازشوں کے حوالے سے کیے گئے سوال پر وزیراطلاعات نے کہا کہ چاہتے ہیں بھارتی کرکٹ ٹیم بھی پاکستان کھیلنے آئے۔ انہوں نے پاک بھارت سیریز کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ بھارت سازشوں کی بجائے پاکستان آ کر کھیلے۔ وزیراطلاعات نے کہا کہ پاکستان اور بھارت کے لوگوں کے درمیان رابطے بحال ہونے چاہئیں۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کے ساتھ کرکٹ بحال ہونی چاہیے فلم اور میوزک بحال ہو نا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کی 65 فیصد عوام نے بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کو ووٹ نہیں دیا، بھارت میں بھی نریندر مودی کے خلاف آوازیں اٹھ رہی ہیں، بھارتی وزیراعظم کو صورتحال کو سمجھنا چاہیے۔ ایک اور سوال پر انہوں نے کہا کہ گورنرسندھ عمران اسماعیل وزیراعظم کے پاس جارہے ہیں، امید ہے وزیراعظم عمران خان میچ دیکھنے آئیں گے۔ اس موقع پر عمران اسماعیل نے کہا کہ فواد چوہدری نے اپوزیشن کو اچھی پیشکش کی ہے، ٹکٹ فری دینگے اور بریانی بھی کھلائیں گے اس سے زیادہ ڈھیل نہیں دے سکتے۔ گورنرسندھ عمران اسماعیل نے کہا کہ وزیراعظم عمران خان ہمیشہ سے جیتتے آرہے ہیں اور 1992 کا ورلڈکپ بھی جیتا ہے، انہوں نے کہا کہ وزیراعظم نے اپوزیشن کو بھی شکست دی ہے، اپوزیشن کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ وزیراطلاعات نے کہا کہ راولپنڈی کرکٹ اسٹیڈیم میں بڑا ایونٹ ہورہا ہے اس لیے لانگ مارچ کو اسٹیڈیم کے اطراف میں بھی نہیں لانا چاہیے ورنہ امیج خراب ہوگا۔ عمران اسماعیل نے کہا کہ اپوزیشن کا حکومت کے ساتھ کوئی میچ نہیں ہورہا، اپوزیشن ادھر ادھر بھاگتی رہتی ہے، عمران خان کے ساتھ اپوزیشن کا کوئی میچ ہی نہیں۔

بقیہ 2

خاندانوں اور کے پی کے عوام کے ساتھ کھڑے ہیں وزیراعلیٰ نے کہا کہ یہ ایک قومی سانحہ ہے، جس نے پوری قوم کو سوگوار کردیا ہے لیکن ہم نے بحیثیت قوم دہشت گردی کی عفریت کا متحد ہوکر مقابلہ کرنا اور اسے شکست دینا ہے وزیراعلیٰ نے کہا کہ جو قوتیں پاکستان میں دہشت گردی کے ذریعہ عدم استحکام چاہتی ہیں انہیں اپنے ناپاک عزائم میں کبھی کامیابی نہیں ہوگی انہوں نے کہا کہ بیگناہ اور معصوم لوگوں کا خون بہانے اور مساجد کو دہشت گردی کا نشانہ بنانے والے انسان کہلانے کے بھی لائق نہیں اور سخت ترین سزا کے مستحق ہیں وزیراعلیٰ نے بم دھماکے میں جاں بحق ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہوئے زخمیوں کی جلد صحتیابی کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کیا ہے وزیراعلیٰ نے اس یقین کا اظہار کیا ہے کہ عوام اور سیکورٹی فورسز نے پاکستان میں امن کے لئے جو قربانیاں دی ہیں وہ رائیگاں نہیں جائیں گی اور جلد ملک میں دیرپا امن قائم ہوگا۔

بقیہ 3

غور کی ضرورت ہے، دہشت گردی کی واپسی ملک و قوم کے لیے نیک فال نہیں۔ اپنے بیان میں اپوزیشن لیڈر شہباز شریف نے پشاور دھماکے کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ متاثرہ خاندانوں کے ساتھ دلی ہمدردی اور تعزیت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود نمازیوں پر یہ اندوہناک حملہ کرنے والے نہ مسلمان ہوسکتے ہیں نہ ہی انسان۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں امن وامان کی سنگین ہوتی صورتحال لمحہ فکریہ ہے، طویل عرصے سے بار بار توجہ دلا رہا ہوں کہ سراٹھاتی دہشت گردی پر سنجیدگی سے غور کی ضرورت ہے، دہشت گردی کی واپسی ملک وقوم کے لیے نیک فال نہیں۔

بقیہ 4

دوران خودکش دھماکے کے نتیجے میں 57 افراد جاں بحق اور 194 سے زائد زخمی ہوگئے، زخمیوں میں بعض کی حالت نازک ہے جس کے باعث ہلاکتوں میں اضافے کا خدشہ ہے، حملہ آوروں کی فائرنگ سے ایک پولیس اہلکار جام شہادت نوش کیا، دوسرا زخمی ہوگیا۔ جمعہ کو پشاور کے معروف قصہ خوانی بازار کوچہ رسالدار میں واقع جامع مسجد میں ایک خودکش حملہ آور نے داخل ہونے کی کوشش کی جسے پولیس اہلکار نے روکا تو اس نے فائرنگ کرکے اسے شہید کردیا جس پر دوسرے پولیس اہلکار نے بھی مزاحمت کی تو حملہ آور نے اسے بھی شہید کردیا اور مسجد کے اندر داخل ہوکر پہلے فائرنگ کی بعدازاں خودکو دھماکہ خیز دھماکے سے اڑادیا۔ دھماکے اور فائرنگ کے نتیجے میں 30 نمازی شہید اور درجنوں زخمی ہوگئے۔ ابتدائی اطلاعات کے مطابق دھماکا ایک تنگ گلی میں واقع مسجد میں ہوا، دھماکا نماز جمعہ کے دوران ہوا جس میں اب تک 30 افراد کی شہید کی تصدیق ہوئی ہے۔ ریسکیو ذرائع کے مطابق شہر میں ریسکیو کی بہترین سروس ہے تاہم گلی تنگ ہونے کی وجہ سے ریسکیو رضا کاروں کو آپریشن میں شدید مشکلات کا سامنا رہا، دھماکے والی گلی کے باہر 30 سے زائد ایمبولینسز کھڑی رہیں تاہم گلی میں ایک وقت میں صرف ایک ایمبولینس جاسکتی ہے، جو صرف ایک زخمی کولے کر آتی ہے۔ پولیس کے ایس ایس پی آپریشن ہارون رشید نے دھماکے کے خودکش حملہ ہونے کی تصدیق کی اور کہا کہ مسجد کے دروازے پر سیکورٹی کے لیے دو پولیس اہلکار تعینات تھے، حملہ آور ایک تھا جس نے آتے ہی پولیس پر فائرنگ کرکے ایک اہلکار کو شہید کردیا، دوسرا اہلکار حملہ آور کو روکنے کی کوشش کے دوران شہید ہوگیا۔ تحقیقاتی ٹیم کی جانب سے پشاور دھماکے کی ابتدائی معلومات سامنے آگئیں جن کے مطابق خودکش حملے میں بال بیرنگ استعمال کیے گئے۔ ٹیم کے مطابق حملہ آور کا اسلحہ بھی جائے وقوع سے مل گیا جو نائن ایم ایم پستول ہے۔ کیپٹل سٹی پولیس افسر (سی سی پی او) محمد اعجاز خان نے بھی تصدیق کرتے ہوئے بتایا کہ ابتدائی تفصیلات کے مطابق قصہ خوانی بازار کے کوچہ رسالدار میں جامع مسجد میں 2 حملہ آوروں نے گھسنے کی کوشش کے دوران ڈیوٹی پر موجود پولیس اہلکاروں پر فائرنگ کی۔ حکومت خیبر پختونخوا کے ترجمان بیرسٹر محمد سیف نے تصدیق کی کہ دھماکے کے اندر ہونے والا دھماکا خودکش تھا جس میں دو حملہ آور ملوث تھے۔ سی پی پی او نے بتایا کہ پولیس کے اعلیٰ حکام موقع پر پہنچے اور جائے وقوع سے اہم شواہد اکٹھے کئے تاہم دھماکے کی نوعیت کے بارے میں کچھ کہنا قبل از وقت ہے۔ عینی شاہد شایان حیدر نے کہا کہ وہ مسجد میں داخل ہونے جارہے تھے کہ زوردار دھماکا ہوا اور جب ان کی آنکھ کھلی تو ہر طرف مٹی اور لاشیں موجود تھیں۔ دھماکے کی اطلاع ملتے ہی قانون نافذ کرنے والے ادارے اور ریسکیو ٹیمیں جائے وقوع پر پہنچیں اور زخمیوں کو ہسپتال منتقل کیا گیا۔ انتظامیہ نے قریبی ہسپتالوں میں ہنگامی صورتحال نافذ کردی، قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکاروں نے جائے وقوع کو گھیرے میں لے لیا۔ صدر مملکت عارف علوی اور وزیراعظم عمران خان نے دھماکے کی مذمت کی ہے۔ اپنے بیان میں وزیراعظم عمران خان نے پشاور دھماکے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے زخمیوں کو فوری طبی امداد فراہم کرنے کی ہدایت کی اور واقعے کی رپورٹ طلب کرلی۔ وفاقی وزیر داخلہ شیخ رشید احمد نے بھی پشاور میں دہشت گردی کے واقعے کی شدید مذمت کرتے ہوئے بم دھماکے سے جانوں کے ضیاع پر دکھ اور شہید ہونے والے نمازیوں کے لواحقین سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ انہوں نے چیف سیکرٹری اور آئی جی خیبر پختونخوا سے واقعے کی رپورٹ طلب کرلی ہے۔ دریں اثناء چیئرمین سینٹ صادق سنجرانی، ڈپٹی چیئرمین سینٹ مرزا محمد آفریدی، اسپیکر قومی اسمبلی اسد قیصر، ڈپٹی اسپیکر قومی اسمبلی قاسم خان سوری، وزرائے اعلیٰ عثمان بزدار، مرادعلی شاہ، محمود خان، عبدالقدوس بزنجو، گورنر پنجاب چوہدری سرور، گورنر سندھ عمران اسماعیل، گورنر بلوچستان سید ظہور احمد آغا، گورنر کے پی کے شاہ فرمان، وزیراعظم آزاد کشمیر سردار عبدالقیوم خان نیازی، صدر آزاد کشمیر بیرسٹر سلطان محمود، وزیراعلیٰ گلگت بلتستان خالد خورشید، وفاقی وزراء فواد چوہدری، شبلی فراز، شفقت محمود، وزیرمملکت فرخ حبیب، معاون خصوصی شہباز گل، وفاقی وزیر غلام سرور خان، وفاقی وزیر اسد عمر، وزیر دفاع پرویز خٹک، وزیرخارجہ شاہ محمود قریشی، وفاقی وزیر علی امین گنڈاپور، وفاقی وزیر مذہبی امور پیر نور الحق قادری، معاون خصوصی حافظ طاہر محمود اشرفی، وفاقی وزیر شیریں مزاری، وفاقی وزیر آئی ٹی سید امین الحق، وفاقی وزیر سید فخر امام، وفاقی وزیر علی حیدر زیدی، قومی اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر شہباز شریف، پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری، سابق صدر آصف علی زرداری، عوامی نیشنل پارٹی کے سربراہ اسفند یار ولی، جمعیت علمائے اسلام (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن، سابق وزیر داخلہ آفتاب احمد خان شیر پاؤ، مسلم لیگ (ن) کے صوبائی صدر امیر مقام سمیت دیگر سیاسی و مذہبی رہنماؤں نے دھماکے کی شدید مذمت کی۔

بقیہ 5

دھماکے میں شہید ہونے والوں کے لواحقین سے گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ دہشت گردی میں ملوث عناصر اور ان کے سہولت کاروں کو فوری گرفتار کیا جائے جبکہ زخمیوں کو علاج و معالجے کی بہتر سہولیات مہیا کی جائیں۔ انہوں نے کہا کہ نیشنل ایکشن پلان پر حقیقی عملدرآمد نہ ہونا افسوسناک ہے۔

بقیہ 6

محمد رند کے بیانات نے نئی بحث چھیڑ دی ہے۔ اپنے بیان میں سلیم مانڈی والا نے کہا کہ سردار یار محمد رند کا بلوچستان حکومت سے متعلق بیان انتہائی اہم ہے، یار محمد رند نے ریاست مدینہ کے دعوے کرنے والے حکمرانوں پر بہت بڑا سوالیہ نشان اٹھا دیا ہے۔ سلیم مانڈی والا نے کہا کہ سی پیک اور بلوچستان موجودہ وفاقی حکومت کی ترجیحات میں شامل ہی نہیں، وفاقی حکومت بلوچستان کی محرومی دور کرنے کی بجائے اپنے جیبیں بھرنے میں مصروف ہے۔ انہوں نے کہا کہ یار محمد رند کے الزامات کی تحقیقات ہونی چاہئے، بلوچستان صوبے کے ساتھ کھلواڑ کرنے والے کرداروں کے نام سامنے آنے چاہئے۔

بقیہ 7

جائے گی جو موجودہ ملکی حالات میں خطرناک ثابت ہوسکتی ہے لہٰذا سیکورٹی اداروں کو اندرونی دشمنوں پر خصوصی نظر رکھنا ہوگی انہوں نے کوئٹہ اور پشاور میں قیمتی انسانی جانوں کے ضیاع پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا، دھماکے میں شہید ہونے والے شہداء کے بلند درجات اور زخمیوں کی جلد صحتیابی کیلئے دعاگو ہیں، انکا کہنا تھا کہ ملک میں دہشتگردی کے بڑھتے ہوئے واقعات امن کو سبوتاژ کرنے کی ایک ناکام کوشش ہے، دہشتگردی کیخلاف جنگ میں سیکورٹی فورسز کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی بہت جلد دہشت گردوں کا قلع قمع کرینگے۔

بقیہ 8

الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے معصوم انسانی جانوں کے ضیاع پر شدید رنج وغم کا اظہار کیا ہے انہوں نے دھماکے میں جاں بحق افراد کی مغفرت اور زخمیوں کی جلد صحت یابی کے لیے دعا کی اور کہا کہ لواحقین کے غم میں برابر کے شریک ہیں اللہ پاک ان کی مغفرت فرمائے۔ انہوں نے کہا کہ دکھ کی اس گھڑی میں ہم لواحق؟ن کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں۔

بقیہ 9

نے کہا کہ شہداء کے لواحقین کیغم میں برابر کے شریک ہیں انہوں نے کہا کہ دکھ اس گھڑی میں صوبائی حکومت خیبر پختونخوا کے لوگوں کے ساتھ ہیں اور ہماری تمام تر ہمدردیاں شہید اور زخمی افراد کے لواحقین کیساتھ ہیں۔

بقیہ 10

کے سلسلے میں مورخہ 7 مارچ 2022 بروز سموار صبح گیارہ بجے سے شام پانچ بجے تک جناح ٹاؤن، سمنگلی ہاؤسنگ سکیم، ارباب ٹاؤن، شہباز ٹاؤن، کلی اسماعیل، چمن ہاؤسنگ سکیم، جی او آر کالونی، کلی برات، کلی پائند خان اور ان سے ملحقہ علاقوں کو گیس کی ترسیل بند رہے گی، صارفین گیس سے گزارش ہے کہ اس دورانیہ میں متبادل ایندھن کا انتظام کرلیں، انتظامیہ سوئی سدرن کمپنی اس زحمت پر معذرت خواہ ہے اور آپ کے تعاون کی طلبگار ہے۔

بقیہ 11

مذاکرات دو تک ہفتے جاری رہنے کا امکان ہے، وزیرخزانہ شوکت ترین 8 مارچ کو آئی ایم ایف ٹیم سے بات چیت کریں گے۔ ذرائع وزارت خزانہ کے مطابق مذاکرات میں وزیراعظم ریلیف پیکج پر بھی بات ہوگی۔ ذرائع وزارت خزانہ کے مطابق ملکی معاشی صورتحال اور آئی ایم ایف کے دیے گئے اہداف کا جائزہ کیا جائیگا، رواں مالی سال کے دوران بجلی پر براہ راست 200 ارب روپے کی سبسڈی دے گی۔ ذرائع کے مطابق ریلیف پیکج کے تحت پٹرولیم مصنوعات پر 160 ارب روپے کی سبسڈی دے گی۔ ذرائع کے مطابق مذاکرات آئی ایم ایف کے ایک ارب ڈالر کی قسط کیلئے ہوں گے، مذاکرات میں توسیعی فنڈ سہولت کے ساتویں جائزے کو مکمل کیا جائے گا۔ ذرائع کے مطابق میکرو اکنامک استحکام میں بہتری لانے کے اقدامات پر بھی گفتگو کی جائے گی۔

بقیہ 12

والے دھماکے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ دہشت گرد کسی مذہب سے تعلق نہیں رکھتے، دہشت گرد عناصر نسلی اور مذہبی اختلافات بڑھانے کے لئے مساجد میں حملے کر رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ مسجد میں دہشت گرد حملے میں قیمتی جانوں کے ضیاع پر افسوس ہوا، انہوں نے اللہ تعالیٰ سے شہداء کی درجات کی بلندی اور زخمیوں کی جلد صحتیابی کے لئے دعا کی ہے۔

بقیہ 13

سینیٹ نے کہا کہ ملک دشمن عناصر اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ پوری قوم دہشت گردی کے خلاف یکجا ہے۔ دہشت گرد امن وامان کی صورتحال کو خراب کرنا چاہتے ہیں جس میں وہ کبھی کامیاب نہیں ہونگے۔ چیئرمین سینیٹ نے کہا کہ پاکستان کی ترقی سے ملک دشمن قوتیں خائف ہیں۔ دہشت گردی کے واقعات ہمارے حوصلے پست نہیں کرسکتے۔ چیئرمین سینیٹ نے دھماکے کے نتیجے میں شہید ہونیوالے افراد کے لواحقین سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے شہدا کے درجات کی بلندی اور زخمیوں کی جلد صحتیابی کی دعا کی۔ محمد صادق سنجرانی نے زخمیوں کو ہرممکن طبی سہولت فراہم کرنے کیلئے متعلقہ اداروں کو ہدایات جاری کیں۔ ڈپٹی چیئرمین سینیٹ سینیٹر مرزا محمد آفریدی، سینیٹ میں قائد ایوان سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم اور قائد حزب اختلاف سینیٹ سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی نے بھی پشاور قصہ خوانی کی جامع مسجد میں دھماکے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے شہدا کے درجات کی بلندی اور لواحقین سے ہمدردی کا اظہار کیا۔

بقیہ 14

ہوئے کہا ہے کہ عبادت گاہوں کو دہشتگردی کا نشانہ بنانے والے عناصر انسانیت اور ملک کے دشمن ہیں، یہاں جاری کردہ ایک مذمتی بیان میں سردار محمد صالح بھوتانی نے کہا کہ نمازیوں پر حملہ ملکی تاریخ کا سیاہ ترین دن ہے اس واقعہ کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے، انہوں نے دھماکہ میں شہید ہونے والوں کے لواحقین سے گہرے دکھ کا اظہار کیا ہے، انہوں نے کہا کہ زخمیوں کو علاج و معالجے کی بہتر سہولیات مہیا کی جائیں، انہوں نے کہا کہ دہشت گرد ایک بار پھر پاکستان کا امن خراب کرنے کے درپے ہیں، دہشتگردوں کی بزدلانہ اور مزموم کوششیں ناکام ہوں گی بلوچستان، پشاور سمیت ملک کے مختلف علاقوں میں ایک بار پھر دہشتگردی کی آگ بھڑکانے پر امن اور ترقی کے دشمن ہیں۔

بقیہ 15

انسانیت پر حملہ کیا ہے۔ حکومت دہشتگردی میں ملوث عناصر اور ان کے سہولت کاروں کو فوری گرفتار کرے، بلاول بھٹو زرداری نے دھماکہ میں شہید ہونے والوں کے لواحقین سے گہرے دکھ کا اظہار کیا ہے، انہوں نے کہا کہ زخمیوں کو علاج و معالجے کی بہتر سہولیات مہیا کی جائیں۔ بلاول بھٹو نے کہا کہ نیشنل ایکشن پلان پر حقیقی عملدرآمد نہ ہونا افسوسناک ہے۔

بقیہ 16

رہے ہیں اور ہمارے قافلے میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ اس کٹھ پتلی نے سمجھا کیا تھا کہ نیب کے ذریعے عوام کو خوفزدہ کرے گا اور انہیں کوئی چیلنج نہیں کرے گا لیکن پیپلز پارٹی کے جیالے کل بھی میدان میں تھے آج بھی میدان میں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کٹھ پتلی خوفزدہ ہے ڈرپوک ہے، عوام کی طاقت دیکھ کر اس کی ٹانگیں کانپ رہی ہیں اور چیخیں نکل رہی ہیں۔ وہ کہتا تھا کہ دنیا میں مہنگائی ہوگئی ہے میں کیا کروں لیکن جیالوں کے دو دن کی محنت سے کٹھ پتلی عوام کے سامنے جھک گیا۔ بلاول بھٹو زرداری نے کہا کہ یہ ہر کسی کو چور کہتا تھا تین سال کے بعد خود بڑا چور نکلا، اس دوران بلاول بھٹو زرداری نے سوال کیا چینی چور کون؟ حاضرین نے جواب دیا عمران خان۔ چیئرمین بلاول بھٹو زرداری نے پوچھا کہ پانی کھاد اور آٹے کا چور کون؟ تو حاضرین نے جواب دیا عمران خان۔ اس دوران تاریخی اور بڑے احتجاج میں چور چور عمران چور کے فلک شگاف نعرے گونجتے رہے۔ بلاول بھٹو زرداری نے کہا کہ ہم اس منافق اور جھوٹے کو بھگائیں گے، یہ قوم پر عذاب بنا ہوا ہے، کسانوں کا معاشی قتل ہورہا ہے، کبھی پانی، کبھی ٹڈی دل اور کبھی کھاد کا بحران۔ کسانوں کا معاشی قتل کرتا ہے، عمران خان کسانوں کا معاشی قاتل ہے۔ بلاول بھٹو زرداری نے کہا کہ پی پی پی کسانوں، مزدوروں اور محنت کشوں کی پارٹی ہے، محترمہ بینظیر بھٹو کے دور میں جب ٹڈی دل نے کسانوں پر حملہ کیا تو محترمہ نے فوری طور پر ایران سے جہاز منگوائے۔ انہوں نے کہا کہ جب آلو کی پیداوار وافر ہوئی تو محترمہ نے حکومت کو ہدایت کی کہ کسانوں سے آلو خریدے جائیں۔ میرے ہوتے ہوئے کسان بھوکا پیٹ نہیں سوئے گا۔ بلاول بھٹو زرداری نے کہا کہ سابق صدر زرداری کے حکومت میں آنے سے قبل گندم، چاول اور چینی باہر سے منگوائے جاتے تھے مگر جب انہوں نے کسان سپورٹ پروگرام کے ذریعے فصلوں کی قیمت بڑھائی تو ہماری فصل ایکسپورٹ ہونے لگی۔ چیئرمین پیپلز پارٹی نے کہا کہ اس کٹھ پتلی نے قائد عوام اور بی بی شہید کے کسان کا قتل کیا ہے۔ میں اس سے حساب لینے اسلام آباد جارہا ہوں۔ بلاول بھٹو زرداری نے یاد دلایا کہ شہید بی بی کسانوں کو اپنا بھائی کہتی تھیں اور انہیں کسانوں اور محنت کشوں کی فکر ہوتی تھی۔ بلاول بھٹو زرداری نے کہا کہ آصفہ بی بی شہید رانی کی بیٹی ہے، بہت بہادر ہے۔ میڈیا کا ڈرون سر پر لگا تو خون بہنے لگا۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ زخم پر ٹانکے لگیں گے تو آصفہ بی بی نے کہا کہ نہیں بس پٹی باندھ دیں مجھے واپس ٹرک پر جانا ہے۔ چیئرمین پیپلز پارٹی نے کہا کہ سلیکٹڈ عمران کا کوئی مستقبل نہیں ہے اس نے لندن بھاگ جانا ہے جبکہ ہمارا جینا اور مرنا آپ کے ساتھ ہے۔ میں اس ملک کے عوام سے کہتا ہوں کہ جیسے آپ نے قائدعوام کا ساتھ دیا تو انہوں نے ملک کی قسمت بدل دی تھی، شہید بی بی کا ساتھ دیا تھا۔ اب آپ میرا ساتھ دیں ہم اس تباہی کا خاتمہ کریں گے۔ بعدازاں چیئرمین بلاول بھٹو زرداری کا کارواں چیچہ وطنی ساہیوال کی طرف روانہ ہوگیا جبکہ خانیوال سے بھی جیالوں کی بڑی تعداد ان کے کارواں میں شامل ہوگئی۔ بلاول بھٹو زرداری کے عوامی مارچ میں ہزاروں کی تعداد میں گاڑیاں شامل ہیں اور جلوس تقریباً دس کلومیٹر طویل ہے۔

بقیہ 17

مہمان خاص کا استقبال کیا مہمان خاص کے ہمراہ صوبائی وزیر میر ضیاع لانگو، میر نصیب اللہ خان مری ملک نعیم بازئی بھی تھے مہمان خاص کے اسٹیڈیم آتے ہی سکول کے بچوں نے پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں مہمان خاص کو بلوچی رسم اور روایات کے مطابق بلوچی دستار کمشنر سبی بالاچ عزیز نے پہنایا تقریب کا آغاز تلاوت کلام سے ہوا سبی میلہ مویشیاں واسپاں 2022 کی افتتاحی تقریب میں سردارزادہ میر دینار خان ڈومکی ,صوبائی وزرا, سیکریٹریز اور ضلعی آفیسران نے شرکت کی افتتاحی تقریب میں گرلز گائیڈ کی طلباء نے قومی ترانہ اور ملی نغمہ پیش کیا تقریب میں فلاور شو, بینڈ سلامی , گھڑ رقص , موٹر سائیکل جمپنگ پیش کی گئیں افتتاحی تقریب میں مالداروں نے اپنے قیمتی اور نایاب جانوروں کو بھی تقریب کا حصہ بنایا تقریب میں ملک بھر سے آ? ہوئے ہزاروں افراد نے شرکت کی جو افتتاحی تقریب سے خوب لطف اندوز ہوتے رہے سبی میلہ کے افتتاحی تقریب کے اختتام کے بعد مہمان خاص کو زرعی نمائش کا دورہ بھی کرایا افتتاحی تقریب میں کمشنر سبی ڈویژن نے سپاس نامہ پیش کیا مہمان خاص صوبائی وزیر بلدیات صالح محمد بھوتانی نے اپنے خطاب میں کہا ہے کہ سبی کا قدیمی اور ثقافتی میلہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے اس میں ہمیں ملک بھر سے آئے ہوئے مہمانوں سے ملنے کا موقع ملتا ہے سبی میلہ امن محبت اور بھائی چارے کا درس دیتا ہے سبی میلہ میں مالداروں کو لاکھوں روپے کا فائدہ ہوتا ہے صوبائی وزیر بلدیات بلوچستان نے کمشنر سبی ڈویژن کی جانب سے پیش کیے جانے والے سپاس نامہ کا خیر مقدم کرتے ہو? سبی شہر کی ترقی اور خوبصورتی کے لیے دوکروڑ روپے اور ڈویژنل ہیڈکوارٹر ہسپتال کے لیے تین ایمبولینس سمیت سکولوں کی تعمیروترقی کے لیے بھی دوکروڑ روپے کے اعلانات کیے آر ایچ سی لہڑی سمیت مختلف آر ایچ سی کے لیے بھی دو دو کروڑ روپے کے اعلانات کیے ڈویژنل پبلک سکول سبی ڈویژن کی تعمیر وخوبصورتی کے لیے دوکروڑ اور شہر میں پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے فیز تھری کا اعلان کیا سبی میلے کی سیکورٹی کے سخت انتظامات کیے گ? ہیں 1500 پولیس لیویز اور ایف سی سے کے اہلکار ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں جن کی نگرانی ایس ایس پی سبی میر دوستین خان دشتی کرر ہے ہیں

بقیہ 18

گنا زیادہ تباہی ہوگی۔ یوکرین کے صدر ولادومیر زیلنسکی نے کہا کہ روس کے علاوہ کسی بھی ملک نے کبھی جوہری توانائی کے یونٹوں پر گولہ باری نہیں کی ہے۔ یہ ہماری تاریخ میں پہلی بار ہوا ہے، دہشت گرد ریاست نے اب جوہری دہشت گردی کا سہارا لیا۔ عالمی جوہری توانائی ایجنسی (آئی اے ای اے) کے حکام نے کہا ہے کہ جوہری پلانٹ پر روس کے حملے اور آگ لگنے سے متعلق یوکرینی حکام سے رابطے میں ہیں۔ دوسری جانب امریکا کی وزیرتوانائی جینفر گرینہو نے کہا ہے کہ یوکرین میں جوہری پلانٹ کو محفوظ طریقہ کار اور ضابطوں کے تحت بندکردیا گیا ہے۔

بقیہ 19

میں پہلی مرتبہ بہت منظم انداز میں چھوٹے تاجروں اور صنعتکاروں سے متعلق بزنس ایکسپو کے کامیاب انعقاد پر تمام منتظمین اور شرکاء خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے جمعہ کے وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں چھوٹے تاجروں اور صنعتکاروں سے متعلق بزنس ایکسپو کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کیا ۔ اس موقع پر گورنر بلوچستان نے کہا کہ بلوچستان اپنے محل وقوع کے اعتبار سے بہت اہمیت کا حامل صوبہ ہے ۔ یہ صوبہ بآسانی سینٹرل ایشیا کے تمام ممالک تک رسائی دے سکتا ہے ۔ اس کے علاوہ چائنا پاکستان اقتصادی راہداری (سی پیک) جیسے شاندار عظیم منصوبہ کا ایک اہم لنک بلوچستان ہے ۔ گورنر بلوچستان سید ظہور احمد آغا نے کہا کہ سی پیک جیسے میگا پراجیکٹ کی تکمیل سے لاکھوں لوگوں کو روزگار کے مواقع میسر ہونگے اور پورے خطہ میں معاشی اور تجارتی سرگرمیوں کا آغاز ہوگا ۔ گورنر بلوچستان نے کہا کہ قومی پالیسیاں تشکیل دینے میں ہمیں ماہرین معاشیات اور پولیٹیکل سائنٹسٹ کے علم و تجربہ سے بھرپور استفادہ کرنا چاہیے ۔ آخر میں گورنر بلوچستان سید ظہور احمد آغا نے بزنس ایکسپو کے منتظمین اور مہمانان گرامی میں یادگاری شیلڈز تقسیم کیے۔

بقیہ 20

قصہ خوانی بازار کے دھماکے کے نتیجے میں انسانی جانوں کے ضیاع پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا ہے، اپنے ایک مذمتی بیان میں انہوں نے کہا کہ دہشت گردی کی ہر قسم قابل مذمت ہے، گورنر بلوچستان نے پشاور دھماکے میں جاں بحق ہونے والوں کیلئے مغفرت اور زخمیوں کی جلد صحت یابی کیلئے دعا کی سوگوار خاندانوں سے اظہار یکجہتی کرتے ہوئے کہا کہ بلوچستان کے عوام غمزدہ خاندان کے دکھ وغم میں برابر کے شریک ہیں۔

بقیہ 21

لگا کر مریضوں کا علاج کیا اور مفت ادویات فراہم کیں، طبی سہولیات سے محروم پسماندہ علاقے دوبندی میں فرنٹیئر کور کی جانب سے عوام کو گھر کی دہلیز پر علاج معالجہ کی سہولت فراہم کرنے کیلئے ایک روزہ فری میڈیکل کیمپ لگایا گیا، جس میں تقریبا 120 سے زائد مریضوں کا علاج کیا گیا اور انہیں مفت ادویات فراہم کی گئی، سرحد پر تقسیم شدہ افغان خاندانوں نے بھی علاج معالجہ کی سہولیات کیلئے میڈیکل کیمپ کا دورہ کیا اور طبی سہولیات سے مستفید ہوئے، فرنٹیئر کور کے ڈاکٹروں کے مطابق علاقے میں پیٹ اور جلد کے امراض زیادہ تھے، اس موقع پر فرنٹیئر کور کے حکام نے قبائلی عمائدین سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ دور دراز علاقوں کی غریب عوام کی سہولت کیلئے آئندہ بھی پاک آرمی اور فرنٹیئر کور کی جانب سے اس قسم فری میڈیکل کیمپوں کا انعقاد کیا جائے گا، علاقے کے عوام نے فری میڈیکل کیمپ کے انعقاد پر فرنٹیئر کور چمن سکاؤٹس کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اس قسم اقدامات سے فورسز نے عوام کے دل جیت لئے ہیں۔

بقیہ 22

قدرتی آفات میں بھی ہمیشہ جماعت اسلامی خدمت کے جذبے سے سرشار ہوکر پیش پیش ہوتی ہے جعفرآباد جماعت اسلامی بلوچستان کے ڈپٹی جنرل سیکریٹری عبدالمجید بادینی نے اپنی ذاتی جائیداد پچیس ایکڑ غریب افراد میں تقسیم کرکے ملکی تاریخ میں نئی مثال رقم کردی ہے ہم چاہتے ہیں ہر بے گھر شخص کو اپنا گھر مہیا کریں تاکہ وہ عزت کی زندگی اپنی چھت تلے بسر کرسکے ان خیالات کا اظہار انہوں نے مانجھوٹی جعفرآباد میں عبدالمجید ہاوسنگ اسکیم میں 400 بے گھر افراد میں پلاٹس تقسیم کرنے کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کیا امیر جماعت اسلامی سراج الحق نے اپنے ہاتھوں سے 400 افراد میں پلاٹس کے دستاویزات تقسیم کیے اور کہا کہ جماعت اسلامی پاکستان کی واحد جماعت ہے جس پر کرپشن اور لوٹ مار کا دھبہ نہیں جماعت اسلامی کے کسی ممبر کا نام پانامہ پیپرز اور پینڈورالیکس میں نہیں دوبار خیبر پختونخواہ میں سینئر وزیر اور وزیر خزانہ رہا سرکاری خزانے سے ذاتی مقاصد کے لیے ایک روپیہ تک نہیں لیا پانامہ پیپرز سے پینڈوروالیکس تک آف شور کمپنیوں سے لیکر ملکی خزانے کی لوٹ کھسوٹ میں پی ٹی آئی، ن لیگ اور پی پی پی کے ممبران شامل ہیں جماعت اسلامی ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے جدوجہد کررہی ہے جماعت اسلامی چاہتی ہے ملک سے سودی نظام انگریز قانون کا خاتمہ ہو عدل و انصاف کا نظام رائج ہو غریب اور امیر کے لیے ایک قانون ہو کوئی بھی نوجوان بیروزگار نہ ہو جماعت اسلامی کو اقتدار ملا تو 70 سالہ افراد کے لیے اسپیشل وظیفہ مقرر کرینگے تاکہ وہ اپنی اولاد پر بوجھ نہ بن سکیں کوئی بھی شخص خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم عدم تحفظ کا شکار نہ ہو سب کو یکساں حقوق اور سہولیات میسر ہوں جماعت اسلامی کے ممبران جائیدادیں نہیں بناتے بلکہ اپنی ملکیت غریب افراد میں بانٹنے والے ہیں تقریب سے جماعت اسلامی کے صوبائی ڈپٹی جنرل سیکریٹری عبدالمجید بادینی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ میری دیرینہ خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے غریب بے گھر افراد کو انکا ذاتی گھر مہیا کروں آج بے حد خوش ہوں کہ 4 سو بے گھر افراد اپنے گھر کا مالک بننے جارہے ہیں پچیس ایکڑ پر محیط زمین پر چار سو افراد کو تمام تر سہولیات سے آراستہ جدید اور خوبصورت ویلج تعمیر کرکے دینگے پلاٹس کی تقسیم بغیر سیاسی و جماعتی بنیادوں کے کیا گیا پلاٹس حاصل کرنے والوں میں اقلیتی خاندان بھی شامل ہیں قبل ازیں امیر جماعت اسلامی سراج الحق گوٹھ حاجی عزیز اللہ بادینی پہنچے جہاں انہوں نے میر مٹھا خان بادینی اور جعفر خان بادینی سے انکے بھائی کی وفات پر تعزیت کی۔

بقیہ 23

پشاور کے علاقے قصہ خوانی بازار کے مسجد میں بم دھماکے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ پشاور میں نماز جمعہ کے دوران بم دھماکہ انتہائی افسوسناک اور قابل مذمت عمل ہے، پاکستان تحریک انصاف بلوچستان اس بزدلانہ دہشتگرد حملے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتی ہے، انہوں نے پشاور میں قیمتی انسانی جانوں کے ضیاع پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا، دھماکے میں شہید ہونے والے شہداء کے بلند درجات اور زخمیوں کی جلد صحتیابی کیلئے دعاگو ہیں، انکا کہنا تھا کہ ملک میں دہشتگردی کے بڑھتے ہوئے واقعات امن کو سبوتاژ کرنے کی ایک ناکام کوشش ہے دہشتگردی کیخلاف جنگ میں سیکورٹی فورسز کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی بہت جلد دہشت گردوں کا قلع قمع کرینگے۔

بقیہ 24

دلکش مناظر سے لطف اندوز ہونے پہنچ گئے۔ ضلعی انتظامیہ اور پاک آرمی کی جانب سے نمائش کا افتتاح کیا گیا۔ اس نمائش میں مختلف قسم کے رنگ برنگے پھول رکھے گئے۔ نمائش میں موجود پھولوں اور پودوں کو خوبصورتی کے ساتھ ترتیب دیا گیا۔ پھولوں کی نمائش نے جہاں ماحول کو دلکش رنگوں سے بھر دیا وہیں شہریوں کے چہرے بھی پھولوں کی طرح خوشی سے کھل اٹھے۔ نمائش کا مقصد عوام کو صحت مندانہ تفریح کی فراہمی کے ساتھ ساتھ ان میں باغبانی کا شوق بھی اجاگر کرنا ہے۔ عوام کا کہنا تھا کہ گوادر میں اس نمائش کا انعقاد ایک خوش آئند اقدام ہے۔

بقیہ 25

ہے۔ بدین میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے وزیرخارجہ شاہ محمود قریشی نے کہا کہ مسلسل 15 سال سے سندھ میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہے، کسی جماعت کو کسی علاقے میں اس طرح تسلسل سے حکومت نہیں ملی ہے، سندھ پیپلز پارٹی کے ہاتھوں میں گروی ہے، پیپلز پارٹی کے اراکین اور وزرا کی حالت یہ ہے کہ یہ لوگ کسی سے ہاتھ تک نہیں ملاتے، 3 سال تک اپنے گھر سے باہر نہیں نکلے اور نہ اپنے حلقوں میں گئے، ان کی لوٹ مار کو دیکھیں، اس طرز سیاست سے باشعور سندھی مایوس ہوچکا اور پیپلز پارٹی سے انخلا کررہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سندھ کا نوجوان اور پڑھا لکھا طبقہ پیپلز پارٹی سے بددل اور زرداری لیگ سے مایوس ہوچکا ہے، عوام ان کی اصلیت پہچان چکے ہیں، صوبے میں امن وامان کی صورتحال سب کے سامنے ہے، منشیات کے جرائم میں اضافہ ہورہا ہے، انصاف اور تعلیم یہاں مہیا نہیں، اور سندھ کے عوام کسی مسیحا کی تلاش میں ہے کہ وہ آکر انہیں اس عذاب سے نکالے، باشعور سندھی تیر کو اب توڑ دے گا۔ وفاقی وزیر نے کہا کہ عمران خان کا اکیلا تمام مافیا سے مقابلہ ہے عمران خان کو کراچی کی فکر ہے، ہم اس کو مایوس نہیں کریں گے، اس شہر کا ہم پر حق ہے اور ہم اس کی محبتوں کے مقروض ہیں، وفاق نے کراچی کو بڑا پیکج دیا ہے اور بھی اس کے لیے کرنے جارہے ہیں، کراچی کے حوالے سے جو چیزیں رہ گئی ہیں وہ بھی پوری کریں گے۔ شاہ محمود قریشی نے کہا کہ پیپلز پارٹی کے کچھ ترجمان بیان دے رہے تھے کہ شاہ محمود سندھ میں خالی کرسیوں سے خطاب کررہے ہیں، میں عمرکوٹ، مٹھی، لاڑکانہ، نوابشاہ، بدین اور شکارپور کی فوٹیج ان کی خدمت میں ارسال کررہا ہوں وہ خود ملاحظہ کرلیں، میڈیا تجزیہ کرلے کہ بدین میں صرف یہاں کی عوام تھے جب کہ بلاول زرداری نے سرکاری وسائل کا استعمال کیا اور ان کے جلسے میں پورے جنوبی پنجاب کے لوگ اکھٹے کیے گئے تھے، انہیں ازسرنو اپنی حکمت عملی پر غور کرنا چاہیے کہ پیپلز پارٹی کی پنجاب میں کیا حیثیت ہوگئی ہے، پیپلز پارٹی پنجاب اور کے پی کے سے کونسلر نہیں جیت سکتی، اگر پیپلز پارٹی کے ترجمانوں کو گنتی نہیں آتی تو بلاول آکسفورڈ کے تعلیم یافتہ ہیں وہ خود گنتی کرلیں کہ کتنی کرسیاں تھی اور کتنے لوگ تھے۔ وزیرخارجہ نے کہا کہ یوکرین میں پھنسے پاکستانی بچوں کی اکثریت محفوظ مقامات پر منتقل ہوگئی ہے، اور جو باقی رہ گئے ہیں انکا انخلا بھی کررہے ہیں، روس اور یوکریں مزاکرات میں طے ہوا ہے کہ یوکرین میں موجود غیرملکی افراد یا طلبہ کی واپسی میں کوئی رکاوٹ نہیں بنے گا اور انہیں محفوظ طریقے سے یوکرین سے باہر منتقل ہونے دیں گے۔

بقیہ 26

سے ایک شخص کی لاش برآمد جبکہ ایک بچے کو زندہ بچا لیا گیا، پی ڈی ایم اے حکام کے مطابق جمعہ کو کوئٹہ کے علاقے بھوسہ منڈی میں لنک بادینی روڈ پر ایک بچہ کنویں میں گرگیا جس پر پی ڈی ایم اے کی ریسکیو ٹیم نے موقع پر پہنچ کر بچے کو زندہ بچالیا جبکہ کنویں سے ایک نامعلوم شخص کی چھ روز پرانی لاش برآمد کرلی گئی پی ڈی ایم اے ٹیم نے کنویں کو بند کرکے لاش شناخت کے لئے منتقل کردی جبکہ عوام کے جان ومال کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے مذکورہ کنویں کو مستقل طور پر آج بند کردیا جائیگا

بقیہ 27

نائب صدر مریم نواز نے کہا ہے کہ دعاگو ہوں کہ آصفہ بھٹو اور لانگ مارچ کے تمام شرکا محفوظ رہیں۔ ٹوئٹر پر اپنے بیان میں مریم نواز نے ڈرون کیمرہ لگنے سے زخمی ہونے پر آصفہ بھٹو کیلئے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔

بقیہ 28

کہا ہے کہ صنعتی اور آئی ٹی شعبے کی ترقی کیلئے حکومت نے تاریخی پیکج دیا، باصلاحیت نوجوان فری لانسرز کو سہولیات کی فراہمی سے زرمبادلہ میں اضافہ ممکن ہوگا۔ جمعہ کو وزیراعظم عمران کی زیرصدارت ترجیحی شعبوں کے تحت آئی ٹی شعبے میں دی جانے والی مراعات پر اہم اجلاس ہوا اجلاس کو آئی ٹی سٹارٹ-اپس، صنعتی شعبے اور موجودہ آئی ٹی کمپنیوں کیلئے موجودہ حکومت کی دی جانے والی سہولیات کے نفاذ پر تفصیلی طور پر آگاہ کیا گیا۔ اجلاس کو بتایا گیا کہ وزیراعظم کے حال ہی میں دیے گئے انڈسٹریل وآئی ٹی شعبے کے پیکج پر عملدرآمد تیزی سے جاری ہے۔ ملک میں فری لانسرز کی تعداد میں حکومتی اقدامات کی بدولت خاطر خواہ اضافہ دیکھنے میں آیا ہے، حالیہ اعلان کردہ سہولیات کی بدولت اس میں مزید اضافہ ہوگا۔ فری لانسرز کی ون-سٹیپ رجسٹریشن پاکستان سافٹ ویئر ایکسپورٹ بورڈ پورٹل سے یقینی بنائی گئی ہے جس کی فیڈرل بورڈ آف ریونیو (FBR) سے رجسٹریشن خودکار ہوگی، اسکے علاوہ فری لانسنگ کے ذریعے بیرون ملک سے حصول کردہ رقوم کی پاکستان میں باآسان ترسیل کیلئے بنکنگ چینلز تک رسائی کیلئے اسٹیٹ بنک ترجیحی بنیادوں پر اقدامات یقینی بنارہا ہے۔ اسکے علاوہ آئی ٹی کمپنیوں کو حکومت کی طرف سے دی گئی ٹیکس پر چھوٹ سے استفادہ حاصل کرنے کیلئے بھی نظام جلد فعال بنادیا جائے گا۔ مزید برآں کمرشل بنکس کے ذریعے منظور شدہ سہولیات و مراعات کی یقینی فراہمی کیلئے بھی باقاعدہ راہنمائی جلد فراہم کی جائے گی، وزیراعظم نے حکومت کی طرف سے اعلان کردہ سہولیات ومراعات کی فری لانسرز وآئی ٹی کمپنیوں اور صنعتوں کو فراہمی کو یقینی بنانے کیلئے اقدامات پر معینہ مدت میں عملدرآمد کی ہدایات جاری کیں۔ اجلاس میں وفاقی وزراء اسد عمر، حماد اظہر، چیئرمین اسپیشل ٹیکنالوجی زونز اتھارٹی عامر ہاشمی اور متعلقہ اعلیٰ حکام نے شرکت کی جبکہ اجلاس میں گورنر اسٹیٹ بنک رضا باقر ویڈیو لنک کے ذریعے شریک ہوئے۔ وزیراعظم نے کہا کہ حکومت ملکی معیشت کی ترقی کیلئے زیادہ استعداد والے شعبوں کو مراعات فراہم کررہی ہے، صنعتی اور آئی ٹی شعبے کی ترقی کیلئے حکومت نے تاریخی پیکیج دیا۔ وزیراعظم نے کہا کہ حکومت نے ملکی نظام میں کاروباری سرگرمیوں کیلئے سہولیات بڑھانے کیلئے بڑے پیمانے پر اصلاحات متعارف کرائی ہیں، وزیراعظم نے کہا کہ باصلاحیت نوجوان فری لانسرز کو سہولیات کی فراہمی سے زرمبادلہ میں اضافہ ممکن ہوگا۔ عمران خان نے کہا کہ ملکی آئی ٹی برآمدات میں اضافہ حکومت کی اولین ترجیحات میں شامل ہے۔

بقیہ 29

کی ترجمان مریم اورنگزیب نے اپوزیشن لیڈر شہباز شریف کو منی لانڈرنگ کیس میں بری کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ عمران صاحب کے ثبوتوں کے صندوق اور ٹرک شہباز شریف کے حق میں گواہی دے رہے ہیں، دبودار اور بدترین سیاسی انتقام اور عمرانی پراپیگنڈے کے منہ پر ایک اور زوردار طمانچہ ہے۔ اپنے بیان میں مریم اورنگزیب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ آج نیب کے اپنے گواہ شہباز شریف کی بے گناہی کی گواہی دے رہے ہیں، شہباز شریف کی ایمان داری کی گواہی نیب کے گواہ دے رہے ہیں اور عمران صاحب کی چوری، کرپشن، غیرقانونی غیرملکی فنڈنگ کی گواہی سٹیٹ بینک کا ریکارڈ دے رہے ہیں، آج قانون، عوام اور ضمیر کی عدالت میں شہباز شریف سرخرو اور عمران صاحب مجرم بن کر کھڑے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کرائے کے ترجمان سُن لیں، نیب گواہ نے گواہی دی کہ جن کمپنیوں کا ریکارڈ پیش کیا شہباز شریف ان کمپنیوں کے سپانسر نہیں رہے، نیب گواہ نے تصدیق کی کہ جو ریکارڈ پیش کیا اس کے مطابق شہباز شریف نے کمپنیوں سے کوئی فوائد نہیں لئے، ریکارڈ کے مطابق تمام کمپنیاں قانون کے مطابق تھیں۔ انہوں نے کہا کہ نیب گواہ نے گواہی دی کہ ان کمپنیوں کے خلاف کبھی کوئی کارروائی نہیں ہوئی، عمران صاحب پورا پاکستان آپ کی کرپشن اور منی لانڈرنگ کی گواہی دے رہا ہے۔

بقیہ 30

زیراہتمام کوئٹہ کے میٹروپولیٹن کارپوریشن کے سبزہ زار میں ورکرز کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے کیا، ورکرز کنونشن سے اراکین قومی اسمبلی حافظ اسامیہ قادری، کشور زہرہ اور دیگر مقررین نے بھی خطاب کیا، ڈاکٹر خالد مقبول صدیقی نے کہا کہ رات کے اندھیرے میں ہماری آواز دبانے کیلئے آپریشن کیا گیا، آج وہ آواز بلوچستان میں بھی حق کی بات اور نعرہ بلند کررہا ہے، ڈاکٹر خالد مقبول صدیقی نے کہا کہ ہمارا جرم یہ تھا کہ ہم نے مہاجر قومی موومنٹ کے نام سے شروع کی تھی، ہم نے غریب اور مڈل کلاس کو ایوانوں میں بھیجا، میں آج پھر وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ بھی عام طبقے کو ایوانوں میں بھیجیں گے، انہوں نے کہا کہ ہمارے لئے سیاست عبادت ہے ہم بلوچستان کے کونے کونے میں نوجوانوں کو دعوت دینے آئے ہیں آئیں ہماری سیاست کی عبادت میں ہمارے ساتھ شریک ہوجائیں، ہم آپ کو صرف شمولیت کی نہیں شراکت کی دعوت دیتے ہیں، خالد مقبول صدیقی نے کہا کہ پاکستان میں قومیتوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں لسانی اکائیوں کو لڑوایا جاتا ہے، پاکستان میں صرف دو ہی قومیتیں ہیں، ایک حاکم اور دوسری محکوم، ایک آقا اور دوسرا غلام، پاکستان میں دو ہی مسلک ہیں، ایک ظالم اور دوسرا مظلوم، ہمیں گورے آقاوں کی جانب سے مسلط کئے گئے کالے آقاوں کیخلاف صف بندی کرنا ہوگی۔

بقیہ 31

خودکش دھماکے اور کوئٹہ میں بم دھماکے کے واقعات میں قیمتی جانوں کے ضیاع پر شدید رنج وغم اور غصے کا اظہار کرتے ہوئے اپنے مذمتی بیان میں کہا کہ ملک دشمن عناصر وطن عزیز کی تعمیروترقی اور امن وامان کو برداشت نہیں کررہے اور اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت نہتے شہریوں اور سیکورٹی فورسز پر بزدلانہ حملے کررہے ہیں جس کی شدید مذمت کرتے ہیں اور دشمن کو یہ باور کرادینا چاہتے ہیں کہ اس طرح کے بزدلانہ حملے پرعزم قوم کے حوصلے پست نہیں کرسکتے بہت جلد یہ تمام دشمن عناصر اپنے انجام کو پہنچیں گے۔ سینیٹر ثمینہ ممتاز زہری نے کہا کہ ملک دشمن عناصر کی جانب سے ایک بار پھر ملک میں سوچے سمجھے منصوبے کے تحت امن وامان کی صورتحال کو خراب کی سازش کی جارہی ہے تاکہ ملکی صورتحال کا فائدہ اٹھا کر اپنے مذموم مقاصد حاصل کرسکیں جو کہ شکست خوردہ عناصر کی جانب سے ملک کو غیرمستحکم کرنے کی ناکام کوشش ہے۔ انہوں نے کہا کہ دشمن اور مفاد پرست عناصر مادر وطن پاکستان کی تعمیروترقی وخوشحالی اور امن وامان کی صورتحال سے خوش نہیں اور اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے گھناؤنی کارروائیاں کرتے ہیں لیکن الحمدللہ پوری قوم، پاک افواج اور دیگر سیکیورٹی فورسز نے ہمیشہ ملک دشمن عناصر کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملاکران کی بیخ کنی کی ہے۔ پاک افواج اور دیگر سیکیورٹی فورسز نے بڑی قربانیوں کے بعد ملک سے دہشت گردی کو ختم کیا ہے اور دہشت گردی اور ملک میں امن وامان کے قیام اور عوام کے جان و مال کے تحفظ کو ممکن بنانے کے لئے ہمہ وقت اپنا کردار ادا کیا ہے۔ انہوں نے پشاور اور کوئٹہ میں بم دھماکوں میں شہید ہونے والے افراد اور زخمیوں کے لئے دعا کی اللہ تعالیٰ شہداء کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور زخمیوں کو جلد صحتیابی عطا فرمائے۔ انہوں نے پوری قوم خاص کر نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ کہا کہ ہم سب کا قومی فریضہ ہے کہ امن وامان کی بہتری اور وطن کی حفاظت کے لئے اپنا اپنا کردار ادا کریں اور دشمنوں کو باور کرادیں کہ پاکستانی قوم دہشت گردی کے خلاف متحد اور ایک پلیٹ فارم پر ہے اور دہشت گردی کے ایسے بزدلانہ واقعات ہمارے حوصلے پست نہیں کرسکتے۔

بقیہ 32

مرضی ہاتھ پاؤں مارلے نمبر گیم پوری ہوچکی۔ مسلم لیگ (ن) یوتھ ونگ کے مرکزی رہنما رانا کاشف رحمٰن کے بھائی رانا منیب رحمٰن کی شادی کی تقریب میں میڈیا سے گفتگو کرتے انہوں نے کہا کہ قوم نوے فیصد موجودہ حکومت کیخلاف ہوچکی مہنگائی بے روزگاری بدامنی نے نئے پاکستان کا چہرہ قوم کو دکھا دیا اب قوم کہتی ہے میاں نواز شریف سے بہتر قیادت نہ تھی نہ آئے گی، ہمارے دور میں عوام خوشحال تھی، اسٹاک ایکسچینج دنیا میں نمبر ون تھی معیشت ترقی کی شاہراہ پر گامزن تھی، اب گھی آٹا چینی پیٹرول ڈیزل ہر چیز عوام کی پہنچ سے دور ہوچکے ہیں، عمران خان سن لیں اب یہ قوم انہیں کوئی این آر او نہیں دے گی۔ انہوں نے کہا حکومتی ایوانوں میں بلچل بے چینی اس بات کی گواہ ہے اسے اپنا انجام نظر آرہا ہے مشکل وقت گزر چکا قوم تھوڑا انتظار کرے موجودہ حکمرانوں سے جان چھوٹ جائے گی پاکستان میں اصل قیادت آنے والی ہے جس کی جڑیں عوام میں ہیں۔ انہوں نے کہا حکومتی اراکین کی اکثریت بھی چاہتی ہے عمران خان سے جان چھوٹے ہم نے حکومتی اراکین کے بغیر ہی الحمدللہ نمبر گیم پوری کرلی ہے وقت آنے پر عدم اعتماد پیش کردی جائے گی اور یہ کامیاب ہوگی اس سلسلہ میں ہوم ورک اور مشاورت مکمل کرلی گئی ہے۔

بقیہ 33

مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اتنی محنت سے حاصل کیا گیا امن اس نااہل حکومت کے ہاتھوں پھر سے تباہ ہونے کی طرف جارہا ہے۔ اپنے بیان میں مولانا فضل الرحمٰن نے پشاور دھماکے میں قیمتی جانوں کے ضیاع پر افسوس اور لواحقین سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے مرحومین کی مغفرت اور زخمیوں کی صحتیابی کی دعا کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ حکومت امن وامان برقرار رکھنے میں ناکام ہوگئی ہے اور اتنی محنت سے حاصل کیا گیا امن اس نااہل حکومت کے ہاتھوں پھر سے تباہ ہونے کی طرف جارہا ہے۔ صوبائی وزیر کامران بنگش نے بھی لواحقین سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ وہ راستے میں ہیں اور ہسپتال جارہے ہیں۔

بقیہ 34

ہوئے کہا کہ عمران صاحب کے ثبوتوں کے صندوق اور ٹرک شہباز شریف کے حق میں گواہی دے رہے ہیں، بدترین سیاسی انتقام عمرانی پراپیگنڈے کے منہ پر ایک اور زوردار طمانچہ ہے۔ اپنے بیان میں انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ آج نیب کے اپنے گواہ شہباز شریف کی بے گناہی کی گواہی دے رہے۔ شہباز شریف کی ایمان داری کی گواہی نیب کے گواہ دے رہے ہیں اور عمران صاحب کی چوری، کرپشن، غیرقانونی غیرملکی فنڈنگ کی گواہی سٹیٹ بینک کا ریکارڈ دے رہے ہیں۔ آج قانون، عوام اور ضمیر کی عدالت میں شہباز شریف سرخرو اور عمران صاحب مجرم بن کر کھڑے ہیں، کرائے کے ترجمان سن لیں نیب گواہ نے گواہی دی کہ جن کمپنیوں کا ریکارڈ پیش کیا شہباز شریف ان کمپنیوں کے سپانسر نہیں رہے۔ نیب گواہ نے تصدیق کی کہ جو ریکارڈ پیش کیا اس کے مطابق شہباز شریف نے کمپنیوں سے کوئی فوائد نہیں لئے، ریکارڈ کے مطابق تمام کمپنیاں قانون کے مطابق تھیں۔ نیب گواہ نے گواہی دی کہ ان کمپنیوں کے خلاف کبھی کوئی کارروائی نہیں ہوئی، عمران صاحب پورا پاکستان آپ کی کرپشن اور منی لانڈرنگ کی گواہی دے رہا ہے۔

بقیہ 35

کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ دھماکہ ایک بڑی سازش کی کڑی ہے، اپنے ایک ٹوئٹ میں وزیراطلاعات نے کہا کہ ہم نے ماضی میں ایسی سازشوں کا مقابلہ کیا ہے انشاء اللہ پاکستان کے دشمن ناکام ہونگے۔ نہوں نے کہا کہ واقعہ کی تحقیقات جاری ہیں، تحقیقات کے بعد عوام کے واقعہ کے بارے میں آگاہ کیا جائیگا۔ وفاقی وزیراطلاعات نے واقعہ میں جانی نقصان پر اظہار افسوس کرتے ہوئے زخمیوں کی جلد صحتیابی کی دعا کی۔

بقیہ 36

حکومت نے یوٹیلیٹی اسٹورز پر بڑا رمضان پیکج دینے کی تیاری کرلی۔ ذرائع کے مطابق یوٹیلیٹی اسٹورز پر 8 ارب 28 کروڑ روپے کا رمضان ریلیف پیکج دینے کی تجویز ہے جس کے تحت 19 اشیائے ضروریہ پر سبسڈی دیے جانے کا امکان ہے۔ ذرائع کے مطابق پیکج کے تحت سب سے زیادہ سبسڈی گھی کے لیے مختص کرنے کی تجویز ہے جس میں گھی کیلئے 4 ارب 5 کروڑ روپے کی سبسڈی کی تجویز دی گئی ہے، آٹے پر 2 ارب 53 کروڑ 40 لاکھ اور چینی پر 75 کروڑ روپے کی سبسڈی کی تجویز ہے۔ ذرائع نے بتایا کہ باسمتی چاول پر ڈھائی کروڑ، سیلہ چاول پر ایک کروڑ، ٹوٹا چاول پر 3 کروڑ 60 لاکھ، دال چنا پر 3 کروڑ، دال مسور پر 3 کروڑ اور سفید چنے پر 5 کروڑ روپے کی سبسڈی کی تجویز ہے۔ ذرائع کے مطابق رمضان پیکج کے تحت دیگر اشیاء پر 76 کروڑ 50 لاکھ روپے کی سبسڈی کی تجویز ہے۔ حکومت نے گزشتہ سال 7 ارب 84 کروڑ 26 لاکھ روپے کے رمضان پیکج کا اعلان کیا تھا۔

بقیہ 37

اسلام آباد ہائیکورٹ نے ایمان مزاری کی دائر درخواست پر ساعت میں احکامات جاری کرتے ہوئے پولیس کو ایمان مزاری اور دیگر کی گرفتاری سے روک دیا۔ جمعہ کو ایمان مزاری کی دائر درخواست پر اسلام آباد ہائی کورٹ کے چیف جسٹس اطہر من اللہ نے احکامات جاری کرتے ہوئے پولیس کو ہدایت کی کہ ایف آئی آر کی کاپی درخواست گزار کو فراہم کی جائے۔ اسلام آباد ہائی کورٹ نے سیکریٹری داخلہ، آئی جی پولیس کو پیر کو ذاتی حیثیت میں طلب کیا۔ وکیل نے عدالت کو بتایا کہ قائداعظم یونیورسٹی کا طالب علم لاپتہ ہوا جس کے لیے احتجاج کیا جارہا تھا، طلبا کے مظاہرے پر پولیس کی جانب سے طاقت کا استعمال کیا گیا، احتجاج کے دوران پولیس آپریشن میں درجنوں طالب علم زخمی ہوئے۔ چیف جسٹس نے کہا کہ بلوچستان کے طلبا کو تو سننا چاہیے، بلوچ طلبا کی آواز دبانے والوں کے خلاف بغاوت کے پرچے ہونے چاہئیں۔ یاد رہے کہ وفاقی وزیر شیریں مزاری کی صاحبزادی ایڈووکیٹ ایمان زینب مزاری بلوچ نے اپنے خلاف درج کیا گیا مقدمہ اسلام آباد ہائی کورٹ میں چیلنج کیا تھا، ایمان مزاری کی جانب سے عدالت میں دائر کی گئی درخواست میں ایف آئی آر کی کاپی فوراً فراہم کرنے اور کارروائی معطل کرنے کی استدعا کی گئی تھی۔ گزشتہ روز قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے طالب علم کی جبری گمشدگی کے خلاف وفاقی دارالحکومت میں نیشنل پریس کلب کے باہر زیر تعلیم بلوچ طلباء نے احتجاجی کیمپ لگایا جس میں بلوچ اسٹوڈنٹس کونسل کے رہنماؤں، ایم این اے محسن داوڑ اور وفاقی وزیر انسانی حقوق شیریں مزاری کی صاحبزادی ایڈووکیٹ ایمان زینب مزاری بلوچ نے بھی شرکت کی اور اپنے 2 طالب علم ساتھیوں کی بازیابی کا مطالبہ کیا۔ اس احتجاج کے خلاف وفاقی وزیر شیریں مزاری کی صاحبزادی ایمان مزاری اور ایم این اے محسن داوڑ سمیت احتجاج میں شریک سینکڑوں طلباء کے خلاف مقدمہ درج کرلیا گیا اور انہیں بتایا گیا کہ ان کے خلاف مقدمہ درج کرکے ایف آئی آر سیل کردی گئی ہے۔

بقیہ 38

محتسب پنجاب میجر (ر) اعظم سلیمان خان نے بچوں کو آن لائن استحصال سے محفوظ رکھنے کے لیے چیف صوبائی کمشنر برائے اطفال تیانہ سجاد نصیر کی سربراہی میں 16 رکنی ورکنگ گروپ تشکیل دے دیا ہے۔ دفتر محتسب پنجاب کے جاری کردہ نوٹیفکیشن کے مطابق ورکنگ گروپ کے ممبران میں وفاقی محتسب آفس کی قومی کمیٹی برائے اطفال کی چیئرمین شاہین عتیق الرحمٰن، گریونس کمشنر برائے اطفال کی ایڈوائزر رسیدہ وقار النساہاشمی، اراکین صوبائی شمسہ علی، زینب لودھی اور فلاحی تنظیم "پہچان" کیصدر ڈاکٹر نعیم ظفر کے علاوہ محکمہ ہائے داخلہ، سکول ایجوکیشن وہائر ایجوکیشن کے اسپیشل سیکرٹریز، صوبائی سیکرٹری اطلاعات وثقافت، محکمہ ہائے اوقاف، سوشل ویلفیئر اور چائلڈ پروٹیکشن وویلفیئر بیورو کے ڈائریکٹر جنرلز، ایچ آر سی پی کے سربراہ، ایڈیشنل آئی جی (آپریشنز) اور ایف آئی اے کے ڈائریکٹر سائبر کرائم بلحاظ عہدہ شامل ہیں۔ یہ ورکنگ گروپ بچوں کو آن لائن استحصال سے بچانے کیلئے متعلقہ محکموں کے اشتراک سے اہم تھنک ٹینک کے طور پر اپنی خدمات سرانجام دے گا تاکہ پنجاب ایک چائلڈ فرینڈلی صوبہ بنے۔ اس ورکنگ گروپ کا اہم اجلاس دفتر محتسب پنجاب میں 7 مارچ کو طلب کرلیا گیا ہے۔

بقیہ 39

پراسیکیوشن ڈیپارٹمنٹ نے سیالکوٹ میں سری لنکن شہری کو قتل کرنے اور جلانے کے مقدمے کا چالان مکمل کر کے گوجرانوالہ کی انسداد دہشتگردی عدالت میں جمع کروادیا۔ ڈپٹی پراسیکیوٹر جنرل عبدالرؤف وٹو کی سربراہی میں پانچ رکنی پراسیکیوشن ٹیم نے چالان جمع کرانے کی منظوری دی۔ پولیس نے چالان میں 89 ملزمان کو نامزد کیا گیا ہے۔ پولیس نے واقعے کی ویڈیوز اور ڈیجیٹل شواہد کو چالان کا حصہ بنایا ہے جبکہ ڈی این اے شواہد، چشم دید گواہان اور فرانزک شواہد کو بھی چالان کا حصہ بنایا گیا ہے، چالان میں سری لنکن شہری پیرانتھا کمار کو مشتعل ہجوم سے بچانے والے فیکٹری منیجر کو بطور گواہ شامل کیا گیا ہے۔ پراسیکیوشن نے چالان میں ملزمان کو سخت سے سخت سزا دینے کی استدعا کی ہے۔ سیالکوٹ میں سری لنکن شہری کو جلانے کے مقدمے کا ٹرائل کوٹ لکھپت جیل لاہور میں ہوگا، تمام ملزمان کو لاہور کی کوٹ لکھپت جیل میں منتقل کردیا گیا ہے۔

بقیہ 40

پاکستان پیپلز پارٹی سنٹرل پنجاب کے صوبائی نائب صدر چوہدری ارشد جٹ نے کہا کہ حکومتی نالائق وزراء اور حاتمی امراء کے درباریوں کو پتہ چل جائیگا کہ الٹی گنتی کیسے شروع ہوتی ہے؟ پیپلز پارٹی نے اپنے پرامن عوامی لانگ مارچ سے اس جعلی تبدیلی سرکار کی ناجائز حکومت سے گیارہ کروڑ غریب عوام کی جان چھڑوانی ہے اس وقت ملک مشکل میں ہے اور پورے ملک کے عوام اس وقت تکلیف میں ہیں۔ سلیکٹڈ نے ہر شخص کی زندگی مشکل بنادی ہے یہ تبدیلی نہیں بلکہ تباہی ہے اور یہ نیا پاکستان نہیں بلکہ مہنگا پاکستان ہے۔ پیپلز پارٹی کے ڈویژنل صدر چوہدری سعید اقبال، ضلعی صدر محمد اعجاز چوہدری نے کہا کہ آج چیئرمین بلاول بھٹو کا ''عوامی لانگ مارچ'' چیچہ وطنی پہنچے گا فیصل آباد ڈویژن کے جیالے و تنظیمی عہدیداران اپنے قائد منزل چیئرمین بلاول بھٹو کا شاندار تاریخی استقبال کرینگے پیپلز پارٹی کے سینئر رہنما و سابق ایم این اے چوہدری طارق محمود باجوہ، سابق صوبائی وزیر مال وڈویژنل جنرل سیکرٹری حاجی اسحاق، ضلعی جنرل سیکرٹری رائے شاہ جہان کھرل، سینئر نائب صدر ملک اصغر علی قیصر نے کہا کہ ''عمران نیازی کو بھگانا ہے اور بلاول کو لانا ہے''، کا نعرہ ہر پاکستانی کے دل کی آواز بن چکا ہے سٹی صدر رانا نعیم دستگیر، سابق سٹی صدر رانا مشتاق خاں، سابق ایم پی اے نورالنساء ملک، جنرل سیکرٹری میاں اشفاق حسین نے کہا کہ بلاول بھٹو کے عوامی مارچ نے حکومتی ایوانوں میں خوف طاری کردیا ہے ڈویژنل نائب صدر ماسٹر اشفاق احمد، ٹکٹ ہولڈرز چوہدری نجف ضیاء وڑائچ، حاجی یونس سلیمان، چوہدری شکور گجر، ندیم غفاری، میاں ذکریا حسن ڈار نے کہا کہ فیصل آباد کے غیور جیالے اور محنت کش مزدور کسان اپنے چیئرمین بلاول بھٹو کے عوامی لانگ مارچ کو کامیاب کروانے کیلئے جوک در جوک آج چیچہ وطنی پہنچے گے ہمارا لانگ مارچ حکومت پنجاب اور تبدیلی سرکار کے ایوانوں میں ہل چل پیدا کردیگا اس کسان سے پوچھیں جو تپتی دھوپ میں محنت کرتا ہے اور محنت کے باوجود کسان کو اس کا پھل نہیں ملتا ان خیالات کا اظہار پاکستان پیپلز پارٹی وسطی پنجاب کے صوبائی نائب صدر چوہدری ارشد جٹ کے ڈیرے پر چیئرمین بلاول بھٹو کے عوامی لانگ مارچ کی حتمی تیاریوں کے سلسلہ میں منعقدہ مشاورتی اجلاس میں شریک ڈویژن، ڈسٹرکٹ، سٹی وخواتین ونگ و دیگر جیالوں سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ سابق سٹی جنرل سیکرٹری وسینئر رہنما چوہدری عمر دراز آزاد ڈویژنل وڈسٹرکٹ میڈیا کوارڈینیٹر محمد طاہر شیخ نے کہا کہ آج ہم اپنے عظیم قائد بھٹو بے نظیر کے لال چیئرمین بلاول بھٹو کے استقبال کو تاریخی بناتے ہوئے لانگ مارچ میں شریک ہونگے ڈویژنل صدر خواتین پی پی پی سکینہ چوہدری ایڈووکیٹ صدر رخسانہ قمر، سٹی صدر روبینہ بٹ نے کہا کہ فیصل آباد کی خواتین اپنی شہید رانی کے لخت جگر بلاول بھٹو اور بے نظیر کی تصویر آصفہ بھٹو کا فقید المثال استقبال کرینگی

بقیہ 41

سانگلہ ہل گداگروں کی لپیٹ میں آ گیا، انتظامیہ لمبی تان کرسوگئی۔ سماجی حلقوں کا اعلیٰ حکام سے نوٹس کا مطالبہ۔ سروے کے مطابق شہر بھر میں بے شمار مرد و خواتین بیرونی علاقوں سے جن میں بلوچستان، ننکانہ صاحب، شاہکوٹ، چنیوٹ، وہاڑی اور چک جھمرہ اور دیگر علاقوں سے خواتین بھیک مانگنے کی غرض سے سانگلہ ہل آتی ہیں جو کہ مانگنے کے روپ میں سرعام گناہ کو دعوت دے رہی ہیں جو کہ میک اپ کر کے آتی ہیں اور موقع پاکر لوگوں کے گھروں سے قیمتی چیزیں چوری کر کے لے جاتی ہیں اور منشیات فروشی بھی کروارہی ہیں اس طرح سے خواتین گروہ جیولرز کی دوکانات پر گاہک بن کر جاتی ہیں اور زیورات چرا کر لے جاتی ہیں اس طرح سے ڈکیتیوں اور بچوں کو اغواء کرنے کے واقعات بھی رونما ہو سکتے ہیں سماجی حلقوں نے اعلیٰ حکام سے نوٹس لینے کا مطالبہ کیا ہے اور کہا ہے کہ گداگروں کے خلاف فوری قانونی کارروائی کی جائے۔

بقیہ 42

پاکستان تحریک انصاف کے صوبائی پارلیمانی چیئرمین استحقاق کمیٹی چوہدری علی اختر خاں پی ٹی آئی رہنما چوہدری تیمور علی خاں نے کہا ہے کہ وزیراعظم نے پٹرول، ڈیزل اور بجلی کی قیمتوں میں کمی کا اعلان کیا، یہ پہلی اپوزیشن ہے جس کو قیمتوں میں کمی پر تکلیف ہورہی ہے عمران خان کے دور میں امریکا کو ایبسلوٹلی ناٹ یعنی بالکل نہیں کہا جاتا ہے پہلے امریکا پاکستان کو ڈومور کا حکم دیتا تھا مگر اب عمران خان اسے بالکل نہیں کہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آصف زرداری اور نوازشریف امریکا کے مہنگے دورے کرتے تھے، ڈومور کا حکم مانتے تھے اور ڈانٹ بھی کھاتے تھے مخالفین کی طرح نکلے، نالائق اور بدحرام نہیں ہیں، ہم اپنے سندھ حقوق مارچ کے ساتھ ساتھ نہ صرف اپنی وزارتوں سے مسلسل رابطے میں ہیں بلکہ یوکرین میں پھنسے پاکستانیوں اور ان کے اہل خانہ سے بھی رابطہ ہے۔ انہوں نے سندھ حکومت اور پیپلز پارٹی پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ وزیراعلیٰ سندھ سمیت پوری کابینہ کنٹینر پر پڑھ گئی ہے۔ انہوں نے کہا آصف زرداری اور بلاول بھٹو تو اپنے لوگوں سے کبھی ہاتھ نہیں ملاتے، وہ دبئی کے لوگوں سے ہاتھ ملاتے ہیں، وہاں پاکستان کا پیسہ منی لانڈرنگ کرتے رہے ہیں۔ سندھ حکومت پر سخت تنقید کرتے ہوئے چوہدری علی اختر نے کہا کہ کہا کہ سندھ کے ہسپتالوں میں لوگوں کے لیے علاج معالجے کی سہولت نہیں ہے۔

عوام تبدیلی سرکار کی عوام دشمن پالیسیوں سے تنگ آچکے ہیں، جے یو آئی

لوگ خودکشی کرنیپر مجبور ہیں اپنے بچے گردے فروخت کر کے زندگی بسر کر رہے ہیں، سابق رکن قومی اسمبلی

مظلوم عوام کیلئے اسوقت توانا آواز صرف جمعیت علماء اسلام اور قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن ہیں

اوتھل (نمائندہ امروز) جمعیت علماء اسلام پاکستان کے مرکزی سرپرست اعلیٰ سابق ممبر قومی اسمبلی ممتاز عالم دین مولانا قمرالدین نے کہا کہ 23 مارچ کو پاکستان ڈیموکریٹیڈ یموکریٹک موومنٹ کے زیر اہتمام ہونیوالے مہنگائی مارچ ناجائز نالائق تبدیلی سرکار کی حکومت کا خاتمہ کر دیگا، عوام تبدیلی سرکار کی عوام دشمن پالیسیوں سے تنگ آچکے ہے لوگ خودکشی کرنیپر مجبور ہیں اپنے بچے گردے فروخت کر کے زندگی بسر کررہیں عمران اور پی ٹی آئی حکومت نے عوام کا جینا حرام کر دیا ہے مہنگائی نے عوام کو نان شبینہ کا محتاج بنادیا ہے وطن عزیز میں

بقیہ 29 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

ترقی یافتہ قومیں تعلیم سے ہی ترقی کرتی ہیں، ڈی سی قلات

اسکولوں میں داخلہ مہم کے حوالے سے عوام میں شعور بیدار کرنے کی اشد ضرورت ہے

قلات (خ ن) ڈپٹی کمشنر قلات کیپٹن (ر) مہر اللہ بادینی نے کہا کہ اسکولوں میں داخلہ مہم کے حوالے سے عوام میں شعور بیدار کرنے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ ترقی یافتہ قومیں تعلیم سے ہی ترقی کرتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پڑھے لکھے اور تعلیم یافتہ شخص کو جاہلوں پر برتری حاصل ہے لہذا ہمیں اپنے بچوں کو تعلیم کی زیور سے آراستہ کر کے ان کی زندگی

بقیہ 30 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

صوبائی وزراء کی سبی میلہ میں محکمہ تعلقات عامہ کے سٹال کا دورہ

سبی (خ ن) صوبائی وزراء حاجی محمد خان لہڑی، میر نصیب اللہ مری اور سیکرٹری امور حیوانات محمد طیب لہڑی نے آج یہاں نمائش گراؤنڈ میں محکمہ تعلقات عامہ کے سٹال کا دورہ کیا جہاں انہوں نے صوبائی حکومت کی کارکردگی کے حوالے تاریخی حوالے اور

بقیہ 32 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

ہم ترقی کے عمل میں حکومت کے ساتھ ہیں، ایڈوکیٹ عبدالحمید بلوچ

صوبے کی پسماندگی کے خاتمے کے لیئے اٹھائے گئے اقدامات کا خیر مقدم کرتے ہیں

[illegible]

بقیہ 31 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

برقی لائنوں کی مرمت کے سلسلے میں بجلی بند رہے گی، کیسکو

کوئٹہ (این این آئی) کوئٹہ الیکٹرک سپلائی کمپنی (کیسکو) کے اعلامیہ کے مطابق ترقیاتی کاموں اور ضروری مرمت کے سلسلے میں 06 مارچ کو زرغون گرڈ اسٹیشن [illegible]

بقیہ 33 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

کورونا وائرس سے مزید 11 افراد چل بسے، 953 نئے کیسز رپورٹ

اسلام آباد (این این آئی) پاکستان میں پانچویں لہر کے دوران کورونا وائرس سے مزید 11 کورونا مریض زندگی کی بازی ہار گئے، 953 نئے کیسز رپورٹ ہوئے۔ نیشنل کمانڈ اینڈ آپریشن سینٹر (این سی او سی) کے اعداد وشمار کے مطابق پاکستان میں

بقیہ 34 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

گوادر اسسٹنٹ کمشنر گوادر کیپٹن ریٹائرڈ راجہ اطہر عباس بسم اللہ تر پھولوں کے نمائش کا افتتاح کر رہے ہیں

کسی کا راستہ نہیں روکا گیا، علی زیدی کا بلاول بھٹو کو جواب

بلاول بھٹو ملتان میں کل ہونے والے واقعے کے متعلق جھوٹ بول رہے ہیں

کراچی (این این آئی) پی ٹی آئی کے مرکزی رہنما اور وفاقی علی زیدی نے ملتان میں میڈیا پر ہونے والے حملے کی مذمت کرتے ہوئے چیئرمین پی پی پی کو جواب دیا ہے۔ علی زیدی نے اپنے بیان میں بلاول بھٹو زرداری کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ ہم نے کسی کا راستہ نہیں روکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بلاول بھٹو ملتان میں کل ہونے والے واقعے کے

بقیہ 36 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

ہائیکورٹ نے محکمہ بہبود آبادی کے 1100 کنٹریکٹ ملازمین کو برطرفی سے روکدیا

لاہور (این این آئی) لاہور ہائیکورٹ نے محکمہ بہبود آبادی کے 1100 کنٹریکٹ ملازمین کو برطرف کرنے سے روکتے ہوئے چیف سیکرٹری پنجاب اور سیکرٹری بہبود آبادی سے جواب طلب کرلیا۔ لاہور ہائیکورٹ کے جسٹس ساجد محمود سیٹھی نے محکمہ بہبود

بقیہ 35 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

سید امین الحق کی پشاور کوچہ رسالدار دھماکے کی شدید الفاظ میں مذمت

نماز جمعہ کے دوران مسجد میں نمازیوں پر حملہ دہشتگردوں کی بزدلانہ کارروائی ہے، وفاقی وزیر آئی ٹی

اسلام آباد (این این آئی) وفاقی وزیر آئی ٹی سید امین الحق نے پشاور کوچہ رسالدار دھماکے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ نماز جمعہ کے دوران مسجد میں نمازیوں پر حملہ دہشتگردوں کی بزدلانہ کارروائی ہے۔ اپنے بیان میں سید امین الحق نے کہا کہ ملک میں امن دشمن قوتوں کے مذموم مقاصد کو باہمی اتحاد و یکجہتی سے ناکام بنانا ہوگا، امین

بقیہ 37 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

گھی اور خوردنی تیل کی قیمتوں میں اضافے کیخلاف قرارداد جمع

لاہور (این این آئی) مسلم لیگ (ن) نے گھی اور خوردنی تیل کی قیمتوں میں ہوشربا اضافے کے خلاف قرارداد پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کرادی۔ مسلم لیگ (ن) کی رکن ربعیہ نصرت کی

بقیہ 38 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

بلوچستان میں کورونا وائرس کے پھیلاؤ کی شرح 0.82 فیصد ریکارڈ، 2 نئے کیس رپورٹ

کوئٹہ (این این آئی) بلوچستان میں کورونا وائرس کے پھیلاؤ کی شرح 0.82 فیصد ریکارڈ، 2 نئے کیس رپورٹ ہوئے، میڈیا کوارڈینیٹر محکمہ صحت بلوچستان ڈاکٹر وسیم بیگ کی جاری کردہ رپورٹ کے مطابق بلوچستان میں گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران کورونا وائرس کے 2 نئے کیس رپورٹ ہونے کے بعد اب تک متاثرہ افراد کی تعداد 35363 ہوگئی ہے جبکہ گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران 5 افراد کورونا وائرس سے صحت یاب ہوئے جس کے

بقیہ 39 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

پشاور، جمعہ کے نماز میں بم دھماکے سے زخمی ہونیوالے شخص کو طبی امداد کیلئے ہسپتال لے جایا جارہا ہے

داخلہ مہم ایک قومی ذمہ داری ہے، ڈپٹی کمشنر کوہلو

ضلع میں رواں تعلیمی سال کے دوران 3000 بچے اور بچیوں کو داخل کیا جائیگا

کوہلو (نامہ نگار) ڈپٹی کمشنر کوہلو قربان مگسی کی سربراہی میں رواں تعلیمی سال کے آغاز پر داخلہ مہم کے سلسلے میں آگاہی ریلی نکالی گئی۔ آگاہی ریلی گورنمنٹ بوائز ماڈل ہائی سکول سے ڈپٹی کمشنر کی قیادت میں برآمد ہوئی جو شہر کے مختلف راستوں ایف سی روڈ، ٹریفک چوک، صدر بازار، شہید جسٹس نواز مری چوک اور میر فتح خان روڈ سے ہوتے

بقیہ 6 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

داخلہ مہم کا انعقاد قابل تحسین اقدام ہے، لطیف اللہ غرشین

اس سے بھاگ کی عوام میں شعور بیدار کرنے کی کوشش کی گئی ہے

بھاگ (این این آئی) گورنمنٹ ہائی سکول بھاگ [illegible] ایجوکیشن آفیسر بھاگ حق نواز جنگ یونیسیف [illegible]

بقیہ 7 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

دہشتگردی میں ملوث افراد کسی رعایت کے مستحق نہیں

یہ لوگ انسان کہلانے کے بھی لائق نہیں ہیں، سردار گل محمد خان جوگیزئی

[illegible] ممتاز قبائلی رہنما سردار گل محمد خان جوگیزئی نے کہا ہے کہ کوئٹہ فاطمہ جناح روڈ پر ایک بزدلانہ ریموٹ کنٹرول بم دھماکے میں ڈی ایس پی اجمل خان [illegible] اس سے بل دکان میں فائرنگ کرنے کے دو بے گناہ ہزارہ افراد کو ٹارگٹ کرنے کی شدید مذمت کرتا

بقیہ 8 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

شرپسند عناصر کو ہمیشہ کی طرح اس مرتبہ بھی ناکامی کا سامنا کرنا پڑیگا، کریم نوشیروانی

چند عناصر واقعہ کو قومیت کا رنگ دے کر قوموں کے درمیان نفرت کی فضاء قائم کرنا چاہتے ہیں

کوئٹہ (این این آئی) بلوچستان عوامی پارٹی کے سینئر نائب صدر و سابق صوبائی وزیر میر عبدالکریم نوشیروانی نے اسلام آباد میں بلوچ طلباء پر پولیس تشدد کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ چند عناصر واقعہ کو قومیت کا رنگ دے کر قوموں کے درمیان نفرت کی فضاء قائم کرنا چاہتے ہیں، انتشار کی سیاست کرنے والے قوموں کو تقسیم کرنے کی

بقیہ 12 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

پی پی ایچ آئی اسٹاف کیساتھ ہر ممکن تعاون کیلئے تیار ہیں، عبدالولی مری

پی پی ایچ آئی بی ایچ یو اسٹاف کی جانب سے جو بھی اقدام اٹھایا گیا ہم اس کی بھرپور حمایت کریں گے

کوہلو (دوران بلوچ) پی پی ایچ آئی پیرامیڈکس بی ایچ یو اسٹاف کے ضلعی صدر عبدالولی مری کے سربراہی میں وفد نے پیرامیڈکس کے ضلعی صدر ڈاکٹر میر یعقوب مری سے ملاقات کیا عبدالولی مری نے پی پی ایچ آئی بی ایچ یو اسٹاف کی مستقلی کے جہد وجہد اور مسائل کے حوالے سے پیرامیڈکس کے صدر کو بریفنگ دی جس پر میر یعقوب مری نے

بقیہ 13 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

عمران خان استعفیٰ دیکر محفوظ راستہ لیں، پرویز اشرف

موجودہ حکومت کے جانے اور لوٹ مار کے حساب دینے کا وقت آن پہنچا ہے

مریدکے (این این آئی) پیپلز پارٹی پنجاب کے صدر و سابق وزیراعظم راجہ پرویز اشرف نے کہا ہے پنجاب میں بلاول بھٹو زرداری کے لانگ مارچ کے تاریخی استقبال سے پنجاب کی غیور عوام بی بی شہید بینظیر بھٹو کے استقبال کی تاریخ دہرائے گی۔ سابق ایم این اے چوہدری چوہدری نثار پنوں مرحوم کے بیٹے سابق ٹکٹ ہولڈر پی پی چوہدری عثمان پنوں کے ہمراہ میڈیا سے گفتگو کرتے انہوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی آج بھی پاکستان کی سب سے بڑی عوامی

بقیہ 14 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

اراکین اسمبلی کی جانب سے بل منظور کرنے پر انکا مشکور ہوں عبدالرحیم کاکڑ

پراپرٹی ٹیکس جو کہ سابق وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کے دور میں ملک بھر کے تمام ایجنسیوں بشمول فاٹا کو ریلیف دیا گیا تھا

پراپرٹی ٹیکس سروے کو فوراً روکا جائے کیونکہ پہلے سے علاقے میں گیس، بجلی، پانی، ہسپتال موجود نہیں ہیں، صوبائی صدر انجمن تاجران بلوچستان

کوئٹہ (این این آئی) مرکزی انجمن تاجران بلوچستان کے صدر عبدالرحیم کاکڑ، حضرت علی اچکزئی، سید عبدالقیوم آغا، میر یاسین مینگل، حاجی سعداللہ اچکزئی، حاجی ہاشم کاکڑ، مرکزی انجمن تاجران قلعہ سیف اللہ کے صدر فیض اللہ کاکڑ، مولوی محمد صابر، مولوی شمس الدین، عبدالمجید بابر، باران کلیوال، حاجی جمعہ رحیم، بوٹ شرانی، محمد صابر، عثمان جلال زئی، اختر گل، محمد عارف کاکڑ، مسلم جاور شرف الدین موسیٰ خیل، شاہ محمد، کلیم اللہ دمڑ، حسن دمڑ، عبدالخالق آغا، حاجی ظفر کاکڑ، حاجی حمداللہ ترین، دوست محمد آغا، حاجی خدائیدوست

بقیہ 1 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

بھوتانی برادران عوام دوست اور لسبیلہ کے حقیقی رہنما ہیں، غلام علی موندرہ

اوتھل (نمائندہ امروز) رحمت اللہ گوٹھ بریدہ کی نوجوان سیاسی سماجی شخصیت موندرہ جماعت اسحاق پوٹہ رجسٹرڈ کے جنرل سیکرٹری ایڈووکیٹ غلام علی موندرہ نے اپنے بیان میں کہا رحمت اللہ سیتا کراچی، حب اور ودیگر علاقوں میں بسنے والے

بقیہ 4 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

سماجی تنظیموں کے تعاون سے خطرناک بیماریوں پر قابو پایا جا سکتا ہے، محمد ایوب

محکمہ صحت میں افرادی قوت کی کمی دور کیا جارہا ہے اور خالی آسامیوں کو پر کیا جارہا ہے

لورالائی (نامہ نگار) ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن ڈبلیو ایچ او کے زیر اہتمام کمشنر آفس کانفرنس ہال میں ایک اہم تقریب منعقد ہوئی جس کا مہمان خاص ڈبلیو ایچ او کے نمائندے (ڈبلیو ایچ او پاکستان) ڈاکٹر پلیتا ماہی پلا تھے تقریب میں ایڈیشنل کمشنر لورالائی ڈویژن محمد ایوب۔ ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ ڈاکٹر شاکر بلوچ۔ ڈپٹی کمشنر لورالائی ڈاکٹر عتیق

بقیہ 2 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

وطن عزیز پاکستان انتہائی نازک موڑ پر کھڑا ہے، مولانا مفتی محمد روزی

علماء نظریاتی اور فکری بنیادوں پر عوام کی تربیت کریں، مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جمعیت

[illegible]

بقیہ 3 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

صوبائی محتسب کی ہدایت پر درخواست گزار محمد رمضان کو جے وی ٹی کی پوسٹ پر بحال کر دیا گیا

کوئٹہ (خ ن) صوبائی محتسب بلوچستان نذر محمد بلوچ [illegible]

بقیہ 5 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

لورالائی کے شہری پینے کیلئے صاف پانی کو ترس گئے، عوامی حلقوں کا نوٹس لینے کا مطالبہ

لورالائی (این این آئی) لورالائی کے شہری پینے کے لئے صاف پانی کو ترس گئے لورالائی میں کروڑوں روپے کے آبنوشی منصوبوں پر خرچ کرنے کے باوجود لورالائی ایک مرتبہ پھر کربلا کا منظر پیش کرنے لگا پانی لورالائی میں اب پیٹرول اور ڈیزل کے نرخوں میں

بقیہ 9 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

لورالائی، ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے نمائندہ ڈاکٹر پلیتا ماہی مہاجر کیمپ میں ہیلتھ کیمپ کا افتتاح کر رہے ہیں

عینی شاہدین نے صحافی اطہر متین کے قاتل کو شناخت کر لیا

واقعے کے تینوں عینی شاہدین نے ملزم کو ڈمی ملزمان کے درمیان شناخت کیا

کراچی (این این آئی) تین عینی شاہدین نے صحافی اطہر متین کے قاتل کو شناختی پریڈ میں پہچان لیا۔ سٹی کورٹ میں سینئر صحافی اطہر متین قتل کیس کی سماعت ہوئی۔ جوڈیشل مجسٹریٹ وسطی کی عدالت میں گرفتار ملزم اشرف کی شناخت پریڈ ہوگئی، مقدمے کے تین عینی شاہدین نے ملزم کو شناخت کرلیا۔ پولیس نے شناخت پریڈ میں ملزم کے ہمراہ

بقیہ 11 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

وزیر اطلاعات اور گورنر سندھ نے اسٹیڈیم میں پاک آسٹریلیا میچ دیکھا

اسلام آباد (این این آئی) وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات فواد چوہدری اور گورنر سندھ عمران اسماعیل نے پاکستان اور آسٹریلیا کے درمیان پہلا ٹیسٹ میچ اسٹیڈیم میں دیکھا۔ جمعہ کو وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات فواد چوہدری اور گورنر سندھ عمران خان

بقیہ 10 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

واپڈا ہائیڈرو یونین کا 07 مارچ کو صوبھر میں مظاہروں کا اعلان

عدالت عالیہ بلوچستان میں سی بی اے یونین کی دائر پٹیشن پر جو بھی فیصلہ آئیگی یونین اس فیصلے کو تسلیم کریگی، محمد رمضان اچکزئی

یونین نے جوائنٹ انکوائری کمیٹی کے ذریعے تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے اور سی بی اے یونین نے کیسکو انتظامیہ کو 31 پوائنٹ پر مشتمل ایجنڈا پیش کیا ہے

کوئٹہ (این این آئی) آل پاکستان واپڈا ہائیڈرو الیکٹرک ورکرز یونین (سی بی اے) بلوچستان کے زیراہتمام پورے بلوچستان کی طرح چیف ایگزیکٹو آفس کوئٹہ میں بھی واپڈا اور اس کے گروپ آف کمپنیز کی نجکاری کے خلاف اور کمپنیوں کو تحلیل کر کے واپڈا کی سابقہ حیثیت بحال کرنے، صوبائی جوائنٹ سیکریٹری محمد یار علیزئی کی رہائی اور مزدوروں کے زیرالتوا مسائل کے حل کیلئے احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرین سے یونین رہنماؤں محمد رمضان اچکزئی، عبدالباقی لہڑی اور سید آغا محمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ فروری کے شروع میں چیف ایگزیکٹو

بقیہ 15 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

سینئر صوبائی وزیر بلدیات صالح بھوتانی صوبائی وزراء میر نصیب مری، محمد خان لہڑی مشیر داخلہ میر ضیاء لانگو و دیگر کو کمشنر سبی ڈویژن بالاچ عزیز سوئنیر پیش کر رہے ہیں

انسانی حقوق کے تحفظ کیلئے اقدامات کو وسعت دے رہے ہیں، خلیل جارج

جلد بلوچستان میں انسانی حقوق پر عالمی کانفرنس منعقد کرائیں گے، پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور

انسانی حقوق کے تحفظ کیلئے کام کرنے والے معروف بین الاقوامی اداروں کے دورے کا بھی اہتمام کیا جائے گا

کوئٹہ (این این آئی) پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور خلیل جارج نے کہا ہے کہ صوبے میں انسانی حقوق کے تحفظ کیلئے اقدامات کو وسعت دے رہے ہیں، جلد بلوچستان میں انسانی حقوق پر عالمی کانفرنس منعقد کرائیں گے جس کیلئے انسانی حقوق کے معروف بین الاقوامی اداروں کے دورے کا بھی اہتمام کیا جائے گا۔ ان خیالات کا اظہار انہوں وفاقی وزارت انسانی حقوق کے ریجنل ڈائریکٹر محمد یوسف شاہ سے اپنے دفتر میں ملاقات کے دوران کیا۔ ملاقات کے دوران ریجنل ڈائریکٹر وفاقی وزارت انسانی حقوق محمد یوسف شاہ نے پارلیمانی

بقیہ 40 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

عوام نے دو ماہ میں پاکستان کی سیاست الٹ دی ہے، بلاول بھٹو زرداری

اسلام آباد تک سفر طویل ہے، جب وفاقی دارالحکومت پہنچیں گے تو آپ کو خوشخبری ملے گی

ملتان (این این آئی) چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی بلاول بھٹو زرداری نے کہا ہے کہ اسلام آباد تک سفر طویل ہے، جب وفاقی دارالحکومت پہنچیں گے تو آپ کو خوشخبری ملے گی، عوام نے دو ماہ میں پاکستان کی سیاست الٹ دی ہے، اب عمران خان کی ٹانگیں کانپ رہی ہیں، ٹی وی پر روتا ہے میڈیا تنقید کرتا ہے اور پیکا آرڈیننس جاری کرتا ہے، عمران خان تم

بقیہ 41 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

امن وامان کی صورتحال کے حوالے سے تحریک التوائے کار جمع

لاہور (این این آئی) مسلم لیگ (ن) نے صوبے میں امن وامان کی صورتحال کے حوالے سے تحریک التوائے کار پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کرادی۔ رکن اسمبلی عنیزہ فاطمہ کی جانب سے جمع کرائی گئی تحریک کے متن میں کہا گیا ہے کہ صوبائی

بقیہ 43 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

اپوزیشن نے عدم اعتماد پر اپنا ہوم ورک مکمل کرلیا ہے، عظمیٰ بخاری

تحریک انصاف کے ایم این ایز اب عمران خان پر مزید اعتماد کرنے کو تیار نہیں ہیں

لاہور (این این آئی) مسلم لیگ (ن) پنجاب کی سیکرٹری اطلاعات عظمیٰ بخاری نے کہا ہے کہ کٹھ پتلی وزیراعظم اور اسکے چیلے عدم اعتماد کے لفظ سے ہی خوفزدہ ہیں، اپوزیشن نے عدم اعتماد پر اپنا ہوم ورک مکمل کرلیا ہے، چند ماہ قبل یہی لوگ بڑھکیں مار رہے تھے ہم بہت مضبوط ہیں لائیں عدم اعتماد، آج تبدیلی کے غبارے سے ہوا بھی نکل چکی ہے اور انکی

بقیہ 42 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت اسلامی نے 7 مارچ کو سرگودھا میں حکومت کیخلاف دھرنے کا اعلان کر دیا

سرگودھا (این این آئی) جماعت اسلامی نے 7 مارچ کو سرگودھا میں حکومت کیخلاف دھرنے کا اعلان کر دیا جس کی قیادت امیر جماعت اسلامی سراج الحق اور صوبائی امیر ڈاکٹر طارق سلیم کریں گے جس کے لئے تیاریاں شروع کرتے ہوئے کارکنان کو

بقیہ 44 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

سرکاری کالجوں کے لیکچررز کو اسسٹنٹ پروفیسر کے عہدوں پر ترقیاں دینے کا فیصلہ

مکوآنہ (این این آئی) محکمہ تعلیم پنجاب نے فیصل آباد سمیت پنجاب بھر کے سرکاری کالجوں میں تعینات لیکچررز کو اسسٹنٹ پروفیسر کے عہدوں پر ترقیاں دینے کا فیصلہ کیا ہے بتایا گیا ہے کہ محکمہ تعلیم پنجاب نے اس سلسلے میں فیصل آباد سمیت صوبے

بقیہ 45 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

صوبائی وزراء محمد خان لہڑی میر نصیب اللہ مری محکمہ تعلقات عامہ کے اسٹال کا معائنہ کر رہے ہیں

بھارت نے انسانی حقوق کی پامالی میں سب کو پیچھے چھوڑ دیا' عامر رزاق

کشمیریوں کی تحریک آزادی میں شدت بھارت کی بدترین بربریت کا شاخسانہ ہے

لاہور (این این آئی) پیس فار لائف ویلفیئر فاؤنڈیشن کے صدر میاں عامر رزاق نے کہا ہے کہ بھارت نے انسانی حقوق کی پامالی میں سب کو پیچھے چھوڑ دیا، قید خانوں میں اسیر کشمیریوں کی زندگی کو شدید خطرات درپیش ہیں اقوام متحدہ فوری طور پر مداخلت کرے، مودی یاد رکھیں مسلمانوں کے قتل عام سے اسلام کے علم کو سرنگوں نہیں کیا جاسکتا

بقیہ 47 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

مہینوں میں سیمنٹ کی کھپت میں پونے 6 فیصد کمی

مکوآنہ (این این آئی) سیمنٹ کی کھپت فروری میں پونے 5 فیصد جبکہ مالی سال کے 8 مہینوں میں پونے 6 فیصد کم ہوئی ہے۔ آل پاکستان سیمنٹ مینوفیکچرز ایسوسی ایشن (اے پی سی ایم اے) کے مطابق فروری میں سیمنٹ کی مجموعی کھپت 43 لاکھ 60 ہزار میٹرک ٹن رہی، جس میں سے 39 لاکھ

بقیہ 46 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

سنا ہے عدم اعتماد کی تحریک کی'' کمر میں بھی چک پڑ گئی ہے، عالیہ حمزہ

لگے ہاتھوں مولانا عدم اعتماد کا جنازہ بھی پڑھا دیں، رہنما پی ٹی آئی

جمعیت علمائے اسلام (ف) کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن کی پریس کانفرنس پر رہنما تحریک انصاف عالیہ حمزہ نے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ اپوزیشن نے 48 گھنٹوں میں تحریک عدم اعتماد لانے کے بلند و بانگ دعوے کیے، اب سنا ہے عدم اعتماد کی تحریک کی'' کمر میں بھی چک پڑ گئی ہے۔ اپنے بیان میں عالیہ حمزہ نے کہا کہ مفاد پرستوں کا

بقیہ 16 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

فواد چوہدری کا 24 سال بعد آسٹریلیا ٹیم کی پاکستان آمد پر خوشی کا اظہار

شکریہ آسٹریلیا آپ نے یہ مارچ ہمارے لئے خوبصورت بنایا، وزیر اطلاعات ونشریات

اسلام آباد (این این آئی) وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات چوہدری فواد حسین نے 24 سال بعد آسٹریلیا ٹیم کی پاکستان آمد پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ شکریہ آسٹریلیا آپ نے یہ مارچ ہمارے لئے خوبصورت بنایا۔ ٹوئٹر پر اپنے بیان میں وزیر اطلاعات نے کہا کہ بابر اعظم اور ٹیم پاکستان آپ کی کامیابی کیلئے دعا گو ہے۔ انہوں نے کہا کہ

بقیہ 20 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

منی لانڈرنگ ریفرنس کی سماعت 11 مارچ تک ملتوی، نیب کے مزید گواہوں طلب

شہباز شریف نے رمضان شوگر مل ریفرنس سے بریت کی درخواست دائر کر دی

لاہور (این این آئی) احتساب عدالت نے منی لانڈرنگ ریفرنس کی سماعت 11 مارچ تک ملتوی کرتے ہوئے نیب کے مزید گواہوں کو طلب کر لیا، جبکہ مسلم لیگ (ن) کے صدر و قائد حزب اختلاف شہباز شریف نے رمضان شوگر مل ریفرنس سے

بقیہ 21 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

سانحہ ماڈل ٹاؤن کی دوسری جے آئی ٹی کیخلاف کیس سماعت کیلئے مقرر

چیف جسٹس محمد امیر بھٹی کی سربراہی میں 7 رکنی لارجر بنچ 14 مارچ کو کیس کی سماعت کریگا

لاہور (این این آئی) سانحہ ماڈل ٹاؤن کی دوسری جے آئی ٹی کے خلاف کیس سماعت کیلئے مقرر کر دیا گیا۔ چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ جسٹس محمد امیر بھٹی کی سربراہی میں 7 رکنی لارجر بنچ 14 مارچ کو کیس کی سماعت کرے گا۔ لارجر بنچ میں جسٹس

بقیہ 26 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

حکومت کہیں نہیں جارہی اپوزیشن جماعتیں ٹائم پاس کر رہی ہیں' ڈاکٹر شاہد صدیق

اپوزیشن کا عدم اعتماد شوشہ صرف چائے کی پیالی میں طوفان کے مترادف ہے' سینئر مرکزی رہنما پی ٹی آئی

لاہور (این این آئی) پاکستان تحریک انصاف کے سینئر مرکزی بانی رہنما ڈاکٹر شاہد صدیق خان نے کہا ہے کہ حکومت کہیں نہیں جارہی اپوزیشن جماعتیں ٹائم پاس کر رہی ہیں، مسترد اپوزیشن جماعتیں بلاوجہ سیاسی بحران پیدا کر کے ملک کو نقصان پہنچانے کی

بقیہ 27 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

آئے روز دہشتگردی کے واقعات میں معصوم لوگوں کو نشانہ بنایا جارہا ہے، شکیلہ نوید دہوار

کسی کو بلوچستان کے طلباء کو ہراساں کرنے اور ان کے آئینی اور جمہوری احتجاج میں رخنہ ڈالنے کی اجازت نہیں دیں گے، رکن صوبائی اسمبلی

بدقسمتی سے بلوچستان اور کے پی کے میں سیکورٹی ادارے اپنے وسائل اور توانائی امن قائم کرنے کی بجائے سیاسی کارکنوں کا راستہ روکنے کیلئے بروئے کار لا رہے ہیں

کوئٹہ (این این آئی) بلوچستان نیشنل پارٹی کی مرکزی ویمن سیکرٹری و رکن صوبائی اسمبلی شکیلہ نوید دہوار نے پشاور کے قصہ خوانی بازار دھماکہ میں قیمتی انسانی جانوں کے ضیاع اور اسلام آباد میں پرامن احتجاج میں شریک طلباء پر طاقت کے استعمال اور ان کیخلاف سنگین مقدمات کے اندراج کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ آئے روز دہشتگردی کے واقعات میں معصوم لوگوں کو نشانہ بنایا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ خطے کے موجودہ حالات اور تھریٹس کے باوجود پشاور قصہ خوانی بازار دھماکے میں 50 سے زائد افراد کی شہادت قیام امن کے ذمہ داروں

بقیہ 17 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

پاکستان سمیت دنیا بھر میں خواتین کے حقوق کا عالمی دن 8 مارچ کو منایا جائیگا

مکوآنہ (این این آئی) پاکستان سمیت دنیا بھر میں خواتین کے حقوق کا عالمی دن 8 مارچ کو منایا جائے گا اس دن کے حوالے سے فیصل آباد سمیت ملک بھر میں سماجی تنظیموں کے زیر اہتمام سیمینارز، جلسے

بقیہ 19 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

پیپلز پارٹی کے عوامی مارچ نے حکومت سے پیکا قانون واپس لینے کا مطالبہ کر دیا

قانون میں فیک نیوز کی تشریح کیے بنا تنقید کرنیوالوں کو انتقام کا نشانہ بنانیکی سازش کی جارہی ہے، شیری رحمٰن

اسلام آباد (این این آئی) پاکستان پیپلز پارٹی کے عوامی مارچ نے حکومت سے پیکا قانون واپس لینے کا مطالبہ کر دیا۔ نائب صدر پیپلز پارٹی سینیٹر شیری رحمان نے ٹوئٹر پر اپنے بیان میں کہا کہ پیپلز پارٹی کا عوامی مارچ حکومت سے پریوینشن آف الیکٹرانک کرائمز ایکٹ ترمیمی آرڈیننس واپس لینا کا مطالبہ کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عدالت، صحافتی

بقیہ 18 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

نیشنل ٹیکسٹائل یونیورسٹی فیصل آباد نے پاکستان ٹیکسٹائل پورٹل متعارف کروا دیا

مکوآنہ (این این آئی) نیشنل ٹیکسٹائل یونیورسٹی فیصل آباد نے پاکستان ٹیکسٹائل پورٹل متعارف کروا دیا۔ ریکٹر این ٹی یو ڈاکٹر تنویر حسین کہتے ہیں آن لائن پلیٹ فارم میں ٹیکسٹائل سے منسلک تمام انڈسٹریز کو

بقیہ 22 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

شاہ محمود قریشی مجھ سے مناظرہ کرے بے شک عمران خان کو بھی ساتھ لائے، قادر پٹیل کا چیلنج

شاہ محمود قریشی نے خارجہ امور کا ستیاناس کر دیا ہے، سفارتی امور میں چاپلوسی نہیں چلتی، قادر پٹیل کا طنز

اسلام آباد (این این آئی) پاکستان پیپلز پارٹی کے رہنما رکن قومی اسمبلی قادر پٹیل نے وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی کو چیلنج کرتے ہوئے کہا ہے کہ شاہ محمود قریشی مجھ سے مناظرہ کرے بے شک عمران خان کو بھی ساتھ لائے۔ اپنے بیان میں قادر پٹیل نے کہا کہ شاہ محمود قریشی نے آنکھوں پر نفرت کی پٹی باندھ کر سندھ دیکھا، سندھ کا تھر ترقی میں سب سے

بقیہ 23 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت اسلامی کے مرکزی امیر سراج الحق (آج) 5 مارچ کو فیصل آباد آئیں گے

مکوآنہ (این این آئی) جماعت اسلامی کے مرکزی امیر سراج الحق (آج) 5 مارچ کو فیصل آباد آئیں گے وہ یہاں مہنگائی، بے روزگاری، سٹیٹ بینک پر آئی ایم ایف کے قبضے کے خلاف احتجاجی دھرنے

بقیہ 25 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

خواجہ سراؤں کو اسلام سے زیادہ تحفظ کسی اور مذہب نے نہیں دیا، وفاقی شرعی عدالت

وزارت انسانی حقوق اور ریاست ہم جنس پرستی کی اجازت کا تصور بھی نہیں کرسکتی، وزارت انسانی حقوق

اسلام آباد (این این آئی) وفاقی شرعی عدالت کے جسٹس سید انور نے کہا ہے کہ خواجہ سراؤں کو اسلام سے زیادہ تحفظ کسی اور مذہب نے نہیں دیا۔ جمعہ کو خواجہ سراؤں کے حقوق اور جنس تبدیلی کی اجازت دینے سے متعلق کیس کی سماعت وفاقی شریعت کورٹ میں ہوئی۔ ڈائریکٹر جنرل وزارت انسانی حقوق وفاقی شریعت عدالت میں پیش ہوئے اور

بقیہ 24 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

سندھ میں تبدیلی کی ہوائیں چلنا شروع ہو گئی ہیں، شاہ محمود قریشی

آئندہ عام انتخابات میں عوام بہتر مستقبل کا فیصلہ کرتے ہوئے پیپلز پارٹی کو مسترد کر دے گی

کراچی پی ٹی آئی کا قلعہ ہے، پی پی کی حکومت کراچی سے پی ٹی آئی کے جھنڈے تو ہٹا سکتی ہے، وفاقی وزیر خارجہ

تلہار (این این آئی) وزیر خارجہ اور پاکستان تحریک انصاف کے وائس چیئرمین مخدوم شاہ محمود قریشی نے کہا کہ سندھ میں تبدیلی کی ہوائیں چلنا شروع ہو گئی ہیں اور آئندہ عام انتخابات میں عوام بہتر مستقبل کا فیصلہ کرتے ہوئے پیپلز پارٹی کو مسترد کر دے گی۔ مخدوم شاہ محمود قریشی سندھ حقوق مارچ کی قیادت کرتے ہوئے پی ٹی آئی سندھ کے صدر سید علی زیدی، جنرل سیکرٹری سندھ مبین جتوئی اور پی ٹی آئی اراکین اسمبلی اور پارٹی کے دیگر رہنماں کے ہمراہ ایک عظیم الشان عوامی اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ سندھ حقوق مارچ کے ساتویں دن

بقیہ 48 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

نصیر آباد، اسسٹنٹ کمشنر خادم حسین کھوسہ کی قیادت میں سکول داخلہ مہم کے حوالے سے ریلی نکالی جارہی ہے

ملک میں مظلوموں کی آواز کو دبانے کی ناکام کوشش ہے، نیشنل پارٹی

تعلیم، اداروں اور آزادی اظہار رائے پر قدغن نہ صرف آئین پاکستان کی خلاف ورزی ہے، حاجی صالح محمد بلوچ

اسلام آباد کے موجودہ مائنڈ سیٹ اتنا مغروری میں مبتلا ہے کہ ہمارے لوگوں کو پرامن احتجاج کرنے پر اٹھا کر لاپتہ بھی کرتے ہیں

پنجگور (این این آئی) نیشنل پارٹی پنجگور کے ضلعی صدر حاجی صالح محمد بلوچ نے اسلام آباد میں بلوچ طلباء پر تشدد کرنے اور اظہار رائے پر پابندی کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ تعلیم، اداروں اور آزادی اظہار رائے پر قدغن نہ صرف آئین پاکستان کی خلاف ورزی ہے بلکہ ملک میں مظلوموں کی آواز کو دبانے کی ناکام کوشش ہے اور بلوچ طلباء کو تاریکی کی راہوں میں دھکیلنے کی بھی کوشش ہے، انہوں کہا کہ اسلام آباد کے موجودہ مائنڈ سیٹ اتنا مغروری میں مبتلا ہے کہ ہمارے لوگوں کو پرامن احتجاج کرنے پر اٹھا کر لاپتہ بھی کرتے ہیں اور قتل

بقیہ 28 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں